ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ

دیوان فضل

واقعی فضلُ الله اسکو کہتے ہین کہ جس فضلُ الله کو لکھنا پڑھنا بالکل نہ آتا ہو
اوسکا یہ سارا دیوان ہی محض فضل الٰہی کا فیضان ہی بلکہ یہ
کرامت نبیِ اُمّی کے معجزے کا ایک نشان ہی کہ اوسکی امت کے
ادنا اُمّی بھی باوجود ناخواندہ اور بے علم ہونے کے شعر گوئی کے
اعجاز نمائی مین ایسے فصیح اللسان اور بلیغ البیان ہین کہ لکھے پڑھے
شاعر بھی اونکی شعر خوانی اور معجز بیانی دیکھکر ششدر اور حیران ہین

مطبع اصحّ المطابع مین چھپا

Fazlullāh Khān Qandahārī, Muhammad

Dīvān-i Fazl

ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

بفضل خداوند انام درین ایام میمنت انضمام از حسن نتائج طبع وقاد
صاحب ذہن خداداد امیر ملک دانائی رئیس آبادی مہر سپہر سخن سرائی

دیوان فضل ۱۳۱۱ھ

جناب حاجی محمد فضل اللہ خانصاحب قندھاری معافی دار موضع خالص پور
ضلع لکھنؤ سلمہ اللہ الباری باہتمام بندہ آسی محمد عبد العلی مدراسی

مطبع صبح العلوم واقع لکھنؤ مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد خدائے بے ہمتا اور نعت خاتم الانبیا اور منقبت آل اصفیا اور مدح اصحاب اتقیا کے
بعد خاکسار نامہ سیاہ فضل اللہ غفرلہ اللہ ماجناہ ابن محمد خان مغفور جاگیردار رحاپصیور
بن خلیل اللہ خان رسالہ دار بن عبدالرحمن خان قندھاری رسالہ دار بن محمد یوسف
خان شاہزادۂ قندھار غفر لہم الغفار سخنوران معنی رس اور معنی رسان سخن شناس
کی خدمت سراپا برکت مین عرض پرداز ہی کہ میرا مولد خاص شہر لکھنو محلہ
قندھاری بازار ہی میرے بزرگون کے جاہ وجلال اور فضل وکمال سے
شہر لکھنو اور اطراف لکھنو کے بزرگان دیرینہ سال بخوبی تمام واقف ہین
اور مختصر حال میرے بزرگون کا کتاب نافع السالکین مین لکھا گیا ہی

اوس کتاب سے اس زمانے کے لوگ اطلاع پا سکتے ہین جب مین
اونکے حال سراپا کمال اور اپنے حال جہالت مآل و نحوست اشتمال پر
غور کرتا ہون تو بے اختیار رونا آتا ہی بدنام کنندۂ نکونامی چند کا مصداق
ہون آفسوس کہ مین نے پڑھنے لکھنے مین دل نہ لگایا اسوجہ سے بالکل
جاہل رہا نہ مجکو لکھنا آتا ہی اور نہ پڑھنا آتا ہی اپنا نام اپنے ہاتھ سے
نہین لکھ سکتا ہون اور نہ کچھ پڑھ سکتا ہون جب مین حرمین شریفین
زادہما اللہ تعالی شرفاً و کرامۃً کی زیارت سے مشرف ہو کر وطن
مالوف یعنی موضع خالصپور پرگنۂ ملیح آباد ضلع لکھنؤ مین واپس آیا
ملہم غیبی کیطرف سے میرے دل مین یہ خطرہ گذرا کہ ای فضل اللہ تو نے
اپنی تمام عمر بطالت اور جہالت مین صرف کی اب تیری عمر ساٹھ برس
سے بھی متجاوز ہو گئی قرآن شریف تیرا دین و ایمان ہی مرتے وقت
بھلا اسکو تو پڑھ لے پس مین نے خدا کا نام لیکر قرآن شریف پڑھنا
شروع کر دیا ایک معلم تو فرزند سعادت نشان برخوردار محمود احمد خان

سلمہ الرحمن کی تعلیم کے واسطے پہلے سے مقرر تھا دوسرا معلم خاص
اپنی تعلیم کے واسطے مقرر کیا تخمیناً دو سال مین خدا کے فضل سے
قرآن شریف ختم کیا رُک رُک کر تلاوت کر لیتا ہون یہ حال میری نالائقی
کا ہی شہر لکھنؤ مین پیدا ہوا اور ہوش و حواس بھی اسی شہر مین سنبھالا
زمانہ طفلی مین جہان مین کھیل کود مین مشغول رہتا تھا وہان کبھی
کبھی شعرا کے مشاعرہ مین بھی چلا جاتا تھا اونکی فیضان برکت سے
اُردو شعرون کے مطالب بھی سمجھ لیتا تھا اسی سے نظم گوئی کی
طاقت ہوگئی ایک دو شعر کبھی کبھی نظم کر لیا کرتا تھا اور کبھی پوری غزل
نظم کر لیتا تھا اور چونکہ مجکو لکھنا آتا نہ تھا دوسرے شخص سے لکھوا لیا
کرتا تھا اور جو شعر کہ نہ لکھوا تا تھا وہ بعد چند روز کے فراموش
ہو جاتے تھے اسوجہ سے میرے بہت اشعار تلف بھی ہوگئے زمانۂ غدر
سے لکھنؤ چھوٹا موضع خالصپور مین رہنے کا اتفاق ہوا یہ گانون
میرے بزرگون کے مواضع جاگیر مین سے ایک موضع ہی لکھنؤ سے

دس بارہ میل کے فاصلے پر مغرب کیطرف۔ زمانۂ دراز تک شعرگوئی
کا سلسلہ چھوٹا رہا مدت طویل کے بعد جب کوئی محرک اوس سلسلے
کا ہو جاتا تو ایک غزل نظم کرکے برخوردار مذکور کے معلمون سے
لکھوا کر اپنے پاس رکھ لیتا اسی طرح اسقدر اشعار ہوگئے جو اس صحیفے
مین موجود ہین انکی اشاعت مین بہت روز تک مین پس و پیش
کرتا رہا اس خیال سے کہ مین محض بے علم آدمی ہون نہ عروض کو جانتا
ہون نہ قافیہ سے واقف انگلیون کے پورون پر وزن کرلیتا ہون
نہ شعرا کی صحبت بہت روز تک حاصل ہوئی کہ کان سے سنکر شاعری
کے دوسرے قواعد معلوم کرلیتا صرف دو یا تین بار مشاعرے مین
دوسرے شاعرون کے اشعار سُننے کیواسطے گیا ہون ایسا نہو کہ مین
تو اپنی بیعلمی پر روتا ہون دوسرے لوگ ہنسین میرے اشعار کے
الفاظ ہیچ اور مضمون پوچ دیکھکر یا سنکر خندہ کرین اس اثنا مین
میرے دل نے یہ کہا کہ اے فضل تیرا یہ کیا خیال ہے صاحبان لیاقت

کہین کسی پر خندہ کرتے ہین ہرگز نہین ہرگز نہین جب وہ تیری بعلمی
پر واقف ہوجاوینگے تو تیرے مضمون سست اور الفاظ نادرست
کی عیب پوشی کرینگے اگرچہ خلاف بحر ہو اور اگر تیرے کسی شعر
سے خوش اور محظوظ ہونگے تو تجھے تیری حیات مین تحسین اور
آفرین سے یاد اور بعد ممات کے دعاے مغفرت سے شاد فرماینگے
پس اس خیال سے اپنے اشعار کو شایع کرتا ہون اور سخنورون
کی خدمت سراپا فیض و برکت مین ملتمس ہون کہ میرے خیال
مذکور کے موافق عیب پوشی اور عذر نیوشی کو کام فرماوین ؎

غلام ہمتِ آن شاعران نیک کرم
کہ یک صواب بہ بینند و صد خطا بخشند

جب یہ دیوان مرتب ہوگیا تو باغ شاداب نام رکھدیا اور یہ قطعہ تاریخ موزون کیا
۱۳۱۱ھ

مرا یہ نامہ باغ سخنزان ہو
الٰہی خوش ہون اس سے جملہ احباب
ہوا طیار جب یہ گلشن شوق
کہی تاریخ اوسکی باغ شاداب
۱۳۱۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قبر مین جب دل مرقع مصطفیٰ کا دیکھنا
پڑھنا کلمہ اوس حبیب کبریا کا دیکھنا

صاف کر آئینۂ دل مصطفیٰ کو دیکھلو
دیکھنا اونکا ہی انوار خدا کا دیکھنا

بخشدیتا ہی خطا امت کی جو وہ بے نیاز
یہ کرم ہمپر ہی سب خیر الوریٰ کا دیکھنا

پاس اللہ نے بلایا بھیجکر در پر براق
واہ کیا رتبہ ہی ختم الانبیا کا دیکھنا

ہاتھ اوٹھاتے ہین خدا کے آگے بڑھ بڑھکر دعا
کیا وسیلہ ہی ملا ہمکو دعا کا دیکھنا

جب کھڑے ہو کر خدا سے بخشوائینگے ہمین
رتبہ اوسدن حشر مین اون پیشوا کا دیکھنا

چھوڑ کر گھر کی محبت فضل بس اب ہند سے
چل کے ان آنکھون سے روضہ مجتبیٰ کا دیکھنا

بھلا کب کر سکے رتبہ بیان انسان محمد کا ثنا خوان جبکہ ہی قرآن مین یزدان محمد کا

یہ اک ادنے بیان کرتا ہون نہین سامان محمد کا بڑھا ہی عرش اعلی سے کہین ایوان محمد کا

بچایا آکے دنیا مین ہمین نار جہنم سے یہ بھولے کیسے اب دل سے بھلا احسان محمد کا

زیارت سے مشرف جسکو ہونا ہو چلا آوے نہین مانع در اقدس پہ ہی دربان محمد کا

زبان قاصر فرشتونکی ہی اونکے وصف عالی مین کرے پھر کسطرح رتبہ بیان انسان محمد کا

چلے جائینگے بے کھٹکے جنان مین کون روکیگا سنا ہی تابع فرمان ہی خود رضوان محمد کا

جسے بچنا ہو رنج آخرت سے وہ چلا آوے بھرا ہی جوش رحمت سے یہان عمان محمد کا

گدائی اوس در اقدس کی ہمیں کیون نہ واجب ہو مطیع حکم ہی جب قیصر و خاقان محمد کا

یہ توریت و زبور انجیل جو پہلی کتابین ہین ہی ناسخ اون کتابونکا ہوا قرآن محمد کا

تری یہ شاعری ای فضل سب مقبول ہوجائے
لکھے گر نعت مین مطلع سر دیوان محمد کا

دکھادے ای خدا اب جلد تو دیدار احمد کا تڑپتا جسم مین ہی یہ دل بیمار احمد کا

یہی ہی آرزو اب تو کہ تو پونہچا کے یثرب تک دکھادے ہمکو ای تقدیر تو گلزار احمد کا

الجھی ای سنبل پیچاں تو اسے سب بل نکلجائے — اگر تو دیکھلے وہ گیسوے خمدار احمد کا

جو دیکھے یوسف کنعان جمال سرمدی اونکا — تو شیدا ہوکے رہجائے سر بازار احمد کا

یقین تم جان لو اسکو بلاؤ دلمین نشک اصلا — خدا کا خاص ہی دربار بس دربار احمد کا

غریق بحر وحدت ہو تو اوسکے رمز کو جانے — جو عارف ہو تو پہچانے سراسرار احمد کا

گنہ اسکے الٰہی بخشدے سب واسطے اوسکے
مطیع حکم ہی یہ فضل بے تکرار احمد کا

نہ تھا جسمین ذرا کینہ وہ سینہ تھا محمد کا — زر اسرار حق سے پر دفینہ تھا محمد کا

شب معراج بام لامکاں پر چڑھ گئے دم مین — جسے سب عرش کہتے ہین وہ زینہ تھا محمد کا

ستارا سب سے پہلے جو کہ تھا جبریل نے دیکھا — چمکتا نور وہ مثل نگینہ تھا محمد کا

گروہ صوفیہ کے اب تلک تھوڑا سا سینو مین — جو ہی علم لدنی وہ خزینہ تھا محمد کا

قسم اللہ کی تھا بس عجب خلق عظیم اونکا — نصیحت نیک کرنیکا قرینہ تھا محمد کا

محبان خدا کو جسنے طوفاں سے بچایا تھا — نہ تھی وہ نوح کی کشتی سفینہ تھا محمد کا

عبث ای فضل تونے ہند مین یہ عمر ضائع کی — سکونت کے لیے کیا کم مدینہ تھا محمد کا

سلام اپنا خدا جب آپ پونہچائے محمد پر
نہ کیونکر کل جہان قربان ہو جائے محمد پر

وہ ناجی ہو چکے بیشک اونہین دوزخ سے کیا دہشت
بتصدیق دلی ایمان جو لائے محمد پر

کہون کیا مرتبہ اونکا کہ بس وحی خدا لیکر
ہزارون بار جبریل امین آئے محمد پر

ہی تو ادنا گدا اس در کا اور تیری حقیقت کیا
جھکاتے جبکہ سر ہین بادشہ پائے محمد پر

ہوئین منسوخ سب اگلی کتابین او رصحیفے بھی
کلام اللہ جب روح القدس لائے محمد پر

اگر تقدیر پونہچا دے مدینے تک کہین مجکو
سمجھکر مغفرت رگڑون جبین پائے محمد پر

محبت اونکی رکھنا دلمین عین ایمان ہی اپنا
ہوئے بعد از نبی ای افضل جو جائے محمد پر

بہار چشم عاشق ہی ضیاء روی محمد کی
عدو کیو اسطے شمشیر ہی ابروی محمد کی

رہی ذرہ نہ بوے کفر باقی کوئی جا ہی گذر
ہی پھیلی جب سے عالم مین ولا خوشبوی محمد کی

کرین کیا ای ہوس ہم تری اکسیر کو لیکر
ہمین کافی ہی بس اکسیر خاک کوی محمد کی

عبث ہی فکر تمکو ہمدمو زنجیر آہن کی
دل وحشی کو ہی زنجیر قید موی محمد کی

کنارہ کر کے دنیا سے عزیز و دوستو ہمدم
کرو جبتک کہ جان باقی ہی حب جوی محمد کی

صدا ناقوس کی جاتی رہی بالکل زمانے سے
بجی ہی نوبت اسلام جب ہر سو محمد کی

جہان تک ہوتا وہ خود آ دیتے اور دلاتے تھے
نہ پھرتا کوئی سائل خالی یہ تھی خو محمد کی

دل و جان دین و ایمان اپنا اون اصحاب پر صدقے
جنھون نے ہی سنی کانون سے گفت و گو محمد کی

بھلا کر کام سب ای فضل اس دنیاے فانی کے
بیان کر کچھ صفت اپنی زبان سے تو محمد کی

یہ ایک اونکی صفت یکتائی وصف محمد ہی
نہ تھی سائے کی بھی جسمین وہی وہ ذات امجد ہی

نہین پردہ ہی کچھ بہ ذات احد مین اور حضرت مین
خلاصہ من رانی کا احد بے میم احمد ہی

نہین حاجت روا ہی دوسرا میرا سوا تیرے
تو ہی شاہ دو عالم ہی تجھی سے میرا مقصد ہی

عبادت جان کر اوسکا لیا کرتے ہین سب بوسہ
ترے بوسے کا خود مشتاق ای جان سنگ اسود ہی

سبب ہی تو ظہور آدم و حوا کا دنیا مین
یہی سچ ہی یہی سچ ہی نہین اسمین خوشامد ہی

لب نازک ہین برگ گل گل نرگس ہین وہ آنکھین
سہی شمشاد ہو صدقے وہ تیرا دلربا قد ہی

خدا کا دوست ہی بندہ یہان جو دوست ہی تیرا
وہ مردود خدا ہی جو ترے دربار سے رد ہی

اگر کرتا ہی کوئی ورد اوسکے اسم اعظم کو
بدلکر نیک ہو جاتا ہی دل اوسکا اگر بد ہی

ملیگی دوستونکو تیرے جنت روز محشر مین
وہ طعمہ ہی جہنم کا جسے تجھسے ذرا کد ہی

پھنسا ہی طائر دل سیرا تیرے دام الفت مین
نہین چھٹنے کا اب تا حشر بھی ایسا مقید ہی

کہیگی امت عاصی بروز حشر خوش ہو کر
ہمارے جو کہ مین شافع اونھین حضرت کی آمد ہی

قسم اللہ کی تجھسا نہین اولاد آدم مین
تو ہی محبوب یزدان ہی تو ہی نبیونمین امجد ہی

نجات اپنی سمجھکر اپنے جسم زار مین اکسیر
ملونگا خاک اوس جا کی کہ جس جا تیرا مرقد ہی

بشر کو کیا فرشتون کو گذر دشوار اوس جا ہی
بچھی ای سرور عالم جہان پر تیری مسند ہی

نگاہ رحم تیری دوستون کے حق مین ہی کافی
عدو کیواسطے ترچھی نظر تیغ مہند ہی

محبت کا ترے پیکان لگا ہی جسکے یان دل مین
وہان بعد فنا اوسکے لیے تو عیش سرمد ہی

ڈراتا ہی عذاب آخرت سے مجھکو کیون واعظ
مجھے کیا خوف ہی دلمین مرے حب محمد ہی

جو منکر ہی رسالت کا تری ای شاہ دو عالم
خدا کے سامنے وہ روسیہ بے شبہ مرتد ہی

چھوڑا بہر خدا اس فضل کو تو قید عصیان سے
ترے فضل و کرم کی رحمت عالم نہین حد ہی

در مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

یہ دعا یا رب ہی تجھسے مصطفا کیواسطے
بخشدینا مجکو سارے انبیا کیواسطے

رکھ تو اگر مجکو دنیا مین نکر محتاج تو — یا الٰہی اہل بیت مجتبی کیواسطے

دین و دنیا مین تو رکھنا آبرو یارب مری — یارِ غارِ مصطفی بحر سخا کیواسطے

ہو دعا مقبول میری رد نکرنا ای خدا — حضرت عادل خلیفہ بیریا کیواسطے

عیب پوشی کر مری کونین مین ستار تو — اپنے عثمانِ غنی باحیا کیواسطے

بخشدے میرے عزیز اور اقربا مان باپ کو — حیدر کرار صفدر مرتضی کیواسطے

دے خدا جنت مین جا خاتون جنت کے سبب — زینب و کلثوم و مریم آسیا کیواسطے

عائشہ حفصہ خدیجہ سبکی عصمت سے خدا — اور یارب بخش مجکو ہاجرا کیواسطے

نار دوزخ سے بچانا واسطہ حسنین کا — اور زین العابدین آل عبا کیواسطے

رحم کرنا ہر جگہ مشکل پہ میری یا کریم — حمزہ و عباس عمِّ پیشوا کیواسطے

رحم کر مجھپر برای حرمت آل رسول — آدم و حوا و دیگر اصفیا کیواسطے

خوش رہین یارب مرے سب آل اور اولاد و عزیز — جملہ اصحاب جناب مصطفی کیواسطے

فضل پر کر فضل یارب ہو دعا اوسکی قبول

امت احمد کے ہر ایک اولیا کیواسطے

در شان حضرت غوث اعظم علیہ الرحمہ

لگے کیونکر نہ ہمکو نام پیارا غوث اعظم کا ۔ کہ جب عاشق ہی خود خالق ہمارا غوث اعظم کا

ہو ملبوس کرامت اور ہو خرقہ خرق عادت کا ۔ جو کوئی پہنے اک ساعت اوتارا غوث اعظم کا

ذرا دیکھو تو ہر ذرے مین ہی اک قادری جلوہ ۔ چمکتا ہی دو عالم مین ستارا غوث اعظم کا

اونھین کے صدقے سے کھلجائین مرے دل کی اگر آنکھین ۔ کرون پھر خوب ہر جانب نظارا غوث اعظم کا

بچشم دل جو دیکھو دونون عالم کے صنائع کو ۔ بلا شک کارخانہ ہی یہ سارا غوث اعظم کا

جہان سے اک قلم کافور ہو ظلمت ضلالت کی ۔ جو ہو نور ہدایت جلوہ آرا غوث اعظم کا

خدا سے بالیقین بخشائینگے وہ جد کی امت کو ۔ بڑا عقبے مین ہی ہمکو سہارا غوث اعظم کا

بر آئین حاجتین اے افضل اوسکی دین و دنیا مین ۔ کہ جسنے نام جب لیکے پکارا غوث اعظم کا

در شان معین الدین چشتی پادشاہ ہند

دلا جسنے پیا پیالا معین الدین چشتی کا ۔ ہوا بے مے کے متوالا معین الدین چشتی کا

مجھے اہل شریعت چاہین سمجھین مشرک اور کافر ۔ جپا کرتا ہون مالا معین الدین چشتی کا

بچشم غور باغ ہند مین ہمنے جدھر دیکھا ۔ کھلا ہی ہر طرف لالا معین الدین چشتی کا

جھکائین سر سہی سرو صنوبر ازپئی عظمت — جو دیکھین وہ قد بالا معین الدین چشتی کا
نہ ڈالونگا مین حلقہ اب تو اورونکی غلامیکا — پڑا اگر دنمین ہی ہالا معین الدین چشتی کا
نظر مین کب سمائے اوسکی لعل و گوہر دنیا — جو دیکھے لولو لالا معین الدین چشتی کا
ملے کسطرح فضل اس ہستی بستی کی بسی مین — نشان عالم بالا معین الدین چشتی کا

در شان خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

عجب ہی روے پرانوار قطب الدین کاکی کا — سراپا ہی جمال یار قطب الدین کاکی کا
فقیری کے تھے میدان جتنے طی اکدم مین کر ڈالے — عجب ہی بادپا رہوار قطب الدین کاکی کا
جسے لینا ہو سودا معرفت کا مول لے آکر — لگا ہی دہلی مین بازار قطب الدین کاکی کا
کلام اللہ کو طفلی مین جب استاد نے پوچھا — بڑا اچھا ہوا اظہار قطب الدین کاکی کا
نہین ثانی ہی جسکا بحر عرفان حقیقت مین — وہ ہی یکتا در شہوار قطب الدین کاکی کا
ہمیشہ رحمت و غفران غفار ان پہ ہو نازل — عجب ہی طالع بیدار قطب الدین کاکی کا

الٰہی فضل کی آنکھو نمین ایسی روشنی بھر دے
کہ دیکھے عمر بھر دیدار قطب الدین کاکی کا

در شان حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر

پکڑ کر تو دلا دامن فریدالدین بابا کا
وہین جم ہو جہان آسن فریدالدین بابا کا

نکلجائے جو کوئی اوسے دوزخ سے نکلجائے
وہی دنیا مین ہی روزن فریدالدین بابا کا

جو دیکھین سالکان خلد شہ شمدر ہوکے رہجائین
وہ ہی رونق فزا گلشن فریدالدین بابا کا

نظامی صابری دونون گروہ چشتیان جو ہین
یہی ہر جا یہ ہی خرمن فریدالدین بابا کا

نہ دیکھے پھر تجلی کبک ہرگز ماہ کامل کی
جو دیکھے وہ رخ روشن فریدالدین بابا کا

جو دیکھا غور سے ہمنے تو میدان قناعت مین
چلا کس شان سے توسن فریدالدین بابا کا

خدا کے فضل سے اے فضل یہ ابلیس دنیا مین
نہ ہرگز ہو سکا رہزن فریدالدین بابا کا

در شان مخدوم علاءالدین صابر

عجب کوچہ ہی مستانہ علاءالدین صابر کا
ہر اک ہی جسمین دیوانہ علاءالدین صابر کا

نظر کرتا نہین ہون اب مین ہرگز شمع رویون پر
ہوا ہون جب سے پروانہ علاءالدین صابر کا

شراب معرفت کی چاشنی کو پوچھیے اوس سے
پیا ہی جسنے پیمانہ علاءالدین صابر کا

پیا اک جام جسنے پھر نہین وہ ہوش مین آیا
اسے جینے کا ہی میخانہ علاءالدین صابر کا

اوڈھونڈو مئی وحدت کو پیکر مست ہوجاؤ — لگا دربار رندانہ علاء الدین صابر کا

جسے لینا ہو علم باطنی بس وہ چلا آوے — نہین ہی کوئی بیگانہ علاء الدین صابر کا

مین صدقے بیخودی تجھپر کہ تونے مجھکو دکھلایا — جمال روے جانانہ علاء الدین صابر کا

ملے جس شخص کو ٹوپی فقیری کی فقیروں سے — وہ سمجھے تاج شاہانہ علاء الدین صابر کا

کہون اے افضل کیا تجھسے سنا ہی مین نے مرشد سے — بہت بڑھکر ہی افسانہ علاء الدین صابر کا

در شان سلطان نظام الدین محبوب الٰہی

محبوب خدا تم ہو بیشک حضرت سلطان نظام الدین

دکھلادو مجھے تم اپنی جھلک حضرت سلطان نظام الدین

تم ڈالو اپنی ایک نظر محبوب خدا کے اب سب پر

مشتاق ہین ہم بے شبہہ و شک حضرت سلطان نظام الدین

یہ تمسے ہی عرض ای شاہ شہان اب صاف کرو زنگ عصیان

چمکا دو دل جیسے ابرک حضرت سلطان نظام الدین

ہم تو ہین بشر سب آدم زا اور تم تو ہو محبوب خدا

مجرا کرتے ہین تمکو ملک حضرت سلطان نظام الدین

ہو تم تو مظہر شان خدا اور جلوہ تمہارا ہی ہر جا

ماہی سے لیکر ماہ تلک حضرت سلطان نظام الدین

تم میخانے سے اپنے ذرا اک جام پلا دو بہر خدا

ہو صفحۂ دلمین جس سے چمک حضرت سلطان نظام الدین

اس فضل کی یہ ہی تم سے دعا بخشانا اسکو روز جزا

پہونچا ہی آکے اب تم تک حضرت سلطان نظام الدین

در شان شاہ عبد الحق ردولوی

ای عبد حق الحق ترا ایوان بڑا ہی — ہر شاہ جہان سے ترا دربان بڑا ہی

کر ڈالا ہی اک سبکی سے طی آپنے جسکو — دیکھا تو حقیقت مین وہ میدان بڑا ہی

تم کرتے ہو گلگشت شب و روز جہانکی — سنتے ہین جہانسے وہ گلستان بڑا ہی

سمجھا ہی ترے رتبے کی جو شخص حقیقت — ہملوگو نہین واللہ وہ انسان بڑا ہی

دیکھا جو فضل نے دربار مین اونکے — شاہون سے بھی کچھ آپکا سامان بڑا ہی

در شان مخدوم حضرت شاہ مینا لکھنوی

پکڑ لے آستان ای یار حضرت شاہ مینا کا
بڑا ہی فیض کا دربار حضرت شاہ مینا کا

نہ دیکھا ہو وہ آکر گل زمین ہند مین دیکھے
میان لکھنؤ گلزار حضرت شاہ مینا کا

جو کوئی طالب سودائے عرفان ہی وہ آکر
لگا ہی دیکھلو بازار حضرت شاہ مینا کا

نہ سمجھو رشتۂ زنار اسکو تم مسلمانو
گلے مین ہی مرے یہ ہار حضرت شاہ مینا کا

لگا لے سرمہ اوس خاکِ درِ اقدس سے آنکھون مین
جو چاہے دیکھنا دیدار حضرت شاہ مینا کا

نہ پکڑیگا خطا اوسکی خدا محشر مین جو ہوگا
غلام خاص بے تکرار حضرت شاہ مینا کا

دعا اللہ سے ہی فضل کی ہر دم یہی یارو
رہے ہر دم درِم اسرار حضرت شاہ مینا کا

ہے سرسبز جہان مین تری مینا نگری
زنگ باطن مین مری بو رہے جو نرسگری

صاحب تاج ولایت ہو جہان کے مخدوم
نور ایمان کی مرے باندھیے سر پر پگری

اولیا غوث قطب فخر سمجھکر اپنا
بخوشی سر پہ اوٹھاتے ہین تمھاری گگری

خوابمین آئیے بیعت کی تمنا ہی مجھے
مطلب دل کے لیے تم ہو کلاسے جھگری

آرزو فضل کی بر آئے کرم فرماؤ | کوچۂ یار کی بتلائیے سیدھی ڈگری

در شان شاہ عبد الرزاق بانسوی

دل شیدا ہی مستانہ شہ رزاق مرشد کا | پیا ہی جب سے پیمانہ شہ رزاق مرشد کا

نہین خواہش ہی مجکو ہمدمو کچھ حور و غلمان کی | ازل سے ہو نہین دیوانہ شہ رزاق مرشد کا

مئے وحدت ہی جسمین لٹ رہی ہندو سنا ہوگا | وہی تو ہی یہ میخانہ شہ رزاق مرشد کا

ادب سے دست بستہ صاحبو چپکے کھڑے رہنا | یہ ہی دربار شاہانہ شہ رزاق مرشد کا

نہ کیونکر فضل سے دون نقد دل و جان اونکی الفت مین | عجب ہی طرز جانانہ شہ رزاق مرشد کا

در شان مولانا شاہ عبد الرحمن لکھنوی

ہی دم بھرتا دل بیمار شاہ عبد رحمن کا | دکھاوے تو خدا دیدار شاہ عبد رحمن کا

مسلمانو سنو ہر ایک خادم باغ جنت مین | چلا جائیگا بے تکرار شاہ عبد رحمن کا

مسلمان گر کوئی سمجھے مجھے یا کافر بیدین | گلے مین اب تو ہی زنار شاہ عبد رحمن کا

ابھی توڑے برہمن رشتۂ زنار کو واللہ | کہین جو دیکھلے دیدار شاہ عبد رحمن کا

مریدون ہے جسے دیکھا جہانمین ہمنے | مئے وحدت سے ہی سرشار شاہ عبد رحمن کا

خزان کیجے داغ سب جاتے رہین دلسے ترے بلبل
جو آکر دیکھلے گلزار شاہ عبدرحمن کا

تجلی بھولئے ماہ تابان فضل بس اپنی
جو دیکھے روے پرانوار شاہ عبدرحمن کا

در شان مولانا شاہ عبد الرحمن

جو دیکھو غور سے یارو عجب انسان ہی رحمن
سراپا بحر لطف و رحمت رحمن ہی رحمن

مین جاؤن کسطرف اب چھوڑکر اس در کی چوکھٹکو
مین سچ کہتا ہون میرا دین او ایمان ہی رحمن

مرے دلمین وظیفہ ذکر رحمانی کا ہی ہر دم
زبان پر میری جاری ہر گھڑی ہر آن ہی رحمن

اوسے دنیا مین تم ای اہل دنیا چاہو جو سمجھو
حقیقت مین تو سارے عاشقونکی جان ہی رحمن

بہار بوستان ذوق و شوق جذبہ باطن
گلستان معارف کا گل و ریحان ہی رحمن

خداکے فضل سے ای فضل مسیحان حقیقت مین
جو آنکھین کھولکر دیکھا خدا کی شان ہی رحمن

در شان مولوی عبد القادر خالصپوری

کہون کیا تجھسے رتبہ یار شاہ عبد قادر کا
فلک پر ہی لگا دربار شاہ عبد قادر کا

جو دیکھے جلوۂ دیدار شاہ عبد قادر کا
برہمن ڈال لے زنار شاہ عبد قادر کا

بصد اخلاص ہر اک شیخ و شاب و طفل خالصپور
ہی خادم دلسے بے تکرار شاہ عبد قادر کا

کسی صورت سے یارو تم بھی آکر اسمین داخل ہو
عجب رحمت کا ہی دربار شاہ عبد قادر کا

یہ خالص پوچھو سے کسطرح تبلاؤ تو مجھسے
دل وحشی تو ہی بیمار شاہ عبد قادر کا

امیرونکی خوشامد اور اطاعت سے الگ ہو کر
رہو نکین غاشیہ بردار شاہ عبد قادر کا

دعا یارب ہی تجھسے فضل کی صدقہ محمد کا
رہے آباد یہ گلزار شاہ عبد قادر کا

ردیف الالف شروع دیوان از مطلع حمد

لکھ سر دیوان تو ای فضل اسم اوس غفار کا
بخشنے والا ہی جو ہر نیک و بد کردار کا

حکمرانی آج کرلو ہم غریبون پر بتو
کل نہین ہی کچھ یہان ملک بتو جبار کا

ہر کسیکا بے سبب ظالم نہ ہرگز دل دکھا
سوچ اپنے دین اور کچھ خوف کر قہار کا

ہر عقبی کچھ نہین ہی پاس اپنے زاد راہ
ہی فقط مجھکو سہارا احمد مختار کا

پل پہ جب ہوگا قیامت مین دلا تیرا گذر
چھوڑنا ہرگز نہ دامن سید ابرار کا

آفت کونین سے یارب بچانا تو مجھے
واسطہ حسن و حسین و حیدر کرار کا

ہو نہین سکتا علاج اسکا کسی سے ای خدا
ہی طبیب اب تو ہی میرے اس دل بیمار کا

یا الٰہی فضل کو اپنے کرم اور فضل سے
کر عطا کوئی مکان رضوان کے تو گلزار کا

بلبل سے جاکے کہدو گلونسے نہ من لگا
فصل بہار آئی کہ دیوانہ پن لگا

نازک بدن ہے بار نہ کیونکر ہو رنگ کا
منہدی نہ اپنے ہاتھونمین ای گلبدن لگا

سرخی لبونکی کم نہین عاشق کیواسطے
مسی نہ اب خدا کے لیے سیمتن لگا

مدت سے دانت دل کا ہی اوسپر کہ توڑ لون
نخل قد صنم مین جو سیب ذقن لگا

دھبا ہی حسن سادگی رُوے صاف پر
ٹیکا جبین پہ اپنے نہ ای برہمن لگا

گستاخی ہو معاف ہی یہ دل کی آرزو
سینے سے اپنے مجھکو ذرا جان من لگا

پتھرا کے آنکھین رہ گئین مجھ ناتوان کی
سرمہ لگانے جبکہ وہ رشک چمن لگا

لالہ نے داغ کھائے ہین حسرت کے جسم پر
گلشن مین جب سے جانے مرا گلبدن لگا

اوسدم شب وصال کا مین کیا کہون مزا
جسدم مرا صنم کے دہن سے دہن لگا

صحرا تلک جو شہرہ تیری چشم کا گیا
واللہ دید کے لیے آنے ہرن لگا

کھینچی کھینچی آتی ہی خوشبو جو اوسکے پاس
شاید کہ تیرا عطر گل یاسمن لگا

جیتا رہے صاف چھاوں کہ جاری ہین کیون یہ اشک
یہ کسکا غم تجھے شمع انجمن لگا

سرخی تمہارے لب کی صنم جسنے دیکھلی
اچھا نہ اوسکو پھر کبھی لعل یمن لگا

ہر سو ہوا جو لیگئی خوشبوے زلف یار
پھر کوڑیونکو بکنے یہ مشک ختن لگا

گیسو کو رخ پہ کھولکے دکھلا تو دو ہمین
دیکھا نہین ہی چاند کو ہمنے گہن لگا

چھوٹا غم فراق سے جب اوسکے فضل مین
تن سے مرے تب آنکے دو گز کفن لگا

جو سونگھے گلبدن گلشن مین اوترا پیرہن تیرا
غدل سی بھرے دم بے تامل یاسمن تیرا

نہو گا ساتھ اپنے سیر مین جبتک وہ رشک گل
نہ دیکھینگے کبھی ہرگز ہم اے گلچین چمن تیرا

قسم اللہ کی اے خوبرو بیشک خدا نے خود
بنایا آپ اپنے دست قدرت سے دہن تیرا

لگا ہے دانت قدرت سے مرا نخل قد جانان
اوچک کر توڑ لونگا کوئی دن سیب ذقن تیرا

لگا لیتے ہین اوسدم دلسے برگ یاسمن اے گل
کبھی جو یاد آتا ہے ہمین نازک بدن تیرا

خدا نے کی عطا خوشبو جو اوس دلبر کے بالونکو
کہان نافہ ہے اس خوشبو کا آہوی ختن تیرا

یہی ہے آرزو بس فضل کی تجھسے بوقت مرگ
زبانسے نام نکلے اوس گھڑی اے ذوالمنن تیرا

حسن تیرا اگر ترقی پر چمکتا جائیگا
جو کوئی دیکھے گا اپنا سر پٹکتا جائیگا

صاف ہو جائیگا جلکر آئینہ دلکا مرے — شعلہ تیرے عشق کا جون جون بھڑکتا جائیگا

شکل گلگشت چمن مین منجنی پوشاک سے — جگنو کے مثل آپکا جگنو چمکتا جائیگا

نیم جان جائیگا گر تو چھوڑ کر قاتل مجھے — ساتھ تیرے یہ تن بسمل بھڑکتا جائیگا

مر کے ہو جاؤنگا جب تجھسے جدا ای گلبدن — خار تیرے ہجر کا دل پر کھٹکتا جائیگا

لیچلو گے اوسکے کوچے سے مجھے گر بعد مرگ — ہر قدم پر دوستو لاشہ اٹکتا جائیگا

تو تو کیا ہی فضل گرچہ ہو کوئی پرہیزگار
محفل رندانہ مین آئیگا بھٹکتا جائیگا

دیکھین رہتا ہی سفینہ کیسے حسن یار کا — جوش پر دریا ہی یارو اپنے چشم زار کا

دیکھنا ای دل نہ سیدھا ہین تو زلف یار کا — خوب سا ہشیار رہنا سامنا ہی مار کا

تیر مژگانکی نہین آہین ذرا کچھ بھی خطا — یارو مین مارا ہوا ہون نازکی تلوار کا

عشق نے اوس بت کے دلمین کر لیا آکے گھر — دانہ تسبیح مین ڈورا پڑا زنار کا

جو طبیب اسکا ہی وہ بالکل نہین لیتا خبر — اب خدا حافظ ہی اپنے اس دل بیمار کا

نازکی اوس گلبدنکی دوستو مین کیا کہون — بار اوٹھ سکتا نہین گردن سے اوسکے ہار کا

فضل گھڑکی سے رقیبونکی تو مین ڈرتا نہین
دیکھنے والا ہون مین تو حیدر کرار کا

پیاسا نہین ہون میرے لیے تو نہ آب لا
مین رند تشنہ لب ہون ای ساقی شراب لا

ساقی پیئے گا وہ مرا نازک دہن شراب
ایسے صنم کیواسطے جام حباب لا

خالی شراب مین نہین پیتا ہون ساقیا
گر مجھکو دے شراب تو سقہ بھلے کباب لا

گرمیِ مے سے دل نہین قابو مین اب مرا
ساقی خدا کیواسطے جلدی گلاب لا

مین نے کہا جو اوس سے کہ دل میرا اب لیجے
کہنے لگا وہ ہنسکے کہ خانہ خراب لا

جب جاؤن قاصدا مین تجھے تو ہی کچھ رسا
خط دیکے میرا اوسکو پھر اوسکا جواب لا

یہ آرزو ہی فضل کی اب تجھسے ساقیا
سمجھون نہین دن کو رات ہی وہ آفتاب لا

ناگہان شب کو نقاب اوسکا جو اونچا ہوگیا
کیا کہون جتنے تھے سبکو دیکھا دھوکا ہوگیا

اپنے دل سے جب دوئی کا پردہ بس اٹھا ہوگیا
پھر تو ان آنکھون کے آگے ایک جلوا ہوگیا

کب ہوا انسان فانی ذات باقی سے جدا
مل گیا قطرہ جو دریا مین وہ دریا ہوگیا

قول سے منصور کے پردہ یہ سب کھل گیا
جب خودی جاتی رہی بندے سے مولا ہو گیا

ملگیا دریا مین جسدم ٹوٹ کر کوئی حباب
ہم یہ کہتے ہین وہ کیا تھا اور اب کیا ہو گیا

بھولا جو اپنی خودی کو عشق مین تیرے صنم
بیشک و شبہہ وہ پھر عالم مین یکتا ہو گیا

دم بھرا جس شخص نے تیری محبت کا ذرا
سارے عالم مین صنم وہ کیسا رسوا ہو گیا

عشق مین تیرے جنون نے اسقدر پکڑا ہی زور
خلق کے آگے صنم میرا تماشا ہو گیا

دام مین اوسکے نہ پھنستا فضل پر اب کیا کرون
دیکھکر اوس صورتِ زیبا کو شیدا ہو گیا

عشق کا تیرے نہین دلپر اثر پیدا ہوا
خانۂ ویران مین اب آباد گھر پیدا ہوا

دیکھکر تجکو جہا نین کہتے ہین اہل جہان
بعد یوسف کے یہ اب رشک قمر پیدا ہوا

دھیان مین اوس حسن رنگِ صندلی کے دوستو
کیا کہون تم سے کہ اولٹا دردِ سر پیدا ہوا

اوس صنم کے گوشوارے کے لیے ای چشم تر
تیرے رونے سے بھلا کوئی گہر پیدا ہوا

خیمۂ افلاک سارا جل کے ہو جائیگا خاک
آہِ سوزان سے اگر اپنے شرر پیدا ہوا

کشت زارِ دلمین ہمنے بویا تھا الفت کا بیج
خوبی قسمت سے بس غم کا شجر پیدا ہوا

فضل جسکو ہو گیا عشق حسینان جہان
دلمین اوسکے درد و غم شام و سحر پیدا ہوا

آہ اس دست جنون نے نہ گریبان چھوڑا
جیب چھوڑا نہ ذرا گوشۂ دامان چھوڑا

ناصحا کوچۂ جانان کو مین چھوڑون کیونکر
زندگی بھر کہین بلبل نے گلستان چھوڑا

پونہچا جب قاف تک اوس رشک پری کا شہرہ
شوق دیدار مین پریون نے پرستان چھوڑا

کچھ نہ معلوم ہوا یار و جنون مین ہمکو
روند کر پاؤن سے گل خار بیابان چھوڑا

مرغ دل اپنا کیا سامنے مین نے فوراً
تونے جب ابروئے خمدار سے پیکان چھوڑا

قبر مین رکھکے سبھون نے مجھے چھوڑا لیکن
ایک تونے نہ یہان بھی غم ہجران چھوڑا

دیکھ پچتائیگا آخر کو کہے دیتا ہون
فضل تونے جو کہین کوچۂ جانان چھوڑا

رہے سرسبز یہ جلسہ ترے میخانے کا
شوق مدت سے ہے ساقی مجھے پیمانے کا

پنجۂ موت مرے سامنے آجائیگا
قصد تونے جو کیا پہلو سے اوٹھ جانے کا

جی مین آتا ہی کرون تیری خدا سے فریاد
صبر کب تک کرون مین ہجر کے غم کھانے کا

بادهٔ عشق پلایا ہے جسے تونے ساقی
حال کچھ پوچھ نہ پھر ایسے تو مستانے کا

اوسکو گھیرے ہوئے ہی آج ہجوم طفلان
شور برپا ہی صنم تیرے یہ دیوانے کا

ای شمع سر کو ترے کیون نہ اوڑائے گلگیر
خون ناحق ہی گلے پر ترے پروانے کا

عشقبازی وہ کرے **فضل** مزا ہو جسکو
خون دل پینے کا اور لخت جگر کھانے کا

نہ چل ٹیڑھا یہان تو وے چل ای جوان سیدھا
بتاتا راستہ تجھکو ہی جب ناطق قرآن سیدھا

جو مانگا زلف کا بوسہ تو وہ جھنجلا کے یہ بولے
نہین تو مار کھائیگا چلا جا اب مکان سیدھا

جہانمین ہوتے ہین معشوق اکثر ترشرو لیکن
ملا ہی ہمکو قسمت سے عجب شیرین دہان سیدھا

سخن ٹیڑھا کیا ہے جسنے دلاوہ بھی ہوا ٹیڑھا
زبان سیدھی کا اپنی ہی تو ہی سارا جہان سیدھا

خوشی سے عشقبازی مین ہمیشہ اونکی کٹتی ہی
ہی جسکے ساتھ ہوتا **فضل** دورِ آسمان سیدھا

طائر دل یہ بڑا ہوگا یہ احسان تیرا
گر گرے صید اوسے ناوکِ مژگان تیرا

کیون تو کرتا ہی حسد لے ابھی ہم جاتے ہین
تجکو گلچین یہ مبارک ہو گلستان تیرا

تو وہ بے مثل ہی معشوق کہ واللہ تا حشر
مجھسے چھوٹیگا نہین گوشۂ داماں تیرا

وحشت عشق کو ہمراہ لیے او مجنون
دیکھنے آتے ہین اب ہم بھی بیابان تیرا

چھوٹ جائیگا پس از مرگ بدن سے اک دن
لیک کچھ نہ چھٹے جان سے جانان تیرا

دل کا ارمان نکل جاتا مرے او قاتل
اس طرف بھی کبھی آجاتا جو پیکان تیرا

فضل مجھسے یہ مراد دست جنون کہتا ہی
ایک چھوڑونگا نہین تار گریبان تیرا

کیا حسن خداداد ہی دلدار تمھارا
گر ماہ بھی دیکھے ہو گرفتار تمھارا

سب خار نظر آتا ہی اس بلبل دل کو
جب سے نہین دیکھا گل رخسار تمھارا

کسطرح سے راتوںکو الجھتا ہی دم اپنا
یاد آتا ہی جب گیسوی خمدار تمھارا

للہ مسیحا اُسے جا ابتو جلاؤ
جاتا ہی سوی قبر یہ بیمار تمھارا

جنکا مین خطاوار ہون انکو تو خبر دو
جاتا ہی یہ مقتل مین گنہگار تمھارا

کیا بس گیا ہی فضل کا خوشبو سے دل و جان
سونگھا ہی گلے لگ کے جو وہ ہار تمھارا

دھیان آجاتا ہی دلکو جبکہ چشم یار کا — جا کے کرتا ہون نظارہ نرگس بیمار کا

دن کو دھوکا ہو گیا اکثر کو وہ پھیلی ضیا — کھل گیا شب کو نقاب اونکے گل رخسار کا

سیر گلشن کیا کرون جا کر کے مین بعد بہار — جب نہووے ساتھ وہ گل لطف کیا گلزار کا

کھینچکر اب میان سے قاتل تو بس آجا ادھر — دیکھنا منظور ہی جوہر تری تلوار کا

اوس صنم کے تیر مژگان پر بہت مائل نہو — آجتک عاشق ہوا ہی کوئی ای دل خار کا

واہ کیا سرخی ملی شوخی کی تیرے رخ کو ہی — کھاتے ہین دھوکا بہت ای گلبدن گلنار کا

عاشق صادق جو ہین فضل الٰہی بس اونکے لیے
تخت شاہی سے ہی بڑھکر آستان دلدار کا

جب سے بلبل نے یہان عارض جانان دیکھا — پھر تو اوسنے نہ کبھی سوے گلستان دیکھا

تیرے مژگان کا ہوا سودا وہ دلکو جس سے — آکے تلوون نے مرے خار بیابان دیکھا

گر گیا اوسکی نظر سے وہین ہیرا موتی — جسنے ہنسنے مین ترا یہ دُر دندان دیکھا

نہ ملا لعل کہین تیرے لبون کے مانند — ہمنے جا خوب سا کہسار بدخشان دیکھا

یاد پھر آیا کسی کا رخ روشن ہمکو — ہمنے جب چودھوین شب کو مہ تابان دیکھا

غیر تو دیکھنے بیمار کو تیرے آئے — تو نے آکر نہ کبھی سرو خراماں دیکھا

جسنے دیکھا ترے معشوق کو یہ فضل کہا
ایسا تو ہمنے جہا نین نہین انسان دیکھا

خیال آتا ہی جب بلبل کو گلچین گل کے دامن کا — قفس مین لیتی ہی رو رو کے اوسدم نام گلشن کا
سیہ کاکل کے نیچے جب ترا عارض چمکتا ہی — ہمین دھوکا ہوا کرتا ہی اکثر سانپ کے من کا
کبھی جلسہ جو میخوار یکا تیرے یاد آتا ہی — گراتی آنکھین ہین پلکو پہ پانی جیسے ساون کا
لب رنگین پہ اوسنے یہ نہین مسی لگائی ہی — ہوا ہی تختۂ لالہ پہ قبضہ آکے سوسن کا
نہایت ہی دل اپنا مائل اوسکے مار کاکل پر — الٰہی خیر کرنا سامنا ہوتا ہی دشمن کا
نہین ہم جانتے ای ماہ کہتے بدر ہین کسکو — نظارہ کرتے ہین ہم تو تمھارے روے روشن کا
ہوئی وہ وصل مین کشتی ہمارے اونکے کل شب کو — گیا ہر ایک دانہ ٹوٹ پھر تو اونکے جوشن کا
ترے سیمین سپر کا پھول ہی مہر درخشندہ — مہ نو نعل ہی تیرے سمِ شبرنگ توسن کا

یہ تجلی آتش ہجر انکی سینے مین چمکتی ہی
خدا حافظ ہی اب تو فضل اپنے دل کے خرمن کا

وہ پوچھین کسطرح احوال تیرے حال ابتر کا
بتون کو تو دیا ہی دل خدا نے سخت پتھر کا

سمندر بھول جائے موج اپنی آکے حیرت مین
کہین جو دیکھ لے دریا ہمارے دیدۂ تر کا

عبث ہو پوچھتے نام و نشان میرے وطن کا تم
کہین بھی یاد رہتا وحشیونکو ہی نشان گھر کا

میرے سینے مین ہی وہ آتش سوزندۂ ہجران
کہ جس سے جان و دل سب خاک ہو جائے سمندر کا

گرینگے تو بیجا ارے واعظ آکے پیری مین
بھولائے ہی شباب اپنا ابھی تو خوف محشر کا

پہونچ سکتا ہی نامہ تو مرا ہی یار و قاتل تک
مگر اک خوف آتا ہی مرے دلمین کبوتر کا

نہ بھولو فضل کو شاہ عرب ہر جا پہ مشکل مین
قسم کھا کر وہ کہتا ہی گدا ہون آپکے در کا

نہ ہو پہلو مین جس شب گر مرے رشک قمر ہوگا
تڑپتے ہی تڑپتے پھر مجھے روے سحر ہوگا

بتون کے ہاتھ سے جو لوگ رنج و غم اوٹھاتے ہین
بلاشک ہی یہ معلوم اونکے پتھر کا جگر ہوگا

تو جسدن عاشقون کو اپنے قاتل آزمائیگا
تری تلوار کے آگے جھکا اپنا یہ سر ہوگا

بہار آئیگی جب گلشن مین تیرے باغبان گل کی
گریبان چاک کر اپنا سوے صحرا سفر ہوگا

بجھیگا کیسے محفل مین تری پھر کوئی بجلی سے
ہماری آہ سوزان کا ستمگر گر اثر ہوگا

ملی ہی جو چمک دندان کو تیرے آج دنیا مین
نہ ایسی آبداریکا کہین ہرگز گہر ہوگا

کمر باریک جیسی فضل اوس نازک بدن کی ہی
جہان مین ایسا بھی کوئی کہین نازک کمر ہوگا

نہین تجھسے ہوا ای دل وہ تیرا سیم تن ٹیڑھا
سمجھلے ہو گیا تجھسے یہ اب چرخ کہن ٹیڑھا

دل اپنا اب لگا وینگے ہم اوس معشوق دلجو سے
نہوتا ہو جو عاشق سے کبھی ای گلبدن ٹیڑھا

جھکے آگے تمھارے یار وہ شمشاد قد کیونکر
کہین دیکھا ہی دنیا مین کوئی سرو چمن ٹیڑھا

ہی اتنی عرض میری آپسے اس منہ چڑھانے سے
مجھے ڈر ہی نہ ہو جائے کہین سیدھا دہن ٹیڑھا

جلانا اوس گھڑی لازم ہی پروانیکا تو سن لے
چلے جب راہ سے تیری وہ شمع انجمن ٹیڑھا

ہمیشہ کہتے رہتے ہین ہم اوس کج خلق کج خو سے
نکرنا تم کبھی اپنا یہ سیدھا سادہ پن ٹیڑھا

بہت بہتر ہی سیدھی چال کہدے فضل ہر اک سے
نہوگا دوست پھر کوئی اگر ہوگا چلن ٹیڑھا

چرچا آنکھون کا تری یار جو ہر سو ہوتا
سنکے حیرت زدہ صحرا مین بھی آہو ہوتا

یاد دندان مین تری یار اگر مین روتا
موتی کانون کا ترے میرا ہر آنسو ہوتا

دیکھتین تم نہ گلو نکو کبھی پھر تو ہرگز
بلبلو باغ مین گر آیا وہ گلرو ہوتا

بالیقین مصر کے بازار کے دن مفت کوئی
حسن یوسف کو نہ لیتا جو صنم تو ہوتا

ہوش جاتے ترے بیشک یہ نصیحت کیسی
سامنے تیرے جو ناصح وہ پریرو ہوتا

دیکھ لیتا جو کبھی تُرک تجھے بے پردہ
داخل اسلام مین فوراً ابھی ہندو ہوتا

فضل گر ہوتا مجھے روے صنم کا سودا
طوق گردن کا مری حلقۂ گیسو ہوتا

پہلو سے میرے جبکہ وہ گلرو چلا گیا
اک لحظہ پھر تھما نہ یہ آنسو چلا گیا

یاد آگئی کسیکے وہ جگنو کی پھر چمک
شب کو ادھر سے کوئی جو جگنو چلا گیا

دربار جمع ہی فقط اک تیری ذات سے
محفل اوجاڑ پھر ہی اگر تو چلا گیا

زنجیر دست و پا کو توڑا اکر سوِ عدم
سنتے ہین تیرا قیدی گیسو چلا گیا

نہلاتے ہین سنا ہی کہ کل گوش یار کا
موتی نکل کے صاف تہ جو چلا گیا

ایسا ہی اوسکا قتل کرون تیغ سے تجھے
دکھلاکے اسلیے خم ابرو چلا گیا

سنتے ہو فضل تمنے اکیلے نہین سنا
چرچا ہمارے عشق کا ہر سو چلا گیا

مسکن جو اپنا کوچۂ دلدار مین ہوتا
پھر کیون یہ دل فراق کے آزار مین ہوتا

صیاد تیرا ہوتا گذر گر بہار مین
بلبل کا نام باقی نہ گلزار مین ہوتا

پاس اپنے کھینچ لاتا کبھی کا اوسے ضرور
کچھ بھی اثر گر اپنے دل زار مین ہوتا

ہوجاتا دھوکا زاغ کا گل کے چمن مین صاف
گر خال ایک بھی ترے رخسار مین ہوتا

اوبت پہنتے پہلے ہی ہم ذوق وشوق سے
کچھ فائدہ اگر ترے زنار مین ہوتا

جنت کا دھیان دل سے نکل جاتا زاہدا
تیرا گذر جو کوچۂ دلدار مین ہوتا

کُشتی تلک مین اوس سے نہ کرتا کبھی دریغ
مطلب جو **فضل** ہان مرا تکرار مین ہوتا

مجھے روئے انور دکھاتا چلا جا
تو اپنا ہی شیدا بناتا چلا جا

نہ جا نیم بسمل مجھے چھوڑ قاتل
اک اور ہاتھ بھر کر لگاتا چلا جا

براہ عنایت کبھی تو تو آکر
مری قبر پر ہاتھ اوٹھاتا چلا جا

ہمین بھی ادھر آکے اپنی تو ساقی
شراب محبت پلاتا چلا جا

تجھے سامنے پھر مین دیکھون برابر
مرے دل سے پردہ اوٹھاتا چلا جا

جسے ناز سے تیرے مارا مسیحا — تو اب اوس کو آکر جِلاتا چلا جا

ضرور آئیگا رحم فضل اون کو تجھپر
تو خاک اون کے پیچھے اوڑاتا چلا جا

جسے ترچھی نظر سے دیکھلے وہ جان بن جا ترچھا — تو سمجھو ہو گیا اوس سے یہ کجرو آسمان ترچھا
چھپاؤن طائر دلکو مین کس پہلو مین ای یارو — لگاتا ہی قدر انداز کیا تیر کمان ترچھا
خطا کچھ بھی نہ تھی ایسی مگر ہان ایک سے تو پر — کہون کیا کسطرح ہمسے ہوا وہ مہربان ترچھا
تجھے جب راہ جنت کی بتاتی شرع سیدھی ہی — پھر ایسی راہ کو چھوڑے تو جاتا ہی کہان ترچھا

ہوا ترچھا جو وہ معشوق ہمسے فضل محفل مین
نہ نکلا دوست پھر کوئی ہوا پیر و جوان ترچھا

دکھلا کے وہ جو کاکل پیچان نکل گیا — سو دیمین اوسکے مین بھی پریشان نکل گیا
رخ سے جو اوسنے زلف سیہ کو ہٹا دیا — پھر تو گہن سے ماہ درخشان نکل گیا
اوس گلبدن کی کاکل خمدار دیکھکر — بل تیرا خوب سنبل پیچان نکل گیا
کب چھوڑتا خدا کی قسم اوسکو پاکے مین — پر کیا کرون کہ ہاتھ سے دامان نکل گیا

وحشت نے دہ وہ یار ترا کوچے سے ترے
گھبرا کے آج سوے بیابان نکل گیا

گلرو تمھارے عارض گلگون کو دیکھکر
ڈے لیسے ہمارے شوق گلستان نکل گیا

مدت کے بعد آج شب وصل یار مین
دل کا ہمارے خوب سا ارمان نکل گیا

روؤن نہ زار زار کیون اپنے نصیبکو
گھر سے وہ میرے سرو خرامان نکل گیا

رکھتا سند کیواسطے قاتل کا یادگار
افسوس فضل سینے سے پیکان نکل گیا

گھر پر ہمارے آکے وہ جانان چلا گیا
نکلا ذرا نہ وصل کا ارمان چلا گیا

تڑپے نہ کسطرح دل بسمل کہ تو صنم
اس پر لگا کے ناوک مژگان چلا گیا

دست جنون سے توڑ کے زنجیر و طوق آج
دیوانہ تیرا سوے بیابان چلا گیا

کوچے مین تیرے ٹھوکرین کھاتا تھا جو مدام
سنتے ہین کل عدم کو وہ انسان چلا گیا

دیوانونکی زبان سے سنا وان بھی تیرا نام
پھرتا ہوا جو مین سوے زندان چلا گیا

تاریک فضل آنکھون کے آگے ہوا جہان
پہلو سے میرے وہ مہ تابان چلا گیا

وہ گلبدن جب آکے چمن سے نکل گیا — بلبل کا دم تڑپ کے بدن سے نکل گیا

خوشبوے زلف یار جو اوڑکر وہان گئی — غیرت مین آہرن بھی ختن سے نکل گیا

ہوش و حواس و عشق مین جھگڑا جو پڑ گیا — گھبرا کے پھر تو قیس وطن سے نکل گیا

دھبا لگیگا عشق کی چادر مین سن و لا — یہ آہ کا سخن جو دہن سے نکل گیا

سنکر ترے لبونکی وہ شوخی رنگ سرخ — شرما کے لعل ملک یمن سے نکل گیا

عاشق فراق یار مین سمجھو جو مر گیا
افضل قید رنج و محن سے نکل گیا

ذرا منہ کو اپنے دکھاتا چلا جا — مجھے اپنا بندہ بناتا چلا جا

نہین غیر کوئی یہان پر ہی جانان — نقاب اپنے رخ سے اوٹھاتا چلا جا

نہ رکھ بار قتل اپنے اوپر مسیحا — تو کشتون کو اپنے جلاتا چلا جا

جو در پر پڑے ہین ترے اونکو ساقی — مئے ناب الفت پلاتا چلا جا

تڑپتا ہی تیرے لیے افضل گلرو
تو بو اوسکو اپنی سونگھاتا چلا جا

شراب تند سے خالی کیا پیکر ترا مٹکا ‏ ‏ قدم ہرگز نہ مجھ میخوار کا ساقی ذرا بھٹکا

ہٹو لوگو یہان پر لاشۂ عاشق پڑے پھٹکے ہین ‏ ‏ یہ جانبازونکا مقتل ہے تماشا ہی نہین ہٹکا

نہ پھنستا کسطرح اے ناصحا اوس بت کی الفت مین ‏ ‏ ازل سے عشق کے خار و نہین دامن تھا مرا اٹکا

سنون کیونکر دماغ ناتوان سے دوستو گانا ‏ ‏ نہین اوٹھتا ہے صدمہ اوس سے جیب کی ذرا چٹکا

غبار اوڑکر جو بعد از مرگ میرا اوس پلک پونچھا ‏ ‏ چھپایا اوسنے منہ پر دیکھین دامن ہاتھ سے جھٹکا

چمن کی سیر مین یہ ہر قدم پر لچکی جاتی ہے ‏ ‏ کسی سے آپ منگوا کر کمر مین باندھ لین پٹکا

حضوری مین تو اوسکی فضل کچھ تسکین رہتی ہے
الگ رہنے مین رہتا ہے رقیبون کا بڑا کھٹکا

کرون اوسپر تصدق کیون نہ مین جاکی تن سیارا ‏ ‏ بنا جب نور کا سرتا بپا وہ جان من سارا

نہ ہووے تو اگر اے شمع رو اندھیر ہوجائے ‏ ‏ تری اک ذات سے روشن ہے زنگ انجمن سارا

لگائی زلف کی پھانسی گلے مین بخت اوسنے ‏ ‏ مشبک کردیا تیر نگہ سے یہ بدن سارا

بہار آئی ہے گلشن مین ذرا اب آپ بھی دیکھین ‏ ‏ گل و بلبل سے ہے کیسا بھرا صحن چمن سارا

اگر قبضہ مرا ہوتا تو تیری زلف کی بو پر ‏ ‏ تصدق کر کے دیدیتا ابھی ملک ختن سارا

ملے ہین دانت موتی کے انھین اور لب ہین لعلونکے — جواہر کا خزانہ بن گیا اونکا دہن سارا

بناتا ہی عبث اے فضل کنگھی سے تو بالونکو
نکل جائیگا یہ اک دن نہ اک دن بانکپن سارا

وہ گلرو باغ مین آیا تو ہوتا — گلونکو رخ سے شرمایا تو ہوتا
کبھی دل کو ہمارے ترس کھا کر — گلے سے اپنے ملوایا تو ہوتا
نہین ہی قتل کرنیکا گلہ کچھ — مگر لاشے کو دفنایا تو ہوتا
ہزارون ہوتے دام زلف مین قید — ذرا عارض پہ پھیلایا تو ہوتا
مرے ہین جو محبت مین تمھاری — مسیحا زن فرمایا تو ہوتا
سمجھکر دلمین اپنے حق خدمت — مرا تابوت اوٹھوایا تو ہوتا
وہ مجھسے بات کرتا یا نہ کرتا — کسی نے اوسکو سمجھایا تو ہوتا

کسی تدبیر سے اے فضل تونے
ذرا اس دلکو بہلایا تو ہوتا

گرچہ یہ دیوانہ قیدی ہوکے زندان مین رہا — دل مگر اوسکا برابر کوے جانان مین رہا

خواب مین دیکھا کیا اوس روے رنگین کی بہار
عندلیب دل مرا شب بھر گلستان مین رہا

وحشت دل نے نکالا تیرے کوچے سے جو یار
مثل مجنون عمر بھر پھر مین بیابان مین رہا

جس کسیکو ہو گیا ورد ان بتون کے نام کا
دین پھر باقی کہانسے اوس مسلمان مین رہا

کسکو اے قاتل کیا تیر نگہ سے تونے قتل
سچ بتا یہ خون کسکا جمکے پیکان مین رہا

دل ہی یون ڈوبا ہوا چاہ زنخدانمین ترے
جسطرح جسے گرکے یوسف چاہ کنعان مین رہا

خواب مین مجکو رہا جوان پری رویونکا دھیان
رات بھر اے فضل مین گویا پرستان مین رہا

مرے گھر آتے آتے پھر گیا وہ سیمتن اولٹا
نشاط و عیش کے بدلے ملا رنج و محن اولٹا

بہار بلبلان مین پڑ گیا رنج و محن اولٹا
خزان نے آکے گلشن مین کیا لطف چمن اولٹا

خفا ہوتے ہو جب کہتا ہون مین عاشق تمہارا ہون
بجاے رحم دکھلاتے ہو مجکو بانکپن اولٹا

وہ نخوت سے نہین چلتے زمین پر پاؤنکو رکھکر
زمانے کی روش سے ہی حسینونکا چلن اولٹا

معطر ہو گیا سارا جہان اُسدم ہتیلی پر
اوٹھا کر اوسنے جب مینائی عطر یاسمن اولٹا

ملی ہی تجکو وہ صورت کہ خجلت سے بیابانکپن
مقابل آکے آنکھون کے تری پیچھے ہرن اولٹا

کھون کیا اوس ستمگر کو سبھون نے خوب مَے سے / بہت سمجھایا پر یارو نہ اوسکا کچھ چلن اولٹا

ذرا اُسن تو ستمگر تیغ ناز و عشوہ سے تیری / بہت کشتہ ہوے لیکن نہ تیرا بانکپن اولٹا

عجب اندھیر محفل مین ہوا جسوقت ساقی نے / سبو کو مَے سے خالی کر کے جام انجمن اولٹا

سمجھکر امتی اپنے نبی کا فضل کو اپنے
خطا کو بخش کے دینا ثواب ای ذوالمنن اولٹا

تصور بندھ گیا دلمین تیری زلفون کے بالونکا / الٰہی خیر کرنا سامنا اب ہوگا کالونکا

گیا تھا دل لگے بہلانے کے خاطر باغمین گلرو / ہوا دھوکا گل و لالہ پہ تیرے سرخ گالونکا

شب فرقت سے جلکر شب کو ہمنے یہ دعا مانگی / برا ہو یا الٰہی بخیطا دل سے لینے والونکا

جسے ہین چاہتے کر لیتے ہین بندہ یہ دم بھر مین / ہی حکم ناطق اب دنیا مین ان اصحاب جمالونکا

چلو گلشن مین کاکل سے کالو بل تو سنبل کا / کرو چلکر شکار آنکھون سے صحرا مین غزالونکا

لب و دندان کی سرخی اور چمک سے کھل گیا ہی یہ / دہن اوسکا ہی گویا گنج موتی اور لالونکا

چمن مین دوستو سنلو جہان فصل بہار آئی / خیال آیا ہمارے دلمین بھر اون نونہالونکا

ہر اک نقطہ ہی اس دیوان کا رشک نافۂ آہو / ہوا سودا جو میرے دلکو تیرے رخکے خالونکا

تمہارے عشق مین وحشت نے بس ایسا پھرایا ہی ‏— کف پا مین مرے ابتک نشان باقی ہی چھالونکا

نہنگے جب چمن مین گل تو بلبل ایسا روئین گے ‏— شکم بھر جائیگا انکو ہے بس گلشن مین تھالونکا

خدا کیواسطے چپ ہو کہ ٹوٹیگی کوئی آفت
فلک تک شور پونہچا فضل تیرے شب کے نالونکا

بے نقاب آج جو وہ نور کا پیکر نکلا ‏— لوگ کہنے لگے دن کو مہ انور نکلا

ہمسے کہتا ہی جنون ہوشمین اپنے تم تو ‏— جسکو صحرا تھے سمجھتے وہی اب گھر نکلا

ہوش جاتے رہے بازار مین دیکھا جسنے ‏— ہوکے آراستہ جو سیر کو دلبر نکلا

دیکھیے کتنے گلے کٹتے ہین جانبازون کے ‏— ہاتھ مین آج وہ قاتل لیے خنجر نکلا

ابتو کوچے مین لگاتے ہین ہم اونکے بستر ‏— وہ سپ چلے آئین گے گر راست مقدر نکلا

دلکو اب اوس سے لگائین گے کرے جو خاطر ‏— تو تو ای یار مرے حق مین ستمگر نکلا

تو وہ معشوق ہی ای جان کہ تیرا واللہ ‏— آجتک کوئی جہان مین نہین ہمسر نکلا

دلمین وہ ضبط کیا آتش سوز غم کو ‏— کوئی اخگر نہ چٹک کر کبھی باہر نکلا

عشقبازی مین تری فضل لگیگا دھبا ‏— نالہ و آہ ترے منہ سے کہین گر نکلا

ہمارے واسطے ساقی لیے شراب آیا
کہ جسکے پینے سے پھر عالم شباب آیا

زمانہ دید کی جسکی ہی آرزو رکھتا
ہمارے خانۂ دل مین وہ آفتاب آیا

تمام عمر رہیگا یہ ساقیا افسوس
شراب ہوچکی بالکل ہی جب کباب آیا

حیا سے سامنے آتا نہین کسیکے وہ بت
کبھی جو آیا تو بابرقع و نقاب آیا

سفید ہوگیا خجلت سے رنگ سرخ اوسکا
تمہارے رخکے مقابل اگر گلاب آیا

زمانہ ہوگیا تاریک پھر تو آنکھون مین
جب اوسکے پاس سے قاصد نہ لے جواب آیا

بلا ہی بھاگتی اے فضل دور سے سنکر
جہان زبان پہ تری نام بوتراب آیا

ہوتا ہی رخ یار پہ گلزار کا دھوکا
اور آنکھون پہ ہی نرگس بیمار کا دھوکا

گھبرا کے پریشانی مین کل شب کو سوئے دیر
کھا کر مین چلا مسکن عیار کا دھوکا

ابرو پہ مہ نو کا گمان لعل کا لب پر
دندان پہ ترے ہی دُر شہوار کا دھوکا

اوس عارض رنگین کی چمک اور دمک پر
ہوجاتا ہی اکثر ہمین گلنار کا دھوکا

زاہد جو کرے اوس بت کافر کا نظارہ
کھا جائیگا تسبیح پہ زنار کا دھوکا

اہی جان جہان دیکھتے ہین ہم مہ تو جب — ہوتا ہی ترے ابرو خمدار کا دھوکا
برچھی کا گمان پلکون پہ تیر و نگاہ پر — ابرو پہ ترے ہوتا ہی تلوار کا دھوکا

یوسف کی طلب مین جہان جاتا ہی تو اے فضل
ہوتا ہی وہان حسن کے بازار کا دھوکا

نشہ ہی جس کو گیسوئے خمدار یار کا — ہرگز نہوگا اوسکو اثر زہر مار کا
بلبل تڑپ تڑپ کے قفس مین مریگی ہائے — صیاد جب کہ آئیگا موسم بہار کا
گل جس چمن مین دیکھا تو گل کی بہار تھی — رکھا خزان نے آج نشان تک نہ خار کا
جا کر کہین جو شاہ بھی ہوجائے بینوا — بھولے نہ دل سے اونس وہ اپنے دیار کا
دام بلا سے اوسکے مین اب چھوٹون کسطرح — پھندا پڑا گلے مین ہی گیسوے یار کا
گل کرتے تھے غرور جو تاج و سریر پر — یارو نشان بتاؤ کچھ اونکے مزار کا
ساقی پلا وہ تند شراب جگر گداز — جائے نہ کیف آنکھون سے جسکے خمار کا
خوشبوے زلف یار کو اے نکہت صبا — تو نے کہان یہ نافہ خطا اور تتار کا
نکلیگا جوش عشق مین منصور کا کلام — کھٹکا نہین ہی دلکو مرے کچھ بھی دار کا

پڑ جائے شور حشر کا سارے جہان مین | اوٹھے اگر بگولا ہمارے غبار کا
یارب فراق یار مین کبتک ہمارا دل | بار الم اوٹھائیگا لیل و نہار کا
محفل مین تیری غیر کا ہرگز نہ تھا گذر | اب دیکھتے ہین رہتا ہی مجمع ہزار کا
عمر رواں رواں ہی ہر اک لمحہ اسطرح | گھوڑا دوان ہو جیسے کسی شہسوار کا
یہ آرزو ہی شاہ شہان کوچے مین ترے | بعد از فنا مزار ہو اس خاکسار کا
ای گلبدن مجال نہین باغ دہر مین | گل کر سکے مقابلہ تیرے عذار کا
بیٹھے ہو چھپ کے پردے مین ایجان جان تو کیا | توڑیگا تیر آہ یہ پردہ حصار کا
سوز غم فراق سے ای شمع رو ترے | یہ دل نہین ہی پہلو مین شعلہ ہی نار کا

ای فضل کس صنم کی جدائیکا ہی یہ غم
تھمتا نہین جو اشک تری چشم زار کا

مژدہ پہونچا دے تو میرا میرے قاتل کو ہوا | بوستان عشق کی اب پھر لگی دل کو ہوا
دیکھ سینے سے شہ بہکے آہ تو رکجا ذرا | تیری لگجائے نہ میرے تیر قاتل کو ہوا
سنتے ہین گرمی بہت ہوتی ہی قاتل وقت مرگ | اپنے دامن کی ذرا دیدے تو بسمل کو ہوا

گر پڑے ناقہ کہین لیلا نہ تیرا نجد مین
آہ مجنونکی سے لگے جو تیرے محمل کو ہوا

چہچہاتے ہین قفس ہین آجکل کس ذوق سے
فصل گل کی آگئی ہی کیا عنادل کو ہوا

عاشقونکا دل دُکھانا ہی بُرا ای شاہ حسن
ظلم کی ہوتی نہین سلطان عادل کو ہوا

فضل یان بجتا نہین ہی فکر دنیا سے کوئی
قدر حاجت کے ہی ہر انسان کامل کو ہوا

پریشان حال اس باعث سے ہی بلبل کے تن من کا
خزان نے کھو دیا سب لطف آکے دم مین گلشن کا

جو عاشق ہی در جانان سے دم بھر اٹھ نہین سکتا
کہ عشق صادق اوسکی ہو گیا ہی طوق گردن کا

اوڑائین دست وحشت تو نے آخر دھجیان ایسی
نشان تک بھی نہ کھا بیرہن مین میرے دامن کا

لگے عشاق آنے ہر طرف سے دیکھنے تجکو
جو پھیلا شور عالم مین پری تیرے جوبن کا

رہیگا کسطرح تبلاؤ یہ اسلام اب باقی
ہوا ہی عشق میرے دلکو اک طفل برہمن کا

نہین اوٹھتا ہی اس سے فرقت دلدار کا صدمہ
الٰہی کر دے میرے دل کو تپھر بلکہ آہن کا

غضب ہی یہ دل ناشاد اپنا اوسپہ آیا ہی
نہین ملتا پتا جس شوخ کے ای فضل مسکن کا

ستم یہ بلبلون پر تیرا ای چرخ کہن کیسا
کیا ہی تو نے غارت ای خزان لطفِ چمن کیسا

ذقن کا حال کچھ پوچھو نہ مجسے وقت پیری مین
رہا جب وہ نہ منہ باقی تو پھر ذکر ذقن کیسا

جلا کر مار ڈالا اپنے پروانے کو خود تو نے
یہ پھر سوز و گداز و گریہ شمع انجمن کیسا

گئے تھے سیر کرنے جبکہ تم کان جواہر پر
لبون سے آپ کے شرما گیا لعل یمن کیسا

ہمارا نام اوسکے سامنے جو کوئی لیتا ہی
خفا ہوتا ہی وہ بیواسطہ شیرین دہن کیسا

تمھاری نرگسین آنکھون کے آگے کل بیابان مین
مقابل آکے اوُلٹے پانون بھاگا تھا ہرن کیسا

سمائی ہی دماغ جان مین خوشبو زلف جانان کی
نہین ہم جانتے ای فضل ہی مشک ختن کیسا

اگر تو دیکھلے نقشہ رخِ بت کی صفائی کا
تو دعوی ٹوٹ جائے شیخ یہ تیری پارسائی کا

تری الفت مین او ظالم اگر جیتا بچا اب کے
بھرونگا دم نہ ہرگز پھر کسیکی آشنائی کا

بہایا پھر تو آنکھون نے بڑا اک خون کا دریا
تصور بندھ گیا دلمین جو اوس دست حنائی کا

لگاتے دل کبھی ہرگز نہ اپنا اوس ستمگر سے
اگر معلوم ہوتا ہمکو یہ صدمہ جدائی کا

ہم اپنا حال دل ہرگز نہ تجسے کہتے ای قاصد
اگر ہوتا وسیلہ یار تک اپنی رسائی کا

مریض عشق جاناں کا بدا او وصل جاناں ہی — طبیبوں سے کہو لکہتے ہو کیوں نسخہ دوائی کا

ذرا دیکھو تو تم اسکے فضل اُن دونکی دنیا مین
خدا کی شان ہی کرتے ہین بت دعوی خدائی کا

اوٹھا صدمہ نہ گر مجھسے تمہارے ہجر کے غم کا — مٹا دونگا یہ جھگڑا پھر تو کھو کر جان ہردم کا

سیہ ٹوپی دھرے سر پر عجب معشوق دیکھے — کھلا سوتے ہین یارو شکو جو بند اونکے محرم کا

ستائے غیر تو شکوہ نہین ہاں ایسا ہوتا ہی — گلہ کس سے کرون تقدیر جا کر یار ہمدم کا

نہ لگ جائے نظر شاید کسیکی گورے مکھڑے پر — ذرا بازو پہ باندھو نقش لکھکر اسم اعظم کا

رخ گلگون پہ اونکے جو عرق آیا گلستان مین — ہوا دھوکا دل بلبل کو اوسدم گل پہ شبنم کا

اوٹھے بار محبت دوسرے سے کب بھلا تیرا — ازل سے خاص یہ حصہ ہوا اولاد آدم کا

یہ فضل اللہ کا ہی اے فضل دوزخ مین نہ جائیگا
پڑھا کلمہ ہی جسنے دلسے اوس محبوب اکرم کا

نہ جس دم ایک دم بھی ہمسے بر مین وہ صنم ہوگا — نہین معلوم پھر دلبر مرے کیسا ستم ہوگا

کہین گے سنگدل سب لوگ تجکو میرے مرنے پر — اگر دامن ترا آنسو سے اوسدن بھی نہ نم ہوگا

نہ کچھ معلوم ہوگی آفتاب حشر کی گرمی — شفیع المذنبین جب حشر مین تیرا کرم ہوگا

تن بیجا نمین جان پھر لوٹ کر آجائیگی بیشک — گذر مدفن پہ میرے گر کبھی تیرا صنم ہوگا

دعا تعویذ کرتے ہین عبث سب غم کے خاطر — لکھا تقدیر مین جو وقت ہی اوس سے نہ کم ہوگا

خدا کا فضل ہر منزل پہ ہوگا شامل ای یارو — ہمارا کوچ اس دنیا سے جب سوے عدم ہوگا

جوان و پیر کو لڑکون کو ادنیٰ اور اعلیٰ کو — عدم کو جانیکا ای فضل تیرے سبکو غم ہوگا

وصل کی شب کا جو کل وقت سحر ہونے لگا — کیا کہون پھر دلکا کیا حال دگر ہونے لگا

جل گیا پیر فلک غیرت حسد کی آگ سے — بزم جانان مین ہمارا جو گذر ہونے لگا

دی جگہ دلمین تجھے او بت تو سب کہنے لگے — دیکھنا گھر مین خدا کے کسکا گھر ہونے لگا

غیر اگر قطع جب کرنے لگا تیری قبا — بس یہان اپنا صنم ٹکڑے جگر ہونے لگا

وصل کی شب سنکے تیری بانگ ای مرغ سحر — مجھسے رخصت وہ بت رشک قمر ہونے لگا

منحصر کیا دست و پا پر جتنے ہین اعضا تن — غم کا دل کے ساتھ کیا سب پر اثر ہونے لگا

سب گناہ یاد آگئے اوسدم ہمین تفصیل سے — فضل جب سوے عدم اپنا سفر ہونے لگا

جما ہی دلمین یہ نقشہ ترے رخسار تابان کا
کہ جیسے نور ہو فانوس مین شمع شبستان کا

کہے دیتا ہون اب تمسے مین زندان کے نگہبانو
جنون زورون پہ ہی اپنا ارادہ ہی بیابان کا

خدا جانے خوشی کیسی ہی کسکو عیش کہتے ہین
مجھے تو وصل مین رہتا ہی کھٹکا روز ہجران کا

مری تربت پہ چادر دیکھکر پھولونکی وہ بولا
ملا گو خاک مین پر شوق ہی سیر گلستان کا

تصور ہی پریرونکا میرے خانۂ دلمین
بسایا ہی محلہ یہ عجب ہمنے پرستان کا

لبون پر پان کی سرخی جما کر یار کہتا ہی
کیا ہی رنگ دونا دیکھلو لعل بدخشان کا

کیا ہی ٹکڑے ٹکڑے مثل تار عنکبوت اوسکو
جنون کو طوق پر دھوکا ہوا شاید گریبان کا

اوڑینگی دھجیان کیا کیا ولا دامان صحرا کی
ہوا ہی شوق تلوون کو مرے خار مغیلان کا

رخ محبوب کی اے **فضل** جو تو دید کرتا ہی
تری تقدیر مین یہ لکھ گیا تھا درس قرآن کا

گیا کل خود بخود پردہ جو کھل رخسار انور کا
دل عشاق کو دھوکا ہوا ماہ منور کا

نہ بچے کیونکر یہ انسان خاک کا اسکی حقیقت کیا
فرشتون کو پھنسا لیتا ہی ناصح ناز دلبر کا

ہمین دنیا مین جس دوزخ سے ای واعظ ڈر آتا ہی
بجھاوینگا اوسے دریا ہمارے دیدۂ تر کا

تری مژگان کی جب ہجر امین ہمکو یاد آتی ہی
رگ جان پر گمان ہوتا ہی اوسدم نوک نشتر کا

مٹا کر جان اپنی سنگدل تیری محبت مین
نشان قبر بھی رکھین گے ہم چھاتی پہ پتھر کا

سمجھ اتنا تو ای ناصح یہان تدبیر کیا کرتے
ہوا یون ہی نوشتہ تھا ہمارے جب مقدر کا

دل تاریک روشن ہوگیا اب کا زمانے مین
ہوا عالم مین جلوہ جس گھڑی اوس ماہ پیکر کا

ہمیشہ یون ہی مثل ماہ ای حسن پری پیکر
ترقی پر رہے ہردم نصیبہ تیرے اختر کا

لکھین گے جب کہ ہم اوس بادشاہ حسن کو نامہ
بنائین گے قلم اپنا ہما کے نوچ کر پر کا

برابر روز سودا ہو دوبارہ ہمدموا وسکو
اگر پڑجائے سایہ گور مجنون پہ مرے سر کا

نہان اسطرح رکھ ای فضل دلمین آتش الفت
نہ نکلے آہ سوزان سے شرارہ کوئی اخگر کا

نکلنے حوصلہ پایا نہ کچھ ناشاد بلبل کا
خزان نے آکے گلشن سے مٹا ڈالا نشان گل کا

کھلیگا مثل غنچہ ساقیا اوس روز اپنا دل
سنونگا گردن شیشہ سے جسدن شور قلقل کا

ذرا چلکر گلستان مین رخ گلرنگ پر اپنے
دکھا کر کاکل پیچان نکالو بل تو سنبل کا

پریرویان دنیا کے فریب حسن مین آکر
اوٹھاتے غم فرشتے بھی ہین قید چاہ بابل کا

دل مضطر کے بہلانیکو ہی بت تیری فرقت مین
کیا ہی جمع ہمنے رنج و غم سامان تحمل کا

چڑھا کر تیغ ابرو جبکہ قاتل نے ادھر دیکھا
مرے اقلیم دلبر ہو گیا عالم تزلزل کا

بچھایا عارض گلگون پر اوس صیاد نے اپنے
ہمارے بلبل دل کے لیے یہ دام کاکل کا

بلا کر پاس اپنے اوس شہنشاہ دو عالم کو
پنہایا تاج معراج اور کیا مختار بھی کل کا

الٰہی رحمت بیحد سے اپنی فضل عاصی کو
رہا کر قید عصیان سے تصدق شاہ دلدل کا

لاکھ حیلون سے مجھے کوئی جو سمجھائیگا
پر ترا دھیان مرے دل سے نہین جائیگا

بعد مرنیکے خوشی ہوگی مجھے کیسی صنم
فاتحے کو مرے مدفن پہ جو تو آئیگا

یاد مجکو تو کریگا یہ کہے دیتا ہون
جب کوئی مجسا وفادار نہ تو پائیگا

تیغ ابرو سے مسیحا کیا کشتہ جسکو
قم باذنی سے اوٹھین پھر بھی تو جلوائیگا

پہنچی سونیکی پاؤن مین ترے ڈالونگا
اے کبوتر تو خبر اوسکی اگر لائیگا

آج خوش اوسکی لگاوٹ پہ ہی اے دل تو عبث
کل تجھے دیکھنا کسطرح سے رلوائیگا

نام گر عشق کا بھولے سے کہین فضل لیا
پیے گا خون دل اور لخت جگر کھائیگا

عجب طرح کی بہار دیکھی لبون پہ جب خط یار دیکھا
چمن مین ریحان کے نار دیکھی گلون کے پہلو مین خار دیکھا

پھر اکیے گو جہان مین ہر جا بتائین کیا تجھسے زاہد اہم
کہین نہ بشکل نگار دیکھی سو حسینان ہزار دیکھا

بچشم انصاف آج ہمنے ترے اس اندام نازنین پہ
لڑی یہ پھولون کی بار دیکھی گلیمین تیرے جو ہار دیکھا

بتون کی الفت مین آہ یارو قسم خدا کی کبھی تو ہمنے
نہ تھمتی یہ چشم زار دیکھی نہ دل کو اصلا قرار دیکھا

چڑھی ہے ایسی تمھاری ساقی ہمارے دلپر شراب الفت
کتاب حکمت ہزار دیکھی کہین نہ اسکا اُتار دیکھا

مسافران رہِ عدم سے نہ کی کسی نے بھی بات ہم سے
جہان جدا مزار دیکھی وہان پہ ہمنے پکار دیکھا

جو دیکھا اس مزرع جہان مین تو فصل مثل اوسکے سبزخط کے

نہ سبزی سبزہ زار دیکھی نہ سبزۂ نوبہار دیکھا

دل پھنس کے اوسکی کاکل پیچان مین رہگیا / منہ ڈالکر مین اپنے گریبان مین رہگیا

لوٹا جو سیر کر کے چمن سے وہ رشک گل / لالہ بھی داغ کھا کے گلستان مین رہگیا

افسوس کی جگہ ہی جنون تیرے ہاتھ سے / باقی نہ تار کوئی گریبان مین رہگیا

صحرا و کوہ کی جو کرائی جنون نے سیر / دامن اوجھکے خار مغیلان مین رہگیا

قاتل کا آج دیکھنا عاشق کے خون نے / سوفار کوئی پیاسا نہ پیکان مین رہگیا

حد بحر عشق کی نہ ملی جب کہ قیس کو / آخر غریب تھک کے بیابان مین رہگیا

اہل جنون جو ساتھ تھے سب کوچ کر گئے
تنہا تو فضل خانۂ زندان مین رہگیا

دل مرا اوجھا ہی اوس رشک قمر سے دیکھنا / غیر ممکن جسکا ہی اس چشم تر سے دیکھنا

توڑ ڈالیگا سلاسل کو بہار آنے تو دو / شور مستی ہوگا ظاہر میرے سر سے دیکھنا

حال گریہ کہدو اوس دریا خوبی سے مرا / ہنستے مین دانت اوسکے او روشن تر گہر سے دیکھنا

تیرے دندان کے تصور مین اگر روئینگے ہم / موتی برسینگے ہماری چشم تر سے دیکھنا

ای مسیحاے زمان تسکین دل کیواسطے
مجکو کافی ہی ترا بس اک نظر سے دیکھنا

بعد مرنیکے بھی قاتل کا مزا آتا ہی یاد
کھینچکر ہر گز نہ تیر اوسکا جگر سے دیکھنا

بخشدیتا ہی خدا بندونکو اپنے فضل سے
فضل ہوتے ہین گنہ کیا کیا بشر سے دیکھنا

زہے خوش قسمتی اپنی کہ ہمنے وہ صنم پایا
کہ جس سے جز خوشی کے آجتک کوئی نہ غم پایا

سمجھتا تھا مین پہلے اور کو جب تو ملا آمین
اسی دلکو پھر اپنے ای صنم بیت الحرم پایا

ملا معشوق جیسا ہمکو ہی خوش نصیبون سے
کسی عاشق نے ابتک اس جہان مین ایسا کم پایا

انھین آنکھون سے کل دیکھا تھا جن شمشاد قدونکو
اونھین کو آج پھر جو جاکے دیکھا پشت خم پایا

نہ پایا یار کو تنہا کہ اپنا حال کچھ کہتا
جہان پایا اوسے ہمنے رقیبون سے بہم پایا

نہ ہو امید پھر کسطرح ہمکو نیک عقبیٰ مین
یہان دنیا مین جب ہر حال مین تیرا کرم پایا

بتا ای فضل تو ہمکو بھلا اسکا سبب کیا ہی
ترا دامن جو ہر دم آنسوون سے ہمنے نم پایا

نہ جیسا قامت موزون ترا ای گلبدن دیکھا
نہ ایسا باغ مین جاکر کوئی سرو چمن دیکھا

بچشم غور گل کی رات کو پروانہ دلنے
تجھی کو سب حسینوں مین چراغ انجمن دیکھا

کسی معشوق کا ہمنے ترا سا سارے عالم مین
نہ رخ دیکھا نہ لب دیکھا نہ یہ چاہ ذقن دیکھا

جو خوشبو تیری زلف عنبر افشا مین ہی اے گلرو
نہ اس خوشبو کا ہمنے نافۂ مشک ختن دیکھا

جو شوخی سرخ رنگت کی لبوں نے تیرے پائی ہی
نہ اس سرخی کا دنیا مین کوئی لعل یمن دیکھا

لپٹ کر ہمنے کل خوشبو جو اونکے جسم کی سونگھی
نہین اتبک کہین اس بو کا عطر یاسمن دیکھا

رہے یہ اہل دنیا سب کے سب اے فضل غفلت مین
کھلین اوسوقت آنکھین جسگھڑی گور و کفن دیکھا

مان لے کہنا مرا اب دیکھ تو اے دل نہ جا
ہاتھ مین کھینچے ہوئے تلوار ہی قاتل نہ جا

دوسرا اک ہاتھ بھی قاتل لگا آکر مجھے
چھوڑ کر اسطرح مجکو خاک پر بسمل نہ جا

خاک کر دیگی جلا کر آگ غصے کی تجھے
آج اوسکی بزم مین اغیار ہین اے دل نہ جا

ان بتونکی راہ الفت مین نہ رکھ ہرگز قدم
دیکھ اے دل طے نہوگی تجھسے یہ منزل نہ جا

کتنے دیوانے ہنین گے قیس کے مانند ابھی
عاشقوں مین بے نقاب اے لیلی محمل نہ جا

روے جانان دیکھ اور زلف سیہ کو چھوڑ دے
چھوڑ کر کعبہ سوے بتخانہ تو اے دل نہ جا

حسن جگہہ جانے سے تیرے دوسرونکو رنج ہو
اوس جگہہ ای فضل پھر جانے سے کیا حاصل نہ جا

حال تمسے کیا کہون یارو دل ناشاد کا
خاک مین مجکو ملایا ہونمین سائل داد کا

دوستو ہرگز نہین تصویر جانان کھنچ سکی
رعب سے جب اوسکے بس کا نہ تھا قلم بہزاد کا

عشق کامل ہی یہی ای دل زبان کو بند رکھ
لگ گیا دھبا اگر نکلا سخن فریاد کا

ہین کسیکی زلف کی پاؤنمین میرے بیڑیان
کیا غرض مجکو ہی جو احسان لون حداد کا

لکھ گیا تھا پہلے سے تقدیر مین کنج قفس
ہی بہت بیجا اگر شکوہ کرون صیاد کا

درد دل ہی اور ہی کچھ درد گردہ یہ نہین
کیون بلاتے ہو عزیزو کام کیا فصاد کا

پھر قتل فضل اگر قاتل کو ہو کچھ جستجو
خود گلا وہ کاٹ لے کیا کام ہی جلاد کا

دست جنون وہ میرا گریبان کہان گیا
تبلا تو خار دشت کہ دامان کہان گیا

مین پوچھتا ہون تجسے بتا او کمان یار
سینے کو میرے چھوڑکے پیکان کہان گیا

دودنکے حسن پر نکر ایسا صنم غرور
اتنا سمجھ کہ یوسف کنعان کہان گیا

شانے مین زلف یار کو پاتا تو پوچھتا
بل تیرا اب وہ کاکل پیچان کہان گیا

جاہ و حشم کو چھوڑ کے دنیا سے ای قضا
خسرو و کیقباد و سلیمان کہان گیا

صحرا سے بعد قیس کے وحشت ہی پوچھتی
مجنون مرا یہان سے بیابان کہان گیا

بعد از نموی خط مجھے حیرت صنم یہ ہی
اگلا وہ اب ترا رخ تابان کہان گیا

دیکھا تھا پیشتر جسے ہمنے بہار مین
باد خزان تباہ وہ گلستان کہان گیا

بیٹھے بٹھائے پھنسنے کو پھندے مین زلف کے
ای فضل دیکھنا دل نادان کہان گیا

اوس گل کو مسکراتے جسنے چمن مین دیکھا
پھر اوسکو جسنے دیکھا دیوانے بن مین دیکھا

زاہد خدا ہی شاہد زمزم سے فیض بڑھکر
ہمنے کہین بتون کے چاہ ذقن مین دیکھا

پروانے کو جلا کر پھر سوز غم مین اوسکے
روتے ہوئے شمع کو ہر انجمن مین دیکھا

ہنگام بوسہ بازی ان ہونٹھون نے ہمارے
کوثر سے ذوق بڑھکر تیرے دہن مین دیکھا

بتلا یہ کیا سبب ہی راہ طلب مین تیری
جن عاشقون کو دیکھا رنج و محن مین دیکھا

کل جنکے سر پہ ہمنے دیکھا تھا تاج زرین
آج اونکو فضل ہمنے لپٹے کفن مین دیکھا

لب لعل کے آگے پری رو ترے ذرا شوخی مین لعل یمن نہ رہا
تری زلف سے بوے خوش آئی وہ بھینی کہ رتبۂ مشک ختن نہ رہا
یہی کہتی تھی قمری بدیدۂ نم کہون کس سے مین اپنا یہ درد و الم
کیا باد خزان نے یہ جور و ستم کہ وہ سرو سہی چمن نہ رہا
دیا تونے جو ساقی وہ ہمنے پیا تجھے رکھے جہان مین شاد خدا
مئے عشق سے نے تیری وہ نشہ کیا کہین نام کو رنج و محن نہ رہا
ترے عشق مین گھر سے جو آیا چلا بصد آہ و مصیبت و رنج و بلا
مجھے صحرا جنون مین یہ آیا بھلا کہ ذرا بھی تو اُنس وطن نہ رہا
ہوا اوڈھکے ادھر کو جو جانا ترا کیا دست جنون نے یہ حال مرا
مرے دامن و جیب کو چاک کیا کہ ذرا بھی تو جامۂ تن نہ رہا
سُنا رندون نے شب کو ہی مستی مین آ دیے جامۂ تن ہین پرزے اوڑا
بھلا کیسا ہی ساقی یہ بادہ ترا کہ کسی کو بھی ہوشِ بدن نہ رہا
کیا جب کہ ملاحظہ دل نے مرے سن طفلی سے گلشن رخ کو ترے

ہوئی طرفہ بہار شباب مین جا کہ مزیکا وہ سیب ذقن نرہا

تجھے چڑھگیا نشۂ لہو و لعب ترے سر سے خمار یہ اتریگا کب

پڑا عیش و طرب مین تو فضل ہی اب کہ تصور گور و کفن نرہا

وصل ممکن نہ ترا اگر گل خندان ہوگا
داغ ہجران سے میرا سینہ گلستان ہوگا

تو اگر پردے سے باہر ہو بصد ناز و ادا
بستیان اوجڑینگی آباد بیابان ہوگا

آستانے سے نہ اوٹھونگا ترے ہرگز ای شاہ
سامنے گرچہ مرے تخت سلیمان ہوگا

گر رہا یون ہی ترقی پہ ترا جلوۂ حسن
پھر نہ خالی کبھی دیوانون سے زندان ہوگا

گر ترا مصر کے بازار مین ہو جائے گذر
بے درم بندہ ترا یوسف کنعان ہوگا

کسطرح سے مرا تابوت بڑھیگا آگے
جب تلک ساتھ نہ وہ سرو خرامان ہوگا

خانۂ دل یہ مرا ہوگا اوسی دن روشن
میری آغوش مین جب وہ مہ تابان ہوگا

جیسا آفت کا ہی یہ تیر نگہ کا تیری
ایسا دنیا مین نہ قاتل کوئی پیکان ہوگا

لب و دندان کے مقابل ترے ای قلزم حسن
بحر عالم مین نہ ہرگز در و مرجان ہوگا

لیے جاتا ہی جنون ہمکو طرف صحرا کے
آشنا تلوون سے اب خار مغیلان ہوگا

بیت احزان مرا بنجائیگا اوس دن فردوس
جبکه مهمان مرا وه رشک گلستان هوگا

کاٹ ڈالینگے گلا دیکھنا کتنے جانباز
بے نقاب آج مرا یوسف دوران هوگا

هیرا موتی هی تصدق ترے ان دانتون پر
صدقے هونٹهون په ترے لعل بدخشان هوگا

واعظا کهتا هی تو روضهٔ رضوان جسکو
اوس سے بڑهکر کهین یه کوچهٔ جانان هوگا

مین تو عاشق هون ترا دسے مگر کهتا هون
وصل کا تیرے صنم کسکو نه ارمان هوگا

غیر پهنائے تجھے وان جو قبا زرین
اپنا پهر چاک یهان جیب و گریبان هوگا

یا نبی کیجیے اوس روز شفاعت کی نظر
هاته مین فضل کے جب آپکا دامان هوگا

گرچه یه دم نکل اس تن سے مری جان جاتا
ساته لاشے کے مرے دلکا یه ارمان جاتا

هوتی گلچینون په یارب کوئی آفت نازل
کچھ دنون کو تو چمن سے غم هجران جاتا

دیکھ لیتے جو کهین دیر مین اوس بت تجکو
سوے کعبه نه کبهی کوئی مسلمان جاتا

چهوڑکر عیش جهان قید بلا مین پهنستا
دل الجھتے تجھسے جو ای زلف پریشان جاتا

قبر تک دلمین مرے کاوش الفت رهتی
توڑ سینے کو مرے کاش نه پیکان جاتا

چشم پر تیری فدا باغ مین نرگس ہوتی
سبزۂ خط پہ تصدق گل و ریحان جاتا
رنگ گر تیرے لبونکا نہ گلون کو ملتا
دھیان ہرگز نہ مرا سوے گلستان جاتا
کفر سے ملتا جو تو بت کو مین سجدہ کرتا
چاہے پھر آہین مرا ای صنم ایمان جاتا
عشق مین ہوش بجا رہتے تو پھر کیون مجنون
چھوڑ کر کوچۂ لیلی کو بیابان جاتا
خوب ملتا مجھے پھر میوۂ الفت کا مزا
دانت گر تجھپہ مرا سیب زنخدان جاتا

جامی و سعدی و خسرو تری تحسین کرتے
سامنے اونکے ترا فضل جو دیوان جاتا

ہوا اوس بت کی الفت کا مرے دلمین اثر پیدا
خدا کے گھر مین کیونکر ہوگیا کافر کا گھر پیدا
دل وحشی کو دام زلف کی الفت مین اولجھا کر
ہمارے حق مین آنکھون نے کیا اب دردسر پیدا
پسیجا تا نہ دل اوس سنگدلکا تیرے رونیسے
اثر تو نے نہ اتنا بھی کیا ای چشم تر پیدا
صفای تن سیہ جامے سے یون دکھلائی دیتی ہی
شب تاریک سے ہو جسطرح نور سحر پیدا
یون ہی گر آتش ہجران سے وہ ہمکو جلائینگے
تو ہم بھی جلکے پھر کر لینگے معشوق دگر پیدا
بتونکے ساتھ اپنا فضل جا کر دل لگائے وہ
کرے ایک اور جو پہلو مین پتھر کا جگر پیدا

عشق پھر دلکو ہوا زلف بت بے پیر کا
کیا پڑا جسکا ہی اس سودائیکو زنجیر کا

دلکو کر دیتی ہی کندن جس صنم کی اک نظر
ہو گیا بندہ مین اب اوس صاحب اکسیر کا

کھینچکر نقشہ ترا وہ آپ اپنے ہاتھ سے
خود مصور ہو گیا عاشق تری تصویر کا

یہ نہین مین جانتا ہون کیا ہوئی مجھسے خطا
توڑ ڈالا اک قلم جو سلسلہ تحریر کا

ذکر جو ہر اک سے کرتے ہین وہ میرا اب دلا
کچھ اثر شاید ہوا ہی آہ کی تاثیر کا

بند کر دی جب زبان ہر اک کی وہ ہی تو نہین
ہو گیا قائل تری او بت مین اس تقریر کا

تیر مین مژگان کے جیسا فضل اسکی توڑ ہی
ایسا تو دیکھا نہ ہمنے توڑ ہرگز تیر کا

قسمت نے نہین کوچۂ جانان سے نکالا
آدم کیطرح روضۂ رضوان سے نکالا

وحشی نے ترے کھینچکے اک آہ جگر سوز
سب وحشیون کو جا کے بیابان سے نکالا

ہر چند کہ صیاد کا تھا خوف و لیکن
بلبل نے نشیمن کو گلستان سے نکالا

دل لے لیا میرا جو ترے خال سیہ نے
کافر نے بخارا اپنا مسلمان سے نکالا

ایسا مین ہوا قید محبت مین صنم کی
تقدیر نے تا زیست نہ زندان سے نکالا

بے آب کیا موتیون کو دانتون نے اوسکے
ہونٹھون نے عوض لعل بدخشان سے نکالا

رہتا تھا پریرویون کے جمگھٹ مین ہمیں فضل
کیون دوستون نے مجکو پرستان سے نکالا

خیال اکدم نہین جاتا ہے دل سے یار گلرو کا
تھمے پھر کسطرح آنکھون سے میری تار آنسو کا

دیے ہین باغبان حسن نے دلبر کو کیا کیا گل
گل نرگس ہین آنکھین اور ہی بینی پھول شبو کا

تمھاری زلف شبگون سے جو بوے عنبر آتی ہے
نہین دیکھا ختن مین کوئی نافہ ایسی خوشبو کا

تمھارے مصحف رخ کو بنایا حق تعالیٰ نے
زیارت کے لیے انسان چلا آتا ہے ہر سو کا

رخ پر نور سے شمس و قمر دونون ہین شرمندہ
نکلنو نگر رشک ماہ نو کو ہو اس تیرابرو کا

ہوا ہے خال مشکین کا ترے جب سے مجھے سودا
مسلمان سب یہ کہتے ہین کہ بندہ ہے یہ ہندو کا

بتون کے ذکر کو دے چھوڑ اب اور دل سے توبہ کر
زبان پر ورد رکھ اے فضل اپنی ذکر یا ہو کا

اندیشہ ہے خنجر کا نہ تلوار کا کھٹکا
رہتا ہے مجھے ابروے خمدار کا کھٹکا

سمجھو نہ اُسے ابروے خمدار کا کھٹکا
رہتا ہے ہمین بس اسی تلوار کا کھٹکا

پونچھی جو خبر اوسکو کہ آمد ہی خزان کی
بلبل کو قفس مین بھی ہی گلزار کا کھٹکا

چھونا نہ دلا بھولے سے بھی زلف صنم کو
ہوتا نہین کیا تجکو سیہ مار کا کھٹکا

دھمکاتے ہین کیون آپ مجھے نوک مژہ سے
ہوتا ہی کہین وحشیون کو خار کا کھٹکا

وہ جانتا ہی کب کہ خوشی ہوتی ہی کیسی
رہتا ہی جسے فرقت دلدار کا کھٹکا

اے دل تو چھپاتا ہی کیون اس عشق صنم کو
عشاق کو ہوتا ہی کہین دار کا کھٹکا

جو نار مین ہی عشق حقیقی کی جلا یان
افضل نہین اوسکو ہی وان نار کا کھٹکا

نہین مجھسے اکیلا دوست وہ گلبدن بگڑا
اس اپنے عندلیب دل سے ہی سارا چمن بگڑا

سحر کیوقت جب وہ شمع رو جاتا ہی محفل سے
نظر آتا ہی دن بھر مجکو رنگ انجمن بگڑا

سوال اوس سے کیا جب ڈرتے ڈرتے لب کے بوسے کا
کہون کیا کسطرح مجسے مرا شیرین دہن بگڑا

بگاڑا تو بہت تونے صبا گیسوے جانان کو
نہ کچھ بل آیا اوسمین اور نہ اوسکا بانکپن بگڑا

تمھارا قد موزون دیکھکر گلگشت گلشن مین
دکھائی دیگا قمریکو قدِ سرو چمن بگڑا

اوڑا کر لیگئی خوشبو صبا جو زلف جانانکی
تو اوس سے رنگ و بوے عنبر و مشک ختن بگڑا

خدا چاہے تو وہ اچھا بنا دے خلق کے آگے
نظر آتا ہی فضل اپنا بھی کچھ طرز سخن بگڑا

پیارے نوشہ کا مرے خلد سے آیا سہرا
عود و عنبر سے ہی حوروں نے بسایا سہرا

لعل و یاقوت و زمرد کا بنا کر رضوان
کشتیِ زرین لگا کر کے ہی لایا سہرا

موتیا بیلے کا موتی کی طرح نوشہ کے
چاند سے مکھڑے پہ کیا خوب ہی پھبایا سہرا

مادرِ مشفقہ کہتی ہی بلائیں لیکر
آج اللہ نے ترے سر پہ دکھایا سہرا

آفریں کرنے لگی محفل شادی ساری
فضل جب مطرب خوش لحن نے گایا سہرا

باغباں گوندھکے لا جلد سے پیارا سہرا
آج باندھیگا مرا راج دولارا سہرا

شور شادی کا پرستاں سے سنکر پریاں
آپ لائی ہیں پریزاد تمھارا سہرا

دوستو دیناں مجھے آکے مبارکبادی
شب کو باندھیگا مری آنکھ کا تارا سہرا

صدقے میں ہاتھوں کے ہوں اوسکے کہ جسنے تیرے
چاند سے مکھڑے پر ایجان سنوارا سہرا

پریاں جاتی ہیں سر آئینے لیے دربار
آج اوس ماہ کا ہے فضل اوتارا سہرا

سر پہ جو باندھ لیا تو نے مری جان سہرا
دیکھ مکھڑیکو ترے ہو گیا حیران سہرا

پھول مقیش کے جب چہرۂ انور پہ پڑے
ہو گیا پھر تو ترا رشک گلستان سہرا

سر چڑھا جب سے ہی نوشاہ کے بس اترا کر
پانون پھیلانے لگا تا بہ گریبان سہرا

پونہچے کسطرح نگہ اوس رخ روشن پہ تری
بن گیا آج در حسن کا دربان سہرا

پانون پھیلائے ترے منہ پہ جو یہ سوتا ہی
نہ جگا اسکو صنم تیرا ہی مہمان سہرا

سجدۂ شکر خدا جلد بجا لایا فضل
نظر آیا ترے مکھڑے پہ جو ای جان سہرا

پیارے نوشہ کا مرے پیارا سا آیا سہرا
مشک و عنبر سے ہی سارا یہ بسایا سہرا

موتی صدقے ہوئے چہرے پہ مرے نوشہ کے
لعل و یاقوت کا جو مین نے بندھایا سہرا

کوئی دنیا مین نہ ایسا نظر آیا مجھکو
آج دولھا کا مرے جیسا ہی آیا سہرا

بے بہا اسمین جڑا ہی مین عجیب اور غریب
کسی نوشہ نے تو ایسا نہین پایا سہرا

فضل ملجائیگا اب تجکو بہت سا انعام
تو نے دولھا کا جو پیارا سا بنایا سہرا

ردیف بای موحدہ

پہلے کہین مُنہ اپنا تو بنوائے آفتاب
جب پھر مقابلے کو ترے آئے آفتاب

کیا منہ ہی تیرے سامنے جو آئے آفتاب
یہ ہونٹھ آنکھ ناک کہان پائے آفتاب

اولٹے نقاب بادِ صبا رخ سے گر ترے
خجلت سے بس سحاب مین چھپ جائے آفتاب

اوس غیرتِ قمر کو مرے دیکھ لے اگر
دنیا مین مُنہ نہ پھر کبھی دکھلائے آفتاب

اوس رُو زنتے میرے دلکو ہو پھر عید کی خوشی
جسدن مری بغل مین وہ آ جائے آفتاب

کیسا شبِ وصال مین جلد آتا ہی نکل
ایسا خدا کرے کہ یہ جل جائے آفتاب

یارب طفیلِ سرورِ کونین فضل کو
مُنہ اپنا روزِ حشر نہ دکھلائے آفتاب

سیرِ گلشن کی مین جا کر کیا کرون بے یار اب
خوش نہین آتا ہی مجکو باغبان گلزار اب

چشمِ جانان کے مقابل آکے دیکھین تو سہی
آنکھ گلشن مین تو کھولے نرگسِ بیمار اب

دیکھنا گھر بار کیسا اور کیسا گلستان
میرا تو مسکن ہوا ہی کوچۂ دلدار اب

ضبط ہو سکتا نہین ہی مجسے اب عشقِ بتان
رازِ پنہان کا دلا ہو جائیگا اظہار اب

چھوڑتا ہی آج تو صیاد جب آئی خزان
دیکھے کیا بلبل چمن مین گل کیجا پر خار اب

رنج و غم جانے دو رندو دلمین اب ہو جاو خوش
بزم مین آتا ہی دیکھو ساقی سرشار اب

بڑھتا جاتا ہی گریبان کیطرف دست جنون
ہی یقین باقی نرہجائے گا کوئی تار اب

للہ الحمد آج کیا ساقی کا جاری فیض ہی
تشنہ لب کوئی نرہجائیگا بسن مے خوار اب

فضل کہدے اوس برہمن سے یہ ہی حکم خدا
دلسے پڑھ کلمہ نبی کا توڑدے زنار اب

بے پردہ نقاب جائین چمن مین آپ
لالہ حسد سے کھائیگا داغ اپنے تن مین آپ

بہتر لبون کے واسطے سرخی ہی پان کی
بیفائدہ لگائین نہ مسّی دہن مین آپ

دو داد عاشقونکی کرو رحم اون پہ کچھ
ٹانا اب لگائیے اپنے چلن مین آپ

انسان تو کون چیز ہی جلاد چرخ سے
دعوی کرین بجا ہی اگر بانکپن مین آپ

ہرگز کچھ اوس صنم سے ہی ہمکو گلہ نہین
ڈوبے ہم اپنے ہاتھون سے چاہ ذقن مین آپ

زندا کہین پھر دوبارہ وہ آفت اوٹھائیگا
جائین گے اوسکے پاس جو دیوانپن مین آپ

لاغر تمھارے غم مین ہوا فضل اسقدر
ڈھونڈھے نہ پائین گے اوسے پیرہن مین آپ

ردیف تاے فوقانی

یاد کیا آیا کسیکا ابروِ خمدار رات
چل گئی بس دلپہ میرے ناگہان تلوار رات

تیرے گیسو کے تصور مین صنم جو سو گیا
خواب مین دیکھا کیا مین کالے کالے مار رات

گر خبر لینا ہو تو اب ای مسیحا لے خبر
کیا کہون کیسا کراہا ہی ترا بیمار رات

وصل مین کیا بھول کیسی روٹھ وہ گل کھلا گیا
ٹوٹ جو مجھسے گیا اوسکے گلے کا ہار رات

کیا کہون خوش ہوکے کیسا رنج پھر مجکو ہوا
دن کو تھا اقرار وصل اور کر گئے انکار رات

راستہ دیکھا بہت پر وہ نہ آیا گلبدن
دل کی جا کھٹکا کیا پہلو مین میرے خار رات

کی تھی گستاخی ہنسیکی دن کو اونسے اور نے
بیخطا مجسے ہوئے ای فضل وہ بیزار رات

گزک دے اونکو تو ساقی جو ہون کباب پرست
ہمین شراب دے جا کہ ہین شراب پرست

دکھایا چہرہ کو اوس مہروش نے جلسے ہمین
عزیزو ہو گئے ہم پھر تو آفتاب پرست

یہ تیرے مصحف رخ کے صنم نظارے سے
زمانہ کہتا ہی مجکو تو ہی کتاب پرست

کسیکے عارض گلگون کے عشق مین سن لو
ہوئے ہین بلبلو ہم بھی تو اب گلاب پرست

ندا جو گورِ غریبان پہ دی کبھی جا کر — صدا یہ کان مین آئی یہان ہین خواب پرست

عبث گلہ ہی ترا اوسکے منہ چھپانیکا — دلا یہ ہوتے ہین معشوق گل نقاب پرست

کوئی نہین ہی زمانے مین پیری کا طالب — ہین دلسے سب کے سب اس دہر مین شباب پرست

رہ خطا پہ ہین جو زر پرست ہین ای فضل
رہ صواب یہی ہی کہ ہون ثواب پرست

کرنا نہ کسی سے تو مرے یار محبت — جو کام نہ آئے وہ ہی بیکار محبت

بلبل نہ لگا دل کسی محبوب سے ہرگز — دیتی ہی گلِ تر کے عوض خار محبت

اس راہ مین مین عاجز و مجبور نہوتا — تو نے ہی مجھے کر دیا ناچار محبت

اوس طفل برہمن کے تصور مین بلاشک — پہنائیگی اک دن مجھے زنار محبت

ویرانے کو کر دیتا ہی آباد تعشق — صحرا کو بنا دیتی ہی گلزار محبت

غافل نہو ای فضل ذرا ہوش مین آؤ
دیوانون کو کر دیتی ہی ہشیار محبت

جو وعدہ کر کے نہ آیا وہ میرا گلرو رات — تھمے نہ آنکھ سے پھر تو یہ میرے آنسو رات

نظر سے گر گئی بس میری عطر کی خوشبو
جو سونگھی وصل مین اونکے بدنکی خوشبو رات

ترے گلے کا مجھے یاد آ گیا جگنو
نظر پڑا نہ مجھے اوڑتے جو کوئی جگنو رات

اندھیرا ہو گیا آنکھون مین اور نہ نیند آئی
نہ آیا پہلو مین میرے جو میرا مہرو رات

تمھارے ہجر مین گھبرا کے دل یہ آخر کو
نکل کے پھرتا رہا گھر سے کیسا ہر سو رات

غضب کا جذب ہی اوس دلربا کی الفت مین
نکل گیا دل ناشاد چیر پہلو رات

بغل سے تیغ کو لپٹا کے سو گیا تو فضل
جو یاد آ گئی تجکو کسیکی ابرو رات

دیدے ساقی مجکو بھر کر کوئی مے کا جام جھٹ
کرتا ہی پورا خدا اہل سخا کا کام جھٹ

یون تجھے ای مشکلکشا تجکو نہین کرتے ہین یاد
جب کوئی مشکل پڑی ہی لیتے ہین تیرا نام جھٹ

گر تو لایا جلد میرے خط کا ای قاصد جواب
دیر ہونیکی نہین منگا تجھے انعام جھٹ

کسطرح ہوتا ہی وہ وحشی غرض یہ اپنی رام
پھر بدلجاتا ہی دیکھو وہ بت خودکام جھٹ

مصر کے بازار مین یوسف نہ بک سکتے کبھی
مین اگر ہوتا لگاتا سب سے بڑھکر دام جھٹ

یہ نہین معلوم مجکو کیا ہوئی مجسے خطا
نام پر دیتا ہی میرے فضل وہ دشنام جھٹ

ردیف ثاے مثلثہ

گر نہوں اہل جنوں زندانمیں زندان ہی عبث
جس گلستانمین نہوں بلبل گلستان ہی عبث

نحن اقرب قول ہی جسکا پھر اوسکو چھوڑ کر
دل لگانا ان بتوں سے ای مسلمان ہی عبث

ای جنوں ہرگز گریبان کی طرف لیجا نہ ہاتھ
گر نہیں باقی گریبان پھر یہ دامان ہی عبث

جو کہ دم بھرتا ہی تیری بندگی کا ہر گھڑی
مارنا ایسے بشر کا سن لے ای جان ہی عبث

رشک چشم آہو اونکی آنکھیں دلمیں ہیں بسی
جس بیابان مین نہو آہو بیابان ہی عبث

تیر مژگان صنم کا دلمیں میرے گھاو ہی
جو نہ ڈوبے خون عاشق مین وہ پیکان ہی عبث

فضل کی جو کچھ خطا ہو عفو کر دے اب اوسے
اتنا غصہ بینوا پر کرنا خاقان ہی عبث

نیم جان جاتا ہی چھوڑے مجکو قاتل الغیاث
الغیاث اور الغیاث ای شاہ عادل الغیاث

الامان کیا کچھ ہی سحر آنکھوں مین اوسکی الامان
کرتے ہین عامل بھی سب اوسکے مقابل الغیاث

چین سے رہتا تھا مین کیا جانتا تھا زلف یار
کس بلا مین ہی پھنسایا تونے ای دل الغیاث

تیرے مقتل مین جو دیکھا ہمنے قاتل جا کے آج
کرتے ہین سو سو خدا منہ کرکے بسمل الغیاث

تیری آمد سُنکے ای صیادِ ظالم باغ مین	ملکے کرتے ہین خدا سے سب عنادل الغیا
جنکا دل لیکر چلا آیا ہی تو ای میرجان	تیرے در پر آکے کرتے ہین وہ بیدل الغیا
بھولا ہی کس بات پر ای فضلؔ تو تبلا مجھے	خوف سے کرتے ہین اوسکے جب کہ کامل الغیا

ردیف جیم تازی و فارسی

سیر کرنیکو وہ آتے ہین سوے بازار آج	دیکھیے کتنے ہون مفتون دیکھکر دیدار آج
ذبح کر ڈالونگا فوراً تجکو مین وقت سحر	وصل کی شب ہی نہ بول ای مرغ تو زنہار آج
تیری محفل مین اگر ہوگا رقیبون کا گذر	دیکھنا چلتی ہی کیسی ای صنم تلوار آج
آرزو ابتو یہی ہی ساقیا دے وہ شراب	ہوش مین پینے نہ پائے کوئی بادہ خوار آج
آمد آمد کی خبر سُنکر تری ای گلبدن	پھولے جامے مین خوشی سے ہین گل و گلزار آج
کیا چمکتے ہین ستارونکی طرح دندان یار	نکلے ہین گویا سمندر سے دُرِ شہوار آج

اپنے آقا سے کہیگا فضلؔ کل روز جزا
لو خبر جلدی سے میری سید ابرار آج

جنکے پیرو ہون یہ اپنی جان ہم کھوتے ہین آج	منہ کو اپنے آنسوؤن سے آہ وہ دھوتے ہین آج

کل جو تخت سلطنت پر بیٹھکر کرتے تھے حکم
آہ وہ زیرِ زمین تنہا پڑے سوتے ہین آج

جس صنم کے حسن کی پھیلی ہی عالم مین ضیا
تخم الفت اوسکا کشت دلمین ہم بوتے ہین آج

سیر کو جاتا ہی قاتل بے نقاب اب دیکھیے
راستے مین عاشقون کے کتنے خون ہوتے ہین آج

آنچ دوزخ کی حرام ای فضل ہو گی اونپہ کل
آخرت کے خوف سے دنیا مین جو روتے ہین آج

دلمین اپنے جو کہ تیرا تخم بوئے احتیاج
دین و دنیا سے اوسے کیونکر نہ کھوئے احتیاج

ایک بوسے پر لبون کے آج تمکو ای صنم
نقد دل دیتا ہون لو گر اسکی ہوئے احتیاج

کتنی ہی تدبیر کیجے کچھ نہین چل سکتا بس
جب پکڑ کر غمکے دریا مین ڈبوئے احتیاج

دوستی جس سے کرے تو یہ ثمر اوسکو ملے
عمر بھر آرام سے پھر وہ نہ سوئے احتیاج

وہ بلا کے جان ستان تو ہی کہ جو تجھسے ملے
غم مین تیرے آنسوؤن سے منہ وہ دھوئے احتیاج

یہ دعا ہی تجھسے یارب میری کر اسکو قبول
جسطرح ہم رنج سے روتے ہین روئے احتیاج

چین پھر کیونکر پڑے دنیا مین دنیا دار کو
نشترِ غم فضل جب دلمین چبھوئے احتیاج

بتاؤ سیر کو آتا ہی کون گلرو آج
جو تک رہی ہی یہ نرگس چمن مین ہر سو آج

گیا ہی باغ سے یہ کون گلبدن دن کو
کھلی جو شب کو نہین ہی چمن مین شبو آج

جلین چراغ نہ بازار مین کہو جاکر
کہ شب کو آئیگا وہ بے نقاب مہرو آج

گیا ہی کون چلا پاس سے ترے ای دل
کہ جسکے غم سے نہین تھمتے ہین آنسو آج

نہین چمکتے ہین زر کے ستارے بالو نمین
چمکتے ہین شب تاریک مین یہ جگنو آج

بتاؤ فضل مرے دلکو کسطرح ہو قرار
چلا گیا ہی مرے پاس سے وہ دلجو آج

بے خطا کیون مارتا ہی دیکھ ای قاتل تو سوچ
کم ملیگا دوسرا مجسا کوئی بیدل تو سوچ

کھولنا اسدم نہ پردہ رخ سے ای رشک قمر
شرم ہی لازم کہ یان ہی غیر یہ محفل تو سوچ

نام اب بھی لے اوسیکا جسنے مارا ہی تجھے
عشق کامل ہی اسیکا نام ای بسمل تو سوچ

اوسکے کاکل پر جو لہرا کرے رہجاتا ہی تو
دیکھ وہ کالی بلا ہی خوب سا ای دل تو سوچ

گر پڑے شاید کہین لیلا نہ آہ قیس سے
لے نہ سوے نجد جانا ساربان محمل تو سوچ

پوچھتا ہون یہ مین تجسے تو ہی کہہ انصاف سے
دل ستانا عاشقونکا اس سے کیا حاصل تو سوچ

فضل مین کہتا ہون تجہسے خواب غفلت مین یہان | کبتلک سوتا رہیگا سخت ہی منزل تو سوچ

ردیف حاے حطی

خانۂ تن مین اکیلی جبکہ گھبراتی ہی روح | کوچۂ دلدار مین اوسدم چلی جاتی ہی روح
چھوڑ کر تنہا یہان مجکو چلی جاتی ہی روح | یار جب آتا ہی تو پھر لوٹ کر آتی ہی روح
دل تو پھنستا ہی بتون سے دوستو بتلاؤ تو | مجکو حیرت ہی کہ پھر تکلیف کیون پاتی ہی روح
لے خبر لِلّٰہ میری ابتو آ کر بے وفا | غم مین تیرے دیکھ اب لخت جگر کھاتی ہی روح
زندگی کی ہی مواب کوئی بھی صورت نہین | ہچکیان لے کے پیغام اجل لاتی ہی روح
بھاگتا ہی یہ دل دیوانہ سب سے اسطرح | بستیون سے وحشیونکی جیسے گھبراتی ہی روح
عاشق صادق کی جان گرچہ گئی جانان کے پاس | قبر مین قاتل کا لیکر نام چلاتی ہی روح
اوسکے پہلو مین رقیب روسیہ کو دیکھکر | جسم سے بیساختہ میری نکل جاتی ہی روح

دیکھ لیتی ہی کہین فضل اوس محبوب کو
پھر تو فرط بیقراری سے مچل جاتی ہی روح

پاؤن جو اوسکی کاکل پیچان کسیطرح | چھوڑون نہ پھر وہ زلف پریشان کسیطرح

آجا تو میرے پاس مری جان کسیطرح
نکلے یہ دلسے ہجر کا پیکان کسیطرح

اولجھا ہوا ہی گیسوِ جانان مین دل مرا
چھوٹا نہ اوسکے ہاتھ سے دامان کسیطرح

اوس بت سے دل لگا کے بس اس دہر مین
نکلا ہمارے دل کا نہ ارمان کسیطرح

گر آہنی سپر بھی ہو دل چھد ہی جائیگا
رکتا نہین وہ ناوکِ مژگان کسیطرح

فرقت مین تیری رنج والم کو بساؤنگا
آباد ہو یہ دل کا بیابان کسیطرح

صیاد عندلیب کو بہلائے گرچہ لاکھ
بھولے نہ وہ قفس مین گلستان کسیطرح

فصلِ بہار آئی جنون کا ہوا ہی زور
بچتا نہین ہی اب یہ گریبان کسیطرح

دیوانہ تیرا فضل مچاتا ہی شور یہ
آ میرے مہربان سوۓ زندان کسیطرح

ردیف خاے معجمہ

مے پلادے آج وہ اے ساقی سرشار سرخ
جسکے نقشے سے نظر آئین در و دیوار سرخ

اوسکی محفل سرخ پوشون سے ہی ایسی سرخ آج
جیسے ہین فصلِ بہار مین گل و گلزار سرخ

دھیان مین اوسکے رخِ گلرنگ کے اے دوستو
روتے روتے ہوگئے ہین دیدہ خونبار سرخ

دیکھلے وہ لال ڈورونکی خمار آلودہ آنکھ
جسنے دیکھی ہو نہ ایسی نرگسِ بیمار سرخ

اوس کے گورے ہاتھون پر کھلتا ہی یون رنگ حنا
جیسے ہی سب لال پھولون مین گل گلنار سرخ

پھول جائے آسمان سب شوخی رنگ شفق
دیکھلے گر اوس پری کے گل رخسار سرخ

ہو گئی اس درجہ خون آلودہ میرے قتل سے
کتنا دھلوایا ہی تونے پر رہی تلوار سرخ

غیر تو پہنین سیہ پوشاک سر سے تا بپا
میرے ماتم مین غضب ہی ہو لباس یار سرخ

حسن یوسف کا وہی ای فضل ہووے مشتری
پاس جسکے ہون ہزارون سیکڑون دینار سرخ

وہ بل ہی اونکے گیسو مین جیسے ہرن کی شاخ
دیکھوا اگر کلائی کہو یاسمن کی شاخ

لاغر ہوا ہون ایسا تپ ہجر یار مین
ہوتی ہی جیسے خشک چنار کہن کی شاخ

مرجائینگی سرون کو ٹپک کر یہ قمریان
ای باغبان نہ کاٹ تو سرو چمن کی شاخ

کچھ وصف خط سبز صنم کا رقم ہو جب
کاغذ ہو برگ گل تو قلم نسترن کی شاخ

یاد آگئی وہ کاکل خمدار مشک بو
جسوقت ہمنے دیکھی غزال ختن کی شاخ

بالونمین شانہ فضل نہ سرمہ ہی آنکھونمین
کاٹی ہی کیا یہ بیری نے آبانکین کی شاخ

ردیف دال مہملہ

دم بھر کے لیے آتا ہی فریاد ہی فریاد
دل لیکے چلا جاتا ہی فریاد ہی فریاد

ہر روز ترے ہجر کا غم ای بت کافر
دل اور جگر کھاتا ہی فریاد ہی فریاد

یہ دل مرا نشتر زنی درد و الم سے
خون ہو کے بہا جاتا ہی فریاد ہی فریاد

پابندی بلبل کے لیے موسم گل مین
صیاد قفس لاتا ہی فریاد ہی فریاد

او سخت دل اس دل کی خبر بہر خدا لے
بے تیر سے یہ گھبراتا ہی فریاد ہی فریاد

اس فضل کی رسوائی پہ وہ شوخ ستمگر
مخلوق کو ہنسواتا ہی فریاد ہی فریاد

نہ پوچھو بلبلو ہی باغ مین کہان صیاد
خدا کرے وہین غارت ہوا ہی جہان صیاد

خوشی سے سیر چمن آج کر لے ای بلبل
ذرا نہ چھوڑیگا کل تیرا یان نشان صیاد

ہی بالیقین تجھے گلچین حسد عنادل سے
بلایا باغ مین تو نے جو میہمان صیاد

نہ پوچھ تجھسے جو پہنچا ہی بلبلونکو ملال
بیان کرون نہین کہان تک یہ داستان صیاد

اسیر کرتا ہی بلبل کو موسم گل مین
الٰہی قبر سے نکلے تری دھوان صیاد

بہار مین تو رخ گل دکھادے بلبل کو　　وگرنہ مفت مین دیدیگی اپنی جان صیاد

پھنساتا کیسا ہی دم دیکے اپنے پھندے مین　　نہ دیکھا ہمنے کوئی ایسا خوش بیان صیاد

یہ ہوتا ہی ہمین معلوم فکر سے اوسکی　　نہ چھوڑیگا کہین بلبل کا اب نشان صیاد

درِ قفس ہی کھلا بلبلونکا باغ مین آج　　ہوا ہی اندنون شاید کہ مہربان صیاد

قفس سے موسم گل مین اگر رہا کردے　　نہ چھوڑے پھر کبھی بلبل یہ آستان صیاد

اسیر کرکے عنادل کو کس غضب سے فضل
بہار باغ کو کردیتا ہی خزان صیاد

کرتی ہی انسان کو یون عشق کی تاثیر زرد　　جیسے کرتے تانبے کو ہین صاحب اکسیر زرد

تونے پہنی ہی گلے مین لپٹے جو اے سیمتن　　رنگ سے ہمین تری سونیکی ہی زنجیر زرد

عاشقو پہنو بسنتی پیرہن تم بھی ذرا　　آج وہ پوشاک پہنیگا بتِ بےپیر زرد

آشنا مانی سے کہو اونکے سنہرے رنگ کی　　آب زر سے اسطرح کھینچے کہ ہو تصویر زرد

آگئی ہی اے صنم فصل بسنت اب عنقریب　　آپ بھی اب پیرہن کی کچھ کرین تدبیر زرد

اسکو کسکا عشق ہی پروانو بتلادو مجھے　　جو نظر آتی ہی شب کو شمع کی تنویر زرد

جو لکھے اوصاف اوس حسن طلائی رنگ کے
ہو گئی نامے کی پھر فضلؔ سب تحریر زرد

ایسا تو دیکھا نہو گا چاند کا سارو سفید
دیکھلے اب ناصحا آکر سنہ اوسکا تو سفید

حاصل اس پیری مین عشق کا نہین لطف تمام
بادہ خواری کا مزا کیا جب ہوے ہو سب موے سفید

کر تو اپنے نور سے روشن جہان کو ہر طرف
جسطرح جسے چاند کرتا ہی صنم ہر سو سفید

اپنے عاشق کا کیا تو نے نکچھ اصلا خیال
خون تیرا ہو گیا شاید کہ او گلرو سفید

کیا اثر تیرا پڑا ای مہ جبین عشاق پر
موتی بنجاتے ہین اونکے رو مین آنسو سفید

فکر دنیا مین پڑا ہی اب تلک ای فضلؔ تو
ہو گئے حتی کہ سب موے سر و ابرو سفید

کبتک صنم تمہارا یہ گھایل اوٹھائے لاڈ
جسکے نہوئے دل وہی بیدل اوٹھائے لاڈ

وہ نازنین جو ناز کسی جلسے مین کرے
مین کیا ہون ناصحا سبھی محفل اوٹھائے لاڈ

مشتاق ہی یہ سینہ تو تیر نگاہ کا
خنجر کا تیرے یہ دل بسمل اوٹھائے لاڈ

اسوقت قتل کرتا ہی مجکو تو تیغ سے
دیکھین گے کون پھر ترا قاتل اوٹھائے لاڈ

عاشق تمھارے ناز اوٹھاتے ہین اسطرح
جسطرح گل کا عشق عنادل اوٹھائے لاڈ

بیچارے رند کیا ہین اگر دیکھ لے تجھے
تو وہ صنم ہی تیرا تو کامل اوٹھائے لاڈ

مرنے کے بعد عالم برزخ مین فضل کا
کیا فضل حق ہی قبر کی بھی گل اوٹھائے لاڈ

ردیف ذال معجمہ

طرفہ تاثیر کا ہی واہ تمھارا تعویذ
درد سر کھوتا ہی عشاق کا سارا تعویذ

چشم بد دور ذرا کھولکے دیکھو آنکھین
چاند ٹیکی کی جگہ پر ہی یہ پیارا تعویذ

باندھ لینا اسے چوٹی مین تم اپنی ایجان
مشک و عنبر سے لکھا مین نے یہ سارا تعویذ

اوسکے بالونمین ذرا دیکھو تو کس لطف کے ساتھ
بن گیا گویا شب تار کا تارا تعویذ

ابتو ہو جائیگا منہ پر نظر بد کا اثر
تمنے کیون اپنے گلے سے یہ اوتارا تعویذ

کچھ تو پریون کے جھپٹے کا اثر ہی تمپر
ای پری ابتو پہن لو یہ خدارا تعویذ

دل گیا فضل مرے ہاتھ سے بس جب اوسنے
گورے بازو پہ وہ سونیکا سنوارا تعویذ

یہ تازہ اونکا سیب ذقن ہی بڑا لذیذ
ایسے ثمر کا بوسہ بھی ہوتا ہی کیا لذیذ

رہ رہ کے چھیڑتے ہین ہم اسواسطے اوسے   گالی بھی اوسکی ہمکو لگی بارہا لذیذ

اسواسطے ہم اوسکے گلستان مین جاتے ہین   آتی وہان ہی کیا ہی ہمین بس ہوا لذیذ

وہ گل ہی اور چمن بھی ہی اور سایہ گستر ابر   جلد ایسے ساقیا مئے گلگون پلا لذیذ

الفت نکر مین کہتا ہون اوس سرو ناز سے   دیگا نہ پھل کبھی تجھے ہرگز دلا لذیذ

مدت کے بعد فضل شب وصل مین ہمین   اونکے لبونکا ذائقہ کیسا ملا لذیذ

ردیف رای مہملہ

آج محفل مین سے پیے گا مرا دلبر ساغر   ساقیا دیر نکر جلد دے بھر کر ساغر

بزم جانان مین نہین ہمکو میسر ساغر   پیے میخانے مین میخوارونے بھر بھر ساغر

ابر ہی باغ ہی وہ گل ہی کنار جو ہی   دل یہی کہتا ہی میخوارونکا ساغر ساغر

بعد مدت کے مرا رشک چمن آیا ہی   ساقیا دے مئے گلرنگ سے بھر کر ساغر

ہاتھ سے لیکے مرے پھینکدیا ای ساقی   لیگیا یار کے جب منھ کے برابر ساغر

ساقیا لطف اوٹھے جب مجھے میخوار یکا   اپنے ہاتھون سے پلائے جو وہ دلبر ساغر

جام مئے فضل کو دیتے ہوئے شرماتے ہو کیون   کیا نہین اوسنے پلایا تھین اکثر ساغر

دیکھ سن لے تو ذرا لوٹ کے قاتل تقریر
کچھ کیا چاہتا ہی تجھسے یہ بسمل تقریر

تو جو کہتا ہی کہ تقریر کرے مجھسے کوئی
دل تو قابو مین نہین کیا کرے بیدل تقریر

جان پر کھیل کے پروانے کیصورت تجھسے
آج کرلونگا ستمگر سر محفل تقریر

یہ کبھی ہو جائیگا صیاد سا جانی دشمن
نکرو باغ مین گلچین سے عنادل تقریر

ہوش جاتے رہے رستم کے بھی جسکے آگے
کسطرح کرسکے اوس سے یہ مرا دل تقریر

اے دل زار سمجھ بوجھ کے کرنا فریاد
بے محل سنتے نہین حاکم عادل تقریر

فضل جو کہتا ہی یہ سچ ہی خدا کے آگے
کچھ نہین چلنے کی قاتل تری باطل تقریر

اس نزاکت پہ ہی سونیکی یہ بھاری زنجیر
اس لیے اوسکے گلے سے یہ اوتاری زنجیر

واہ اس سجنی جو جڑے یہ طلائی زیور
واہ کیا کھلتی ہی گردن یہ تمھاری زنجیر

آگے دیکھو تو ذرا غور سے اوس دلبر کی
ساتھ تعویذ کے گردنین ہی پیاری زنجیر

جوش وحشت مین صنم آج نگہبانون کو
توڑ کر پانون سے دیوانے نے ماری زنجیر

ہو گئی دیوانون کی اے یار رہائی کسدن
دیکھین کب بڑھتی ہی مَنَّت کی تمھاری زنجیر

اوسکے کوچے سے کہین فضل نہین جا سکتا
گیسوئے یار کی ہی پانون مین ہماری زنجیر

نہ کیون اوس لعل لب کو غلبہ ہو لعل بدخشان پر
ہی غالب سرخی لب کی یاقوت و مرجان پر

لکھا قسمت مین تو اپنی یہان صیاد کا گھر ہی
بلا سے میری ای مالی بہار آئی گلستان پر

اگر دعوی کرے کچھ ہمسری کا آبداری مین
تصدق کر کے گوہر کو پھینکدونگا تیرے دندان پر

شب فرقت مین گھبرا کر جو سوے آسمان دیکھا
تمہارے رخ کا دھوکا ہو گیا کل ماہ تابان پر

اگر آنکھون سے تو اوسکی جھلک کو ناصحا دیکھے
یقین ہی جان دیدے تو بھی اپنی روے جانان پر

ہماری بیقراری اب فرشتون کو رلاتی ہی
یہ بدبختی ہی صدمے آہ جب گردون گردان پر

اجل ای فضل آ پہونچی ترے اسمین نہین کچھ شک
نگہ قاتل کی بیڈھب پڑ رہی ہی تیغ بران پر

تری فرقت مین کیا کیا بار اوٹھائے ہمنے اس تن پر
مٹا دینگے لگا کر آگ جھگڑا تن کے خرمن پر

نہین اسوجہ سے تڑپا مرا لاشہ بوقت قتل
لہو اوڑکر نہ پڑ جائے کہین قاتل کے دامن پر

تری آرایش تن سے مجھے یہ خوف آتا ہی
نظر شاید نہ لگ جائے کسیکی تیرے جوبن پر

ستمگر قتل کر کے عاشقون کو تیغ فرقت سے
ئے ظالم تو ایسا خون ناحق اپنی گردن پر

ذرا چلکر چمن مین صبح کو تم آجکل دیکھو
گل و بلبل بہم ہونگے بہار آئی ہی گلشن پر

نہین اک طائرِ دل میرا اوسپر ہی فقط مائل
زمانے کے ہین سب عاشق فدا اوس صید افگن پر

مرا مین جسکی الفت مین کبھی اوسنے نہ فضل آکر
اٹھائے فاتحہ خوانی کو ہاتھ اس میرے مدفن پر

یہ دیکھو قسمت کی اپنی خوبی کہ پیچ مین مرغ دل کو لاکر
بنائے ہین مجکو اپنا وحشی وہ زلف مشکین سے نگھا سونگھا کر

نہ آہ کھینچی نہ سانس تک لی زمین پہ گرتے ہی دم نہ مارا
لگایا تیر نگاہ تونے کمان ابرو سے جب چڑھا کر

ہوئی حنا سے جو اوسکو رغبت تو ڈرتے ڈرتے کہا یہ مین نے
کریگا کس کس کا خون ناحق یہ منہدی ہاتھون مین تو لگا کر

تمہارے در پہ تمہارے عاشق تمہارے غم مین پڑے ہین بیخود
تمھین ہی لازم کہ دو تشفی تم اون کو اپنے گلے لگا کر

بیان اب کیا کرون مین تم سے قسم خدا کی ہی مجکو یارو
کیا ہی ساقی نے اپنا بندہ مئی محبت پلا پلا کر
نہین ہی دلکو مرے قرار اب کہ اضطرابی سے جان ہی برلب
قسم ہی تیری کہ جب سے تو نے چھپا لیا مُنہ ہمین دکھا کر
ہوا ہی کیا تجکو فضل سودا کہ فکر شعر اور یہ بوڑھاپا
اب اُٹھ تو جلوت سے بیٹھ خلوت مین یار کی قطع ماسوا کر

قتل کرتا ہی جس انسان کو وہ بد دل ہو کر
لذت عشق وہی پاتا ہی بسمل ہو کر

بعد مردن ترے کوچےکی ہوا آئیگی
باغ جنت سے نکل آؤنگا داخل ہو کر

پھر گیا دل جو ترے گیسوؤنکی الفت سے
ٹل گئی کیسی بلا سر سے یہ نازل ہو کر

پونہچا اوسوقت یہ مین واہ ری قسمت جسدم
پھر گیا مقتل عشاق سے قاتل ہو کر

بعد مرنے کے بھی عشاق کی روحین رو کر
نالے کرتی ہین گلستا نمین عنادل ہو کر

ہوش رہجا ئین بجا جانو نہین تیر اتقوی
ناصحا آئے تو گر یار کی محفل ہو کر

سمجھو اوسکو مجھے اک جان دو قالب کیطرح
پاس رہتا ہی وہ دلدار جو اک دل ہو کر

وہی اس راہ مین ثابت قدم ای فضل ہوئے
نکلے میدان محبت مین جو کامل ہوکر

اوٹھے پہلو سے اگر میرے خفا تو ہوکر
پھر تو بہجائے جگر آنکھون سے آنسو ہوکر

میرے مدفن کیطرف ہووے جو اوس گل کا گذر
وہین روح اوس سے لپٹ جائیگی بو ہوکر

واعظا دیکھلے اوس بت کو مرے تو جو کہین
پھر وہین بت پوجے مسلمان سے ہندو ہوکر

عشق سے ابروون کے پیچ تو والا ای دل
ڈنک مارینگے تجھے دیکھنا بچھو ہوکر

دام کاکل مین پھنسین مچھلیان فوراً آکر
ہووے گر تیرا گذر یار لب جو ہوکر

جسکو سودا ہوا ان آنکھونکا تری ای گلرو
دشت وحشت مین چلا جائے وہ آہو ہوکر

مثل خورشید کے ہوجاتا ہی روشن مرا گھر
فضل جاتا ہی ادھر سے جو وہ مہرو ہوکر

جوش وحشت نے کیا جب کہ وطن سے باہر
پھر نہ غیرت نے نکالا مجھے بن سے باہر

جلدی اچھی نہین دل بات سمجھ کر کرنا
پھر نہین لوٹے گی ہوگی جو دہن سے باہر

سیر کو باغ کی وہ پردہ نشین آتا ہی
ابھی ای بلبلو ہوجاؤ چمن سے باہر

قدر پردیس میں تیرے گیسوئے مشکین کی نہیں
مشک بکتا ہی گران ناف کے ختن سے باہر

شب کو اوس ماہ کی میں کیا کہوں اے ہمدم
نکلی ہوتی ہی ضیا جامۂ تن سے باہر

خون پروانے کا گردن پہ ہو اوسکی اوس وقت
نکلے جب شمع جلانے کو لگن سے باہر

فضل اس بات کی کچھ علت غائی نہ کھلی
کس لیے دست سکندر تھے کفن سے باہر

کس طرح ہو گل عارض جانان کے برابر
ہوتا نہیں تارا مہ تابان کے برابر

ممکن نہیں گر خلد کا بھی ہو کوئی میوہ
لذت میں ہو اوس سیب زنخدان کے برابر

کیا تاب ہی کیا زہرہ کسی دشت جنون کا
وحشت میں ہو مجنون کے بیابان کے برابر

گر ستم دوران کا بھی ہو تیر جگر دوز
کیا کام کریگا ترے مژگان کے برابر

واللہ اک ادنا سی چٹائی ترے در کی
ہی ہمکو تو بس تخت سلیمان کے برابر

ہر چند کہ موزون ہی ترا سرو بھی قمری
لیکن نہ مرے سرو خرامان کے برابر

تا زیست نہ چھوڑونگا کبھی ہاتھ سے اے فضل
پہنچون اگر اوس گوشۂ دامان کے برابر

رکھدیا یار نے وہ بار بشر کے اوپر ملک و جن نہ اٹھائین جسے سر کے اوپر

تیر کی تیرے ملی دلکی زبان کو لذت تیغ کا ہاتھ لگا یار جگر کے اوپر

حسن ہے اوسکے پریزادونکو نسبت کیا ہی روشنی رخ جانان ہی قمر کے اوپر

بال سے بھی ہو باریک پھر اوسپر یہ بوجھ زلف کو کھول کے مت ڈال کمر کے اوپر

نکرای شمع سر بزم تو پروانیکا خون دیکھ کلگیر کھڑا ہی ترے سر کے اوپر

سرخی لب ہی کہین لعل بدخشان سے بڑھی تاب دندان ہی کہین آب گہر کے اوپر

ہجر مین اوسکے اگر فصل بہاؤن آنسو
پھر تو دریا بھی نہو دیدۂ تر کے اوپر

جب کہ مجھسے گیا یار وہ مرا یار بگڑ دل کا سارا گیا بھولا ہوا گلزار بگڑ

باتون باتونمین گئے تم دم گفتار بگڑ کھیل اپنا جو بنا تھا وہ گیا یار بگڑ

شانہ اوس گیسو مین مشاطہ سنبھل کے کرنا پھر غضب ہوگا گیا جو کہین یہ مار بگڑ

آج کیا بگڑے ہین وہ مجھسے کہ ہاتھون سے مرے کل شب وصل مین اونکا جو گیا ہار بگڑ

کشتے پر کشتے گرین پشتے کے پشتے لگ جائین نہ کبھی جائے ذرا ابرو کی تلوار بگڑ

تو ہی خود جاکے حسینونکا ہوا عاشق آپ	کیا خطا میری ہی مجھسے نہ دل زار بگڑ
دل بھی کہتا ہی مجھسے جو محبت ہی تجھے	بگڑے وہ لاکھ طرح تو نہ خبردار بگڑ
حال دل فضل جو اپنا مین کبھی کہتا ہون	رعب سے اوسکے مرا جاتا ہی اظہار بگڑ

ردیف زاے معجمہ

سن لے جو کوئی کانون سے اوس یار کی آواز	پھر زندگی بھر وہ نہ سنے تار کی آواز
سب ملکے ہم اب چرخ سے فریاد کرین گے	ہوتی ہی بلند ایک سے دو چار کی آواز
اس چیخنے چلانے سے کیا فائدہ یارو	وہ ایسی نہین سنتا ہی بیکار کی آواز
کرتے ہو تم اس بزم مین کس شوخ سے فریاد	مجمع مین کوئی سنتا ہی بیمار کی آواز
صیاد ابھی باغ مین پھر دوڑکے جائے	سن لے جو کہین بلبل گلزار کی آواز
پہلو مین مرے بیٹھے گا جب کبھی آکر	سن لیجیے گا میرے دل زار کی آواز

گالی کے سوا فضل ورا اوسکی زبان سے
ہمنے نہ سنی آہ کبھی پیار کی آواز

پوشاک جو بدلے وہ کہین جان جہان سبز	ان آنکھون کے آگے مری بندھجائے سمان سبز

اوس شوخ نے مسی جو زمرد سے بنائی
تا ہوئے جہانگین یہ مرا سرخ دہان سبز

ہوجائین گے قمری کیطرح سیکڑون عاشق
پہنے گا جو پوشاک مرا سرو روان سبز

کھب جائے وہ عشاق کی آنکھون مین کیونکر
اوس شوخ نے رنگوایا ہی جو اپنا مکان سبز

آیا ہی گلستان مین پی صید وہ گلرو
کیا خوب دکھائی دین ہون تیر و کمان سبز

اوس بت کے خط سبز کی ہم بھی جو کرے مدح
ہوجائیگی تاثیر سے سوسن کی زبان سبز

ماتم ہی یہ کس سید ابرار کا ای فضل
پہنے ہوئے پوشاک ہین سب پیر و جوان سبز

ردیف سین مہملہ

عشق مین مین نے ترے چھوڑ دیا گھر افسوس
پر نہ کی تو نے نظر بھر کی مجھپر افسوس

کہدو قاتل سے مین بیٹھا ہون جھکائے گردن
کیون نہین کاٹتا آکے تو مرا سر افسوس

اوسکی فرقت مین مین ای دوستو ایسا رویا
نکلا آنکھون سے جگر بھی لہو ہو کر افسوس

نہوئی ہمکو خبر لوٹ گئے آکر تم
اسلیے کرتا ہون مین ہاتھونکو ملکر افسوس

کہتی تھی کنج قفس مین یہی رو کر بلبل
خبر گل نہین دیتا کوئی لا کر افسوس

اپنے عشاق کی پرسش کیطرف سے دلبر
رکھ لیا چھاتی پہ تو نے سنا پتھر افسوس

کیا کرون فضل کہ اوس بت کا ہی پتھر کا جگر
کچھ اثر آہ بھی کرتی نہین اوسپر افسوس

خال سیہ نہین ہی یہ اوسکے دہن کے پاس — حبشی ہی تشنہ لب کوئی چاہ ذقن کے پاس
دندان نہین ہین اونکے لب سرخ کے قریب — موتی کسی نے رکھدیے لعل یمن کے پاس
زلف سیہ نہین ہی رخ یار کے قریب — آئینہ یہ حلب کا ہی مشک ختن کے پاس
یہ خال و خط یہ کاکل مشکین یہ روے یار — سنبل لگا ہوا ہی گل یاسمن کے پاس
ای بلبلو ہی کون سی صورت بچاو کی — صیاد نے کیا ہی بسیرا چمن کے پاس
ہم عاشقون کے دل مین کھٹکتا ہی مثل خار — جاتا ہی کوئی غیر جو اوس گلبدن کے پاس

ہر دم دعا ہی یہ مری اللہ کے فضل سے
اس فضل کو بھی جا ملے شاہ زمن کے پاس

ہجر مین جاتی رہی ہی مری جان افسوس — وصل کا رہ گیا بس دل ہی مین ارمان افسوس
کیا کہون آہ کہ قاتل نہوا خوش تجھسے — تو نے سینے کو نہ توڑا مرے پیکان افسوس
منزل قبر تلک اور تو جائین ہمراہ — مرے وہ ساتھ نہو سرو خرامان افسوس

آج زنجیروں سے کسکر ترے دیوانوں کو
لیے جاتے ہین سوِ خانۂ زندان افسوس

فضل مدت ہوئی جس بت کی غلامی کرتے
نکلا اوس سے نہ ہمارا کوئی ارمان افسوس

ردیف شین معجمہ

عشق کے باب مین ایسا ہی مرا دل خاموش
راز پوشیدہ مین جسطرح ہو کامل خاموش

قیل و قال آج یہان کر لے تو جا ہے جتنی
کل وہان ہو گی تری گور کی منزل خاموش

دام لے لیکے مین سنتا ہون گئے ہین صیاد
اسلیے باغ مین ہین آج عنادل خاموش

سر فروشونکا ہی دروازے پہ اوسکے مجمع
آج کسواسطے بیٹھا ہی وہ قاتل خاموش

کسقدر شور کیا کرتے تھے کل رند یہان
آج کسطرح یہ سب ہو گئی محفل خاموش

جو کہ زخمی ہو وہ کسطرح نہ تڑپے قاتل
تو ہی منصف ہو مین کیونکر رہون بسمل خاموش

کبھی تو پوچھے گا اے فضل وہ زاری سنکر
بیٹھا کیونکر ہو دل دیکے مین بیدل خاموش

اوسے یار لاشریک لہٗ کی ہو گر تلاش
پھر شرک ہی کہ اور کسیکا ہو در تلاش

گر چاہتے ہین آپ یہ حاضر ہی نقد دل
لیلیجیے یہ مفت ہی کیجیے نہ زر تلاش

جب دم نکالدیگا مجھے اپنے گھر سے یار | کر لونگا مین بھی جا کے کوئی اور گھر تلاش

رکتا نہین کسیسے بھی اسکا سنا ہی تیر | پھر کیسے اوسکے روکنے کی ہو سپر تلاش

ظلم و ستم کہانتک اوٹھائین تمہارے ہم | اب دوسرا کرو کوئی دل اور جگر تلاش

ملنے کی جستجو کرو لَا تَقْنَطُوْا پڑھو | جب تک نہ وہ ملے کرو شام و سحر تلاش

فضل اونکو بیدلی مری معلوم ہوگی جب | مجھسا جب اولدہی مین کرینگے بشر تلاش

ردیف صاد مہملہ

دلکو جو ہی اوس ابروِ خمدار سے اخلاص | اسواسطے رکھتا ہون تلوار سے اخلاص

بیمار ہوا اور نزار ہو تردیدہ ہو غم سے | جو کوئی کرے نرگس بیمار سے اخلاص

صیاد نے گلچین کو ملایا ہی غرض سے | بلبل سے کہو چھوڑدے گلزار سے اخلاص

کافر نہین وہ جسکو بتون سے ہو محبت | کافر ہی وہی جسکو ہی زنار سے اخلاص

بلبل کو گلون سے ہی گلستانمین لگاوٹ | رکھتے ہین سدا اہل جنون خار سے اخلاص

اودہر نہ گئے لذت پہ اوس شوخ کی ای دل | عاقل جو ہین کرتے نہین وہ مار سے اخلاص

اوس شوخ سے جز ظلم و ستم کے نہ رکھ امید | ممکن نہین پیدا کرے تو یار سے اخلاص

اوس عارض گلگوں کی مجھے آتی ہی جب یاد
کرتا ہون نہین پیدا گل گلزار سے اخلاص

ای فضل بوڑھاپے مین تو کچھ ذکر خدا کر
بہتر نہین ہی اب زر و دینار سے اخلاص

دلکو تھی جو عشق ابرو کی بت بے پیر حرص
لیچلی شوق شہادت مین سوے شمشیر حرص

موسم گل آتے ہی پھر ہو گیا جوش جنون
کیون نہ میرے قید کی تجکو ہوای زنجیر حرص

ہی طمع سے ذلت اور عزت قناعت کے ہی ساتھ
باعث تذلیل ہی اور موجب تحقیر حرص

ہی دل شیدا کو میرے بھی اوسیکی جستجو
رکھتے ہاین جس خاک در کی صاحب اکسیر حرص

دیکھیے کس روز تو کرتا ہی ہمسے گفتگو
ہی ہمارے دلکو سننے کی تری تقریر حرص

چومتا ہون دمبدم مین اونکے لب اسطرح
جسطرح رکھتی ہی لو کے لینے کو کفگیر حرص

مال دنیا کی ہوس ای فضل ہی بیفائدہ
کام کچھ آتی نہین واللہ بے تقدیر حرص

ردیف ضاد معجمہ

ابرو کی تیغ کھینچو نہ شمشیر کے عوض
کافی ہی اک نگاہ تری تیر کے عوض

اکسیر تجسے لیکے مہوس ہین کیا کرون
لا یار کی تو خاک در اکسیر کے عوض

یارب شفا دے اور حیات اوسکی دے بڑھا
موت آئے مجکو اوس بت بے پیر کے عوض

بیڑی کی احتیاج نہین میرے واسطے
اون گیسوؤنکا عشق ہی زنجیر کے عوض

واللہ آپسے نکرونگا مین گفتگو
گالی نہ دیجیے مجھے تقریر کے عوض

خط لکھکے تیرے ہاتھ نہ بھیجونگا اب کبھی
قاصد مین آپ جاؤنگا تحریر کے عوض

اے فضل اتنی کیون تجھے فکر معاش ہی
تقدیر سیدھی چاہیے تدبیر کے عوض

کام ہی دیوار سے مجکو نہ کچھ در سے غرض
رہتی ہی آٹھون پہر اوس یار کے گھر سے غرض

پھنک رہا ہون آتش فرقت سے تیری رات دن
آگ سے کچھ کام ہی مجکو نہ اخگر سے غرض

ہونہین عاشق یار کے شمشاد قد کا قمریو
مین نہین رکھتا ہون کچھ سرو و صنوبر سے غرض

مجکو مطلب یار دندان و لب سے ہی فقط
ہو کسیکو تاب لعل و آب گوہر سے غرض

ہی وہی قطب زمان جو گھر نچھوڑے یار کا
رکھتا ہی مرد توکل بہیئہ بستر سے غرض

بس ہی وہ نوک مژہ فصد رگ جان کے لیے
پھر ہمین جراح کیا ہو تیرے نشتر سے غرض

حاجت اپنی دوسرے کے سامنے لیجا نہ تو
فضل رکھنا خوب ہی اپنے مقدر سے غرض

ردیف طاے مہملہ

اک دن اس دار سے سفر ہی شرط — بعدِ مردن لحد کا گھر ہی شرط
نیکیونکا یہان سے وقتِ سفر — توشۂ منزلِ بشر ہی شرط
خال ہی جو قریبِ ابروِ یار — تیغ کیواسطے سپر ہی شرط
عاشقون سے ہی کیا ضرور حجاب — غیر سے پردۂ حذر ہی شرط
ہر جوانی کے بعد ہی پیری — جیسے شب کے لیے سحر ہی شرط
یار کے عشقِ تیغ ابرو مین — اشک خونین سے چشمِ تر ہی شرط

فضل اوس بت کی دوستی کے لیے
پہلے پتھر کا سا جگر ہی شرط

عشق جانانمین خوفِ جان ہی شرط — گریۂ و نالۂ و فغان ہی شرط
شاید آجائے یار فاتحے کو — قبرِ عشاق کا نشان ہی شرط
لعلِ لب پر لگا لو تم مسّی — آگ کیواسطے دھوان ہی شرط
ایک دن ہی زوالِ حسن کمال — فصلِ گل کے لیے خزان ہی شرط

ہر بشر کو ہی فکرِ قبر ضرور
رہنے کیواسطے مکان ہی شرط

چھوڑدو رات دن کا غیظ و غضب
رحم عاشق پہ مہربان ہی شرط

فضل کیونکر کرون نہ خاطرِ یار
پاسداریِ میہمان ہی شرط

ردیف ظائے معجمہ

جاتے ہین ہم میان خدا حافظ
اب نہ آئین گے یہان خدا حافظ

اوسکی محفل سے جب مین اوٹھتا ہون
کہتا ہون جانِ جان خدا حافظ

یان تو آرام سے گذرتی ہی
دیکھین کیا ہو وہان خدا حافظ

دمِ رخصت بہار کہنے لگی
خیر باد ای خزان خدا حافظ

قتل ہو جاتے ہین جہان عاشق
جاتے ہین ہم وہان خدا حافظ

جانِ جان ہم عدم کو جاتے ہین
تمکو چھوڑے یہان خدا حافظ

آتا ہی ابرو و مژہ سے وہ فضل
لیکے تیر و کمان خدا حافظ

ہاے کسطرح ہوا اپنا دل نالان محظوظ
رنج عشاق سے ہوتا ہی وہ جانان محظوظ

بلبلو تمکو مبارک ہو بہار گلشن — کیسے کھل کھل کے ہین گلہائے گلستان محظوظ

مین پڑا کرتا ہون کوئے کو یہان قمری کیطرح — سیر گلشن سے ہی وہ سرو خرامان محظوظ

تو وہ معشوق جہانگین ہی کہ واللہ تجھسے — گبر بھی سارے ہین خوش اور مسلمان محظوظ

ایک دم بھی نہین جمعیت خاطر ہمکو — تیری زلفون سے ہو کب کوئی پریشان محظوظ

عمر بھر فضل جوانی گئی پیری آئی — کبھی اوس سے نہوا یہ دل نالان محظوظ

ردیف عین مہملہ

خون جو کرتی ہی تو پروانونکا بے تقصیر شمع — کاٹتی ہی سر ترا اسواسطے گلگیر شمع

جل رہی ہی سر سے پا تک اور کچھ کہتی نہین — بن گئی ہی تیرے آگے صورت تصویر شمع

سامنے روشن بیانی کے تری ای شمعرو — ہوش تو جاتے رہے کیونکر کرے تقریر شمع

ہوگئی تو ایک دم مین گھلکر اور جلکر فنا — خون پروانہ کی تو نے دیکھلی تاثیر شمع

قید پروانے کو کر کے جب تو چاہے دیکھلے — تجھ پر آکے جان دیگا توڑ کر زنجیر شمع

کونسا پروانہ تھا وہ شب کو جلکر مر گیا — ہو رہی ہی جسکے خاطر بزم مین دلگیر شمع

شب کو جلوون سے نظر آئے وہ کیونکر فضل کو — دیکھنے کو مانع آتی ہی تری تنویر شمع

حال سے اپنے کسیکو تو نکر دل اطلاع
راز پوشیدہ کی کب کرتے ہین کامل اطلاع

میری جانب سے کوئی جاکر یہ اوس سے پوچھتا
اپنے بسمل کی تجھے ہی کچھ بھی قاتل اطلاع

لوٹتا ہی خاک پر کیون ماہی بے آب سا
اپنے کچھ احوال سے کر مجکو بسمل اطلاع

موسم گل مین خوشی کرتے ہو تم کیون اسقدر
کچھ تمھین فصل خزا نکی ہی عنادل اطلاع

کسطرح تجپر تصدق کرتے ہین پروانے جان
کچھ بھی تجکو اونسے ہی ای شمع محفل اطلاع

پوچھتے ہو دلبرو کیا دل کے دینے کا حال
حال دے سے کسطرح تمکو دے بیدل اطلاع

کیا کرے فضل اپنا حال اوس پادشاہ حسن سے
ہر گدا کی رکھتے ہین خوش شاہ عادل اطلاع

ردیف غین معجمہ

حسن کا جیسا ہی دیکھو روے جانان پر فروغ
ایسا تو دیکھا نہ ہمنے ماہ کنعان پر فروغ

کیا کرین ای باغبان ہم باغ تیرا دیکھکر
داغ دل رکھتے ہین گلہاے گلستان پر فروغ

برہمن بندہ ہی بت کا مین خدا کا بندہ ہون
دین کعبے میرے ہی اوسکے وین ایمان پر فروغ

وحشیونکو شہر سے از بس ہی ویرانہ پسند
گھر کو دیوانے نہین دیتے بیابان پر فروغ

جو چمک ہی تیرے دانتو نمین وہ موتی مین کہان
سرخی لب کو ہی تیری لعل و مرجان پر فروغ

پانؤ نہین چبھتا ہی یہ وہ دل لگکے ہو جاتی ہی پاک
خارِ صحرا کو نہین ہی تیری مژگان پر فروغ

حور ہو یا ہو پری یا ہو ملک ممکن نہین
فضل انکے حسن کو ہو حسنِ انسان پر فروغ

جب کبھی رکھدے کوئی میرے سرِ مدفن چراغ
گل نہ کر ڈے بادِ صرصر یہ ترا دامن چراغ

خانۂ دلمین ہی داغ عشق کا روشن چراغ
مشتعل ہی بے فتیلہ اور بے روغن چراغ

ظرفِ لالہ مین عنادل روغنِ گل کھینچکر
واسطے اوس گل کے رکھین گے سرِ گلشن چراغ

ایک دن تیرا نقابِ رخ اوٹھا دیگی ہوا
کب تلک پوشیدہ رکھیگا تہِ دامن چراغ

خرمنِ دل کی عدو ہی ایسی اوسکی برقِ عشق
جیسے پروانیکی جان کا ہوتا ہی دشمن چراغ

آہ سے فانوس دلمین شمع جان محفوظ ہی
بادِ صرصر مین نہین رہتا ہی بے چلمن چراغ

زندگی مین جو کہ بے مشعل نہ چلتے تھے کبھی
اب نظر آتا نہین اونکے سرِ مدفن چراغ

عارض اوسکا زلف شبگون مین ہی روشن اسطرح
کالی شب مین ہوتا ہی کالیکا جیسے من چراغ

فضل اوسکی روشنی شب بھر جلاتی ہی مجھے
ہجرِ جانان مین ہی میری جانکا دشمن چراغ

ردیف فا

ہاتھ قاتل کے بڑھے جب تیغِ بُران کیطرف
دل تھا دلبر کیطرف اور جان جانان کیطرف

دیکھتے تھے یاس و حسرت کی نگہ سے سب تجھے
لیچلے جب تیرے دیوانون کو زندان کیطرف

جب کسی ناقے کو دیکھا آگیا لیلی کا دھیان
قیس یاد آیا چلا جب مین بیابان کیطرف

فصلِ گل آئی چمن مین اور گئی بادِ خزان
بلبلِ دل پھر چلا اوڑ کر گلستان کیطرف

عارضِ تابان پر اوس بت کے پڑی جب سے نظر
پھر کبھی دیکھا نہ مینے ماہِ تابان کیطرف

اے صنم کیونکر نہ مجکو لوگ سودائی کہین
میل ہے دلکو تری زلفِ پریشان کیطرف

سن کے بادِ صبحدم سے مژدۂ فصلِ بہار
پھر جنون نے ہاتھ دوڑایا گریبان کیطرف

دیکھلین تیرے لبِ لعل و دُرِ دندان اگر
جوہری دیکھین نہ پھر یاقوت و مرجان کیطرف

جسکی آنکھون مین ہے وہ حسنِ حقیقی جلوہ گر
فضل وہ کب دیکھتا ہے حسنِ انسان کیطرف

صورتِ موت آتی ہے مجکو نظر ہر بار صاف
آج تو کرتا ہے قاتل کسلیے تلوار صاف

کس سے دون تشبیہ اور اوس مُنہ کا مُشَبَّہ بہ ہے کون
چاند مین تو میل ہے اور چہرۂ دلدار صاف

دیکھ کہتا ہون نچانا اوسکی زلفون کیطرف
ڈس ہی جائینگے تجھے ای دل یہ دونون مار صاف

یاد کر کے گل کو کیسا رو رہی ہین بلبلین
آکے جو باد خزانی کر دیا گلزار صاف

بلبلو نسبت ہی کیا گل کو رخ محبوب سے
اس سے لپٹے خار ہین اور وہ گل رخسار صاف

باتون ہی باتون مین مجھسے ہوگیا ہی وہ خفا
دیکھیے اب کسطرح سے ہو دل دلدار صاف

وصل مین ای افضل وہ کہتے ہین مجھسے مت لپٹ
ٹوٹ جائیگا ابھی میرے گلے کا ہار صاف

ردیف قاف

یہ مت سمجھنا قیس کو میرا ہی یار عشق
لیلی کے بدلے نجد کا دیگا وہ خار عشق

سب نے ازل مین کر دیا انکار عشق
آخر اوٹھایا ہمت آدم نے بار عشق

ہوش و حواس رہتے بشر کے نہین بجا
ہوتا ہی جب مقابلہ شہسوار عشق

دم مین جلا کے خاک سیہ کرتی ہی اوسے
لگ جاتی جسکے خانۂ تن مین ہی نار عشق

سودا ہی دلکو زلف پریشان یار کا
جمعیت اوسکو کب ہو جو ہی یار غار عشق

معلوم عاشقونکو ہین معشوقون کے رموز
فورا خبر یہ پہنچتی ہی ہمدوش تار عشق

کر کے محبت آپ سے معلوم ہو گیا
ہوتا عزیز آپ کا ہی جو ہو خوار عشق

آسان نہین ہی دعوی فرہادِ کوہ کن — مشکل ہی سخت منزلِ راہِ دیارِ عشق
گلہاے داغ وخال سویداے دل یہ سب — عشاق کو دکھاتے ہین کیسی بہارِ عشق
باغ وبہارِ عشق ہنساتا ہی تمکو آج — کل دیکھنا رولائیگا یہ خارزارِ عشق
پیرِ خرف بنا کے اوسے کردیا خراب — جس نوجوان کے زیبِ گلو ہی یہ ہارِ عشق

ای فضل ذوقِ دردکو بے درد جانے کیا
اس غم کو جانتا ہی جو ہی دلفگارِ عشق

ایسا نہ جانتے تھے ہم ای سیمتن فراق — اب مارتا ہی ہمکو ترا جانِ من فراق
شیرین کا ایک دن تجھے حاصل ہوا نہ وصل — آخر کو جان لیکے گیا کوہ کن فراق
صیاد و باغبان سبھی ہین شادمان مگر — بلبل کو اس قفس مین ترا ہی چمن فراق
سوداے زلفِ یار مین صحرا پسند ہی — ہوگا ہمین وطن سے اب اہلِ وطن فراق
فریاد کس سے جا کے کرون ترا مجکو اب — کیسے کنوئین مین جھکاتا ہی چاہِ ذقن فراق
دشمن کو بھی نصیب نہوا اسکا ذائقہ — ہی تلخ مثلِ زہر کے شیرین دہن فراق
جس روز گھر مین تو نہین آتا ہی فضل کے — دیتا ہی داغ دلکو ترا گلبدن فراق

ردیف کاف تازی

آنے دے یار اپنی ہمین انجمن تلک
بلبل کو جانے کی ہو اجازت چمن تلک

یہ غمزہ و کرشمہ کسی آنکھ مین نہین
ہم دیکھ آئے جا کے غزال ختن تلک

مجھ ناتوان کو رہگئی بوسے کی آرزو
پونہچے نہ لب کبھی ترے سیب ذقن تلک

سب بھول جائے دعوی خوشبو کو باغ مین
تیرے بدن کی جائے جو بو یاسمن تلک

کسدن بدن سے جان نکلتی ہی دیکھیے
پونہچین گے ہم یہان سے کب اپنے وطن تلک

گر جوہری ترے دُرِ دندان کو دیکھلے
وہ صدقے کر کے پھینک دے دُرِ عدن تلک

اک دن ہوا نہ بوسہ تمھارا ہمین نصیب
پونہچا دہن نہ اپنا تمھارے دہن تلک

اوس سرخیِ لبِ مسی آلودِ یار سے
ہی غرقِ خونِ شرم عقیقِ یمن تلک

جب موسمِ بہار مین جوش جنون ہوا
ثابت رہا نہ فضل مرا پیرہن تلک

دل ہے خوش اس سیرِ گلشن سے مرا اے یار خاک
ہین مری آنکھون کے آگے سب گل و گلزار خاک

کل پڑا رہتا تھا تیرے در پہ جو خستہ جگر
آج سنتا ہون وہ مرکر ہو گیا بیمار خاک

لوگ جو بنواتے ہین گھر اپنے رہنے کے لیے
ایک دن ہو جائینگے یہ سب در و دیوار خاک

آج جو نازان ہو تم اپنی بہارِ حسن پر
کل خزان کر دیگی یہ رنگ گلِ رخسار خاک

دیکھلو تم اب سکندر ہی نہ دارا ہی یہان
ہو گئے آخر کو وہ سب صاحب دینار خاک

چال تھی جنکی چمن مین باعث غیرت کبک دری
ہو گئے قبرونمین وہ سب خوش رفتار خاک

فصل دنیا مین نہین جنکو خیالِ آخرت
خواب غفلت مین پڑے ہین کیا ہین وہ ہشیار خاک

جور و جفا اوٹھائینگے تیرے وہان تلک
برداشت دل کو ہوگی ہمارے جہان تلک

ملتے نہین امیرون سے ای شاہِ دو جہان
پونہچے ہین جو فقیر ترے آستان تلک

بعد از فنا بھی اونسے کیا عاشقون پہ ظلم
قبرونکا ٹھوکرون سے نہ رکھا نشان تلک

نازان نہ بلبلو ہو تم اپنی بہار پر
آجائیگی خزان بھی کبھی بوستان تلک

مر کر بھی مین نہ کوچۂ جانان سے جاؤنگا
لیجائے گر مجھے کوئی باغ جنان تلک

پہلے ہی اپنا طائر دل ہو گیا شکار
پونہچا نہ تیر یار تھا شصتِ کمان تلک

تارے زمین پہ ٹوٹکے سب گر پڑین ابھی
پونہچے ہماری آہ اگر آسمان تلک

تم جتنا چاہو ظلم کرو ہمپہ اے بتو
ہرگز نہ لائینگے کبھی اپنی زبان تلک

کیا ذکر گوشت پوست کا اونکا غم فراق
کھا جائیگا تمام مرے استخوان تلک

اوس جا سے جبرئیل بھی آگے نہ بڑھ سکے
پونہچا جو وہ حبیب خدا لامکان تلک

بلبل نہ پھول پھولونکی اس خندہ روئی پر
دو دن کی یہ بہار چمن ہی خزان تلک

مجھ بدنصیب کی نہ سنی ایک بات بھی
اوس بت کے سامنے کیا آہ و فغان تلک

کرنا خبر ہمارے دل پر ملال کی
پونہچے صبا جو تو کبھی اوس جان جان تلک

اے جان تیرے عشق نے کیا کیا دکھائے رنج
جسکا نہ دلمین تھا کبھی وہم و گمان تلک

اے بلبلو گلون کی محبت سے باز آؤ
صیاد ابتو آنے لگا گلستان تلک

اوس شوخ بدمزاج کو آیا ذرا نہ رحم
سنکر ہمارے عشق کی سب داستان تلک

اس درجہ رعب ہی کہ کوئی حرف شکوہ کا
آتا نہین ہی سامنے اوسکے زبان تلک

اے بلبلو چمن مین ہی صیاد گھات مین
پیاسا تمھارے خونکا ہی باغبان تلک

ابتک وصال یار کی کچھ بھی نہین امید
روئیگا ہجر یار مین اے دل کہان تلک

جو ظاہری علوم کے مبحث مین ہین پڑے
جاتے نہین وہ سرحد علم نہان تلک

اے فضل عشق زلف نے یان تک کیا اثر
کھاتا ہی پیچ آہ کا ابتو دھوان تلک

ردیف کاف عجمی

کھلیگا دوسرا ہرگز نہ ایسا تجھپہ جانی رنگ
کھلا ہی جسطرح گورے بدن پر تیرے دھانی رنگ

گل لالہ کے تختے کا ہو جلوہ آنکھونمین جس سے
پلا ساقی کوئی ایسی شراب ارغوانی رنگ

تمیز رنگ وت سے ہرگز نہین ہتی ہی پھر اونکو
کہ جن عاشق مزاجونکو دکھاتی ہی جوانی رنگ

ہوا معلوم اوسدم بن نکل ایک آفتاب آیا
وہ آئے اور ڈھلکر جسبدم ردائے آسمانی رنگ

گیا اب موسم سرما صنم فصل بسنت آئی
مزین آپ پر ہوگا لباس زعفرانی رنگ

نہ بھولو باغ دنیا مین بہار اسکی ہی دو دنکی
جو دیکھو چشم عبرت سے تو ہر گل کا ہی فانی رنگ

جوانی ہی کہان طفلی گئی تو آگئی پیری
بہار نوجوانی کا حقیقت مین ہی آنی رنگ

ہی رنگ لعل پھیکا سامنے وس لعل لب کے فضل
گل رخسار کے آگے ہی اوسکے گل کا پانی رنگ

گل رخسار جانان نے وہ پایا ہی گلابی رنگ
کہ جسکو دیکھکر کیا کیا نیا لائے شرابی رنگ

تصور مین رخ گلگون کے تیرے میں جو روتا ہون
تو ہو جاتا ہی اوسدم آنسوؤنکا شہابی رنگ

نظر جمتی نہین جسپر کمال حسن و خوبی سے | دیا اللہ نے اوسکو وہ روے آفتابی رنگ
گلی کوچے مین ہراک جا ہی خون عاشقان پھیلا | تمھارا کھیلنا ہولی مین لائیگا خرابی رنگ
دم نظارہ جسسے نور آجاتا ہی آنکھون مین | تمھارے چہرۂ روشن کا ہی وہ ماہتابی رنگ
جو انہین پسند آتا تھا سرخ و زرد رنگ اکثر | پسند آتا ہی اب یہ ہمکو فضل آبی رنگ

ردیف لام

پھر گئین ہمسے جواب آنکھین تمھاری آجکل | کچھ ہوئی ثابت خطا شاید ہماری آجکل
خود بخود وہ دوست ہمسے اب دشمن ہو گیا | آگئے شاید کہ ہمپر دن یہ بھاری آجکل
گر وہ نہین چلتی رہی شمشیر قاتل صبر کر | آئی جاتی ہی دلا تیری بھی باری آجکل
تیغ ابرو چل رہی ہی اندنون اوس شوخ کی | ہو رہا ہی حکم قتل عام جاری آجکل
کیون دل اوسکے دیکھنے کیواسطے ہی مضطرب | آنیوالی ہی ادھر اوسکی سواری آجکل
وہ نہین ملتا تو بے اوسکے یہ دل لگتا نہین | کیا فلک نے ہم پہ یہ آفت اوتاری آجکل

کس زبان اور کس بیان سے شکر مین اوسکا کرون
فضل پر کیا ہو رہا ہی فضل باری آجکل

آسمین کیا ہوگا بتا دے تجھے حاصل قاتل
چھوڑ رہ جاتا ہی مجھے کسلیے بسمل قاتل

اسطرف بھی کوئی ابرو کا اشارہ ہوجاے
آبِ شمشیر کا خواہان ہی مرا دل قاتل

دل نہین مین نے لگایا ہی ستم تجھسے اپنا
ہوگئی آکے قضا مجھپہ یہ نازل قاتل

قتل کر مجکو چلا لوٹ کے دیکھا نہ ذرا
گرچہ چلاتی رہی روح بھی قاتل قاتل

تیغ سے تیری وہ کسطرح سے ڈر جائین بھلا
جبکہ آتے ہین ترے پاس وہ بیدل قاتل

عدل و انصاف تو اُس فضل کا اُسدن ہوگا
ہوگا جسوقت خدا منصف و عادل قاتل

داغ ان کے جسقدر ہین ہمارے بدن مین گل
ای باغبان ہونگے نہ اتنے چمن مین گل

زلفون کے درمیان ترے رخسار دیکھکر
ہم جانتے ہین پھولے ہین ملکِ ختن مین گل

دیکھو تو باغ ہستی مین دو دن کے حسن پر
پھولے نہین سماتے ہین پیرہن مین گل

صیاد کے خیال سے بلبل یہ بد نصیب
پھرتی ہی بیقرار سی داغ دہن مین گل

مسکن کو چھوڑ کر دل شامت زدہ یہان
ڈوبا ہی آکے اس ترے چاہ ذقن مین گل

افشان نہین ہی گیسوِ خمدار پر چنی
پھولا ہی شاخ آہوِ دشت ختن مین گل

اوس گل کی کچھ خطا نہین اسمین ذرا افضل
کھائے ہین ہمنے آپ دیوانے پن مین گل

ہمسے ہماری پھر گئی تقدیر آجکل
ناحق خفا ہی وہ بت بے پیر آجکل

سودا ہوا ہی گیسوِ خمدار یار کا
پانو نمین چاہیے مرے زنجیر آجکل

بگڑا ہوا مزاج ہی اوس بت کا اندنون
کیونکر ہو اوسکے سامنے تقریر آجکل

پوچھا نہ اوسنے آکے مرا حال ایک روز
جاتی رہی ہی آہ کی تاثیر آجکل

معلوم ہوتا ہی کہ وہ مجسے ہین کچھ خفا
آتی نہین ہی اونکی جو تحریر آجکل

آئے یہان وہ جسکو شہادت کا شوق ہی
رہتی ہی اوسکے ہاتھ مین شمشیر آجکل

ملتی نہین ہی خاک ہمین کوے یار کی
نایاب کیا جہان مین ہی اکسیر آجکل

ہوتا نہین نصیب جو دیدار یار کا
ہم اوسکی دیکھ لیتے ہین تصویر آجکل

افضل عاشقون کی مٹا ڈالی آبرو
کرتا ہی یار غیر کی توقیر آجکل

جیسا روشن ہی قمر یار کے رخسار کا تل
دیکھا ہرگز نہین ایسا کسی دلدار کا تل

اے پری تیرے غم ہجر مین روتے روتے
یہ نہ جانے کہین اس دیدۂ خونبار کا تل

آنیکا وعدہ تھا آیا نہ وہ ظالم شب بھر
بس لگا در پہ رہا دیدۂ بیدار کا تل

نہین پیچھے شمشیر کے اسطرح سپر رکھتے ہین
نہین پیچھے ابرو کے ترے جیسے ہی رخسار کا تل

بیچمین کاکل و رخسار صنم کے ہی جو خال
چاند کا اوسکو کہین یا کہین ہم مار کا تل

چشم و ابرو کے سوا اور لب و دندان کے سوا
ہی یہ داغ دل عاشق ترے رخسار کا تل

جسطرح لعل کی پٹری پہ جڑا ہو نیلم
ایسے ہی فضل ہی دیکھو لب دلدار کا تل

دیکھکر بکھرے ہوے رخ پہ تمھارے کاکل
گل یہ کہتے ہین کہ سنبل ہین ہمارے کاکل

بڑھگئی عاشقونکی اور پریشانئ دل
دست مشاطہ نے جو تیرے سنوارے کاکل

جسطرح چاند گہن مین کوئی آجاتا ہی
یار چہرے پہ ہین اسطرح تمھارے کاکل

لاکھ جھٹکے دیے بل اوسکا نہ نکلا لیکن
شانہ خود ہار گیا اور نہ ہارے کاکل

فضل بھی تو یہی کہتا ہی جو مین کہتا ہون
کیا ترے چاند سے مکھڑے پہ ہین پیارے کاکل

باغبان کو نہ سمجھ تو کہ ہی میرا بلبل
گل کو چن لیگا گل اور ہو گا نہ تیرا بلبل

کسلیے ہی یہ خوشی باغ مین دو دن ہی بہار
بعد ازان ہو گا یہان پھر تو اندھیرا بلبل

باغ دنیا مین ہمیشہ ترا ہو گا نہ قیام
چار دن کا تو یہان کر لے بسیرا بلبل

فکر صیاد کے گھر کی تو ابھی سے کر لے
تجسے کہتا ہون کہ ہی اب بھی سویرا بلبل

خوب سا دیکھ لے جی بھر کے چمن مین گل کو
ہو گا پھر تنگ قفس مین ترے ڈیرا بلبل

کسطرح یہ تو بتا جان بچے گی تیری
باغ مین ہوتا ہی صیاد کا پھیرا بلبل

کتنے ہی آئے گلستان مین مگر رہ نہ سکے
فضل دیوانی ہی جو کہتی ہی میرا بلبل

ابکے جو تیرے ہاتھ سے اللہ چھڑائے دل
کافر ہو پھر کبھی جو کسی سے لگائے دل

اوس بیوفا کے عشق مین گھر بار سب چھٹا
کیسا ذلیل مجکو کیا تو نے ہائے دل

اللہ تو میرے پہلو مین آ بیٹھ جا ذرا
ای جان ایکدم تو یہ آرام پائے دل

جو پشتِ آسمان و زمین سے نہ اوٹھ سکا
کیونکر وہ بارِ عشق بشر کا اوٹھائے دل

ابتو فراق یار مین پڑتا نہین قرار
کیا دوستو مین تمسے کہون ماجرائے دل

کہنا میں تیرا آنکھوں سے اوسوقت مانوں
قابو میں جبکہ ناصحا اپنے نہ آئے دل

ای فضل دوست کیا ہی خدا یہ ہی دعا
دشمن بھی ہو تو اوسکا کسی پہ نہ لائے دل

میں وہ لاغر ہوں جو لینے کو مرے آئے اجل
ڈھونڈھنے سے بھی نہ جامے میں مجھے پائے اجل

جسطرح سے ہجر تو اس تن کو کھاتا ہی مرے
ایسے ہی تجکو بھی جھٹ پٹ کہیں کھائے اجل

جان کنی کے وقت بھی پاس اپنے عاشق کے اگر
آپ آجائیں تو واللہ صاف ٹل جائے اجل

آرزو ہی فضل کی تصویر جاناں وقت مرگ
ساتھ اپنے ای خدا لیتی ہوئی آئے اجل

ردیف میم

کوئی کتاب اور نہیں جانتے ہیں ہم
بس ایک اوسکا مصحف رخ مانتے ہیں ہم

بوسے کا نام لیتے ہی ہو جائیگا وہ آگ
عادت کو اوسکی خوب ہی پہچانتے ہیں ہم

چڑھتا نہیں وہ دانوں پر اپنے کسیطرح
لاکھ اپنے دلمیں وصل کا ڈھب ٹھانتے ہیں ہم

پھندے میں اپنے آتا نہیں وہ کسیطرح
لاکھوں ہی جال چلمنوں کے تانتے ہیں ہم

ملتا نہیں کہیں در مقصود کا پتا
گلیوں کی فضل خاک پڑے چھانتے ہیں ہم

محفل جانان مین جب جاتے ہین ہم
دولتِ دیدار لے آتے ہین ہم

وحشت اونکی یاد کی جاتی نہین
لاکھ اپنے دل کو بہلاتے ہین ہم

جانیوالون سے عدم کے یہ کہو
تم بڑھو آج اور کل آتے ہین ہم

کیا کہین ہجر صنم مین رات دن
خونِ دل پیتے ہین غم کھاتے ہین ہم

آپ اپنی شکل پر ہوتے ہین خوش
آئینہ جب اونکو دکھلاتے ہین ہم

گالیان دیتے ہین جب وہ بیخطا
دیکھکر منہ اون کا رہجاتے ہین ہم

لے گیا جو فضل دلکو چھین کر
اب نہین اوسکا نشان پاتے ہین ہم

جیسا کرتی ہی تری ابروِ خمدار ستم
ایسا کرتی نہین قاتل کوئی تلوار ستم

جور معشوق ہی عشاق کو عین الفت
وہی محبوب ہی اپنا جو کرے یار ستم

اسقدر ظلم سے کیا فائدہ اور کیا حاصل
اپنے عاشق پہ نکر اے بت عیار ستم

تیغ ابرو کا ہو یا خنجر مژگان کا صنم
ہاے کس کس کا اوٹھائے یہ دل زار ستم

تیرے دروازے کی چوکھٹ سے ہٹونگا نہ کبھی
ایک تو کیا ہی سہے گرچہ تو صد بار ستم

دل سے میرے نہین جائیگی محبت اوسکی
ظلم پر ظلم ستم پر جو کرے یار ستم

پردہ مجمع مین کہین توجو منہ سے اولٹا
جان عشاق پہ پھیلا ئین رخسار ستم

دل لگائین گے ہم اے فضل سمجھکر اوس سے
اپنے عاشق پہ جو کرتا نہو دلدار ستم

ردیف نون

اسقدر فرقت ستاتی ہی تمھاری اندنون
ہوتا ہی دریا اشک آنکھون سے جاری اندنون

تجھمین طاقت ہی خدا تو ہی اب اوسکو ٹالدے
ہجر کا چھاتی پہ پتھر ہی جو بھاری اندنون

زلف کے دھوکے سے اس کالی بلا مین پھنسگیا
عقل کیا جاتی رہی دل پر تری ساری اندنون

دل لگا کر ان نصاری کے عمل مین دیکھلے
کام کچھ آتی نہین رون یا سے یاری اندنون

گلعذاران چمن پر کس غضب کا ہی نکھار
آئی ہی گلزار مین فصل بہاری اندنون

پھنس گئے کتنون کے دل قید بلا زلف مین
اونے جب رخسار پر کاکل سنواری اندنون

ہنس کے وہ محبوب پیش آتا ہی ہمسے فضل اب
لوٹی ہی شاید کہ کچھ قسمت ہماری اندنون

مجھسے ہوئی ہی کونسی تقصیر اندنون
قاتل کے ہاتھ مین جو ہی شمشیر اندنون

میری طرف سے کچھ نہین اصلا ہوئی خطا
ناحق خفا ہی وہ بت بے پیر اندنون

ہوتا نہین ہی دوستو اوسپر ذرا اثر
جاتی رہی ہی آہ کی تاثیر اندنون

فصل بہار آئی ہوا پھر جنون کا زور
پاؤن مین میرے چاہیے زنجیر اندنون

اے آہ دلسے عشق کی گرمی ذرا نکال
بنجا تو میرے واسطے اکسیر اندنون

صحرا مین سبب نہین اپنا مقام ہی
ہمکو ملی ہی قیس کی جاگیر اندنون

جاتا رہیگا دعوی یکتائی اونکا اب
فصل آئی اونکی کھچتی ہی تصویر اندنون

مدد گار رہبر جا ہمارے یہی ہین
خدا ئے جہان کے دولارے یہی ہین

ازل مین جسے دیکھا جبریل نے تھا
خدا کی قسم وہ ستارے یہی ہین

اوڑاتے پھرین خاک اونکی گلی مین
دل مضطرب کے اشارے یہی ہین

مزار غریبان پہ گذرے تو بولے
اداؤن کے مارے بچارے یہی ہین

خدا ساداہ رویون کو رکھے ہمیشہ
مری زندگی کے سہارے یہی ہین

غضب سے خدارا نہ پلکین دکھاؤ
مرے حق مین اے جان آرے یہی ہین

جنھین فضل کہتے ہین احمد محمد
قیامت مین شافع ہمارے یہی ہین

سر بھی کر دے گر جدا امیر آتو میر یار ہان
چھوڑ مینگا مین نہین یہ در ترا زنہار ہان

پاس سے اٹھے گر ہوا پھر بھی رقیبونکا گذر
دیکھنا چلتی ہی پھر محفل مین کیا تلوار ہان

بھیجدے اسکا طبیب اے رب کہ ہے اسکا علاج
کیسا پہلو مین تڑپتا ہی دل بیمار ہان

بھول جا اپنی نصیحت ناصحا تو بھی اگر
دیکھلے اوس شوخ کا جاکر کہین دیدار ہان

دیکھ مین کہتا ہون تو صیاد کو گلچین نہ لا
آہ بلبل سے یہ سب جل جائیگا گلزار ہان

خط ہوا ظاہر دلا رخسار جانان پر تو کیا
دامن گل سے رہا کرتے ہین لپٹے خار ہان

دھیان اب زلف سیہ کا فضل تو دل سے نکال
ورنہ کاٹین گے تجھے یہ کالے کالے مار ہان

ڈھونڈھتا ہون پر اوسے پاتا نہین
ہاے مجکو کوئی بتلاتا نہین

پاس اوسکے بھیجون کیونکر دلکا حال
ہاے اوس در تک کوئی جاتا نہین

پوچھو نہین اہ عدم کا کس سے حال
کوئی وان جاکے یہان آتا نہین

کس سے کھلواؤن اوسے پڑھو اکے پان ہاتھ سے میرے وہ کچھ کھاتا نہین
مر رہا ہون یار فرقت مین تری کس لیے مجکو تو بلوا تا نہین
چپ رہ اے ناصح خدا کے واسطے عاشقون کو کوئی سمجھاتا نہین

موت آیو پہ بھی گناہون سے مگر
حیف ہی تو فضل شرماتا نہین

جیسا داغون سے بنا سینہ مرا گل کا چمن باغبان ایسا شگفتہ کب ہی بلبل کا چمن
یار کہتا ہی رخ رنگین پہ زلفین چھوڑ کر دیکھلے آجسنے دیکھا ہو نہ سنبل کا چمن
چہرہ اوس پہ رشک چمن کا جیسا ہی باغ دہر باغبان تیرا نہوگا اس تجمل کا چمن
سرزمین کربلا مین اشقیا کے ہاتھون سے ہو گیا پامال کیسا شاہ دلدل کا چمن
جیسا اس دل کا چمن ہی گلرخون سے پر بہار باغبان ایسا ہی دیکھا ہی کہین گل کا چمن

فکر تو کرتا ہون پر مضمون ہاتھ آتا نہین
کسطرح سے فضل باندھون اونکے کاکل کا چمن

کڑی چوٹ ہم دل پہ کھائے ہوئے ہین نصیبون کی گردش مین آئے ہوئے ہین

بتادو ہمین ای بتو کسنے تم کو
یہ ناز اور کرشمے سکھائے ہوئے ہین

خیال آیا عشاق کا بعد مردن
وہ گور غریبان پہ آئے ہوئے ہین

ترے آب خنجر کے جو تشنہ لب ہین
وہ گردن کو اپنی جھکائے ہوئے ہین

وہ آرام سے قبر مین سو رہے ہین
جو پھل تیرے خنجر کا کھائے ہوئے ہین

کسی سے بھی اوٹھا نہ بار امانت
ہمین ہین کہ یہ بوجھ اوٹھائے ہوئے ہین

ہرا خون ہاتھو نہین کرکے مجھے قتل
بجائے حنا وہ لگائے ہوئے ہین

نہین جسکا ہمسر ہی کوئی جفا مین
ہم اوسکی جفا اوٹھائے ہوئے ہین

نہین اک فلک سے تمہین فضل نالان
کہ ہم بھی اوسیکے ستائے ہوئے ہین

جو طفلی ہی سے اپنے حسن پر اترائے جاتے ہین
نشان اونہین ابھی سے دلبری کے پائے جاتے ہین

ہمارے قتل کو بس گردش ابرو ہی کافی ہے
سنان و خنجر و پیکان کیون منگوائے جاتے ہین

خوشی سے پاس غیرون کے رہا کرتے ہین یہ ہر رو
یہان ہم بھر کو بھی آتے ہوئے گھبرائے جاتے ہین

مرے لاشے کو رکھکر قبر مین اوس سے یہ اب کہدو
ترے عاشق کو تنہا خاک مین دفنائے جاتے ہین

دل بیتاب کا شاید اثر کچھ آگیا انہین
رخ گلگون پہ جو گیسوے پر بل کھائے جاتے ہین

نکل جاتا تڑپکر صاف کبکا چیر پہلو کے
مگر ہم اس دل ناشاد کو بہلائے جاتے ہین

خیال یار دل سے دور ہو جائے نہین ممکن
عبث احباب آآ کر ہمین سمجھائے جاتے ہین

بھلا اون سے کہون کیونکر کہ دل کا مدعا یہ ہی
ابھی تک بات کرنے مین بھی وہ شرمائے جاتے ہین

ہوا پیری کا دور آخر کرو سامان جلد سے
گذر ہو فضل یان سے اب وہ دن بھی آئے جاتے ہین

جو دل مین تجھے ای صنم دیکھتے ہین
دو عالم کے جلوے وہ کم دیکھتے ہین

ہم ان گلرخون مین بہ چشم حقیقت
ترا جلوہ تیری قسم دیکھتے ہین

لگا کر دل ان بیوفاؤن سے اپنا
الم پر الم غم پہ غم دیکھتے ہین

تصور مین ہر دم جو رہتے ہین تیرے
کسی کو وہ کب ای صنم دیکھتے ہین

پھنسا تیری الفت مین جو یار آکر
اوسے ہم تو با چشم نم دیکھتے ہین

بسا جب سے دل مین ہی تو میرے آکر
ترا جلوہ ہم دمبدم دیکھتے ہین

خداوند عالم کا سر پر ترے فضل
سدا جیرِ فضل و کرم دیکھتے ہین

نہیں ہم اپنے دل جانیں آہ رکھتے ہیں — تپ جدائی پر اپنے گواہ رکھتے ہیں

نہیں وہ سنتے ہیں فریاد ہم غریبوں کی — سرون پر اپنے جو بانکی کلاہ رکھتے ہیں

غلام آپکا ہون کچھ تو ہو ادھر بھی نظر — کہ اپنے بندے پر آقا نگاہ رکھتے ہیں

کوئی برا کہ بھلا ہو انھیں غرض کیا ہی — جو آپ اچھے ہیں سب سے نباہ رکھتے ہیں

محبت اونکو نہ کیونکر ہو اچھی صورت سے — جو اپنے دلمیں حسینون سے چاہ رکھتے ہیں

اسی سبب سے ہمیں داغ ذل النصیب ہے ا — تمہارا عشق جو ہی رنگ ماہ رکھتے ہیں

خطا جو مجھسے ہوئی ہو تو عفو کیجے اوسے — نگاہ مہر غریبون پہ شاہ رکھتے ہیں

جہانیں دیکھتا ہون فضل جتنے ہیں معشوق
وہ عاشقون سے نہیں رسم و راہ رکھتے ہیں

کھچی تلوار دیکھی مین نے جب دست ستمگر مین — یہ سمجھا قتل ہی لکھا ہوا تیرے مقدر مین

نہیں خط کی سیاہی ہی رخ شفاف دلبر مین — یہ پڑی سنگ موسی کی جڑی ہی سنگ مرمر مین

تری رفتار کی آواز مردون کو جلاتی ہی — مسیحا کی صدا آتی ہی شاید تیرے زیور مین

نہیں کیونکر لگاتار آنسوؤنکا چشمہ جاری ہی — سمندر رکیا اومنڈ آیا ہمارے دیدۂ تر مین

جو ہین تیرے کمان ابرو ترے مژگان کے تیر ہین
کہان وہ تیزی نشتر مین کہان وہ کاٹ خنجر مین

گریبان پھاڑ کر عشاق تنکے چھپتے پھرتے ہین
تمھاری الفت گیسو کا جو سودا ہوا سر مین

ترے دندان کا مضمون اوس گھڑی بس مجکو یاد آیا
لگایا فکر نے غوطہ جو بحر آب گوہر مین

جو ادنا ہو تو اعلی کر دکھاوے ایک ساعت مین
خدا نے واہ کیا تاثیر دی ہی مال اور زر مین

مجھے اکسیر ہی اے فضل مٹی کوے جانا نکی
کہان خاصیت ایسی روغن گوگرد احمر مین

نہین ہوتا ہی جسدم ہمدم وہ یار پہلو مین
کھٹکتا ہی دل غمگین مثال خار پہلو مین

لٹک کر آگئین جب اوسکی زلفین اوسکے سینے تک
مین سمجھا پائے ہین اوس شوخ نے دو مار پہلو مین

نہ آئیگا وہ دلبر بر مین ہون لاکھ تدبیرین
تڑپتا پھر تو ہی ای دل ترا بیکار پہلو مین

تو آجا بر مین ای دلبر کہ بے تیرے کوئی دم بھی
نہین لیتا قرار اصلا دل بیمار پہلو مین

بڑے آرام سے اپنی بسر ہوتی ہی دنیا مین
خدا کے فضل سے رہتا ہی وہ دلدار پہلو مین

تصور دلمین آجاتا ہی جسدم گلبدن تیرا
کھلا ہوتا ہی اوسدم پھر تو اک گلزار پہلو مین

غم فرقت سے اونکے دل نکل گھبرا کر جائے
خیال اسکا لگا رکھ فضل تو ہر بار پہلو مین

گرچہ جدا جلد ہے ای قاتل بدن سے سر کہین
چین سے جا کر لگاؤن قبر مین بستر کہین

پاس سے جسدم چلا جاتا ہی تو ای جان جان
پھر نہین لگتا کسی جا دل مرا دم بھر کہین

خاک ہو جائیگا یہ پیر فلک جلکر ابھی
اپنی آہ گرم کا چمکا اگر اخگر کہین

اسقدر صحرا نوردی دلکو آئی ہی پسند
یہ نہین اب جانتا ہون میرا بھی ہی گھر کہین

ہجر جانان مین جو کوئی بیحیا جیتا رہے
تف ہی ایسے جینے پر بیدل کہین دلبر کہین

ہجر کا صدمہ ہی بھاری اس سے یارب دے نجات
سینۂ عشاق سے ٹلجائے یہ پتھر کہین

حسن کو یوسف کے کیا نسبت ہی اوسکے حسن سے
چاندکی ہی روشنی رکھتا ہی فضل اختر کہین

شمع جمال یار ہی روشن دلکے مرے کاشانے مین
جلوہ گر اوسکا جلوہ ہی آبادی اور ویرانے مین

کیسی مئی ہی تیری ساقی ہوش کسیکے ہین نہین باقی
متوالے سب رند پڑے ہین تیرے اس میخانے مین

تمکین شیرین عبث ہی کھانا دم بھرکی ہی زبانکی لذت

بڑا مزا ہی خوشی کا یار و ہر شی کے غم کھانے مین

مُوتُوا قَبلَ اَلمَوت کے عامل درویشان کامل ہین

کچھ تو لذت ملجاتی ہی جیتے جی مرجانے مین

دیکھا جبدم فضل جہان مین کھولکر آنکھین اپنی ہر سو

پایا اوسیکا رنگ سبھون مین دانا اور دیوانے مین

افسون ہزار رقیب پہ کرتا اثر نہین
ہوتا کسی طرح سے اوسکو ضرر نہین

افسوس ہی کہ سوچتا اتنا بشر نہین
کیا واسطے ہمارے وہ اُخری کا گھر نہین

یوسف جمال لونگا تجھے دیکے نقد دل
پایوش سے جو پاس مرے مال و زر نہین

کیسی شب وصال مین ہوتی تھی جلد صبح
اب دیکھتا ہون ہجر کی ہوتی سحر نہین

آیا کبھی تو رحم اوسے میرے حال پر
اوس سنگ دل پر آہ بھی کرتی اثر نہین

پڑھتا ہون جسکے نام کی تسبیح ہر گھڑی
کیونکر کہون کہ اوسکو مری کچھ خبر نہین

نادان تو مین نہین ہون جو دون سرو کی مثال
مانند قد یار کے کوئی شجر نہین

کوچے مین اوسکے دیکھکے کہتے ہین سب مجھے
رہتا ہی کیون پڑا یہان کیا تیرے گھر نہین

للچایا نہ تو دلا لب شیریں کو دیکھکر
حق میں یہ تیرے زہر ہی شیر و شکر نہیں

بہلاؤں کسطرح دل خانہ خراب کو
بر میں مرے تو وہ صنم سیمبر نہیں

دکھلاتا ہوں جو اونکو دُرِ اشک کہتے ہیں
میرے یہ گوشواروں کے لائق گہر نہیں

ہنگامہ عاشقوں کا ہی کوچے میں یار کے
کیونکر کہوں کہ عشق میں کچھ شور و شر نہیں

واعظ ہمیں ڈراتا ہی دوزخ سے کس لیے
رحمت سے اوسکی کچھ ہمیں خوف و خطر نہیں

کہتا ہی خود وہ ہوں رگ گردن سے بھی قریب
کیونکر ہم اوسکو دیکھیں کہ دل کی نظر نہیں

فوراً شب وصال میں جائیگا دم نکل
مُنہ سے تمہارے نکلا مری جان اگر نہیں

اے دل نہ بو تو تخم محبت کو یار کے
سنتا ہوں اس نہال کا اچھا ثمر نہیں

اشکوں نے اپنے دیکھلو دریا بہا دیا
تھمتی فراق یار میں ہی چشم تر نہیں

کیونکر رخ صنم کے مقابل کہوں تجھے
چہرے پہ تیرے میل ہی اوسمیں قمر نہیں

عشاق تیرے کوچے میں رکھتے ہیں جب قدم
قاتل وہ جانتے ہیں کہ اب تن پہ سر نہیں

کرتے ہیں تیغ ناز سے اپنی جو قتل عام
رکھتے ہیں اپنے پاس وہ تیر و تبر نہیں

مانی سے بھی نہ کھنچ سکی تصویر یار کی
کیونکر کھچے کہ اوسکے تو بالکل کمر نہیں

خوبی دلا اسی مین ہی تو آپ کو سمجھ
کوئی جہان مین مجھسے زیادہ بتر نہین

قاصد نے ہمسے لوٹ کے پیغام یہ دیا
اوسکے مکان مین تو کسیکا گذر نہین

اوس بیوفا پہ دل مرا آیا ہی دیکھیے
جسکو ہماری جانکی مطلق خبر نہین

ای دل تعجب جسکے واسطے مرتا ہی اسقدر
اوسکو تو تیرے حال پہ اصلا نظر نہین

چمکا کے اوسنے ابروِ خمدار کو کہا
یہ تیغ تیز وہ ہی کہ جسکی سپر نہین

جی ہی تو سب جہان ہی سن لے تو یہ مثل
اوس بیوفا کیواسطے ای دل تو مر نہین

عاقل کیواسطے اک اشارہ ہی کافی ہی
لکھتے ہین خط مین نقطہ و زیر و زبر نہین

صیاد اب بچھاتا ہی گلشن مین آکے دام
بلبل سے کہدے جاکے صبا اادھر نہین

ہو جائین وہ خفا نہین مجکو دیکھکر
محفل مین اس خیال سے دیکھا اودھر نہین

غم کھانیکے سوا یہان اب کیا کرے کوئی
افسون تلک رقیب پہ کرتا اثر نہین

ای دل یہ کیا سبب ہی تپ ہجر یار مین
اوٹھتا دھوان ہی آہ کا لیکن شرر نہین

للہ میرے شیشۂ دل کو نہ توڑیو
جوڑیگا بار دیگر اسے شیشہ گر نہین

ای دل رہیگی فکر زر و مال کب تلک
دنیا مین کیا پھنسا ہی وہانکی خبر نہین

مین دیکھتا ہون بندونکو دونون جہان نہین — یارب ترے کرم کے سوا ہی مفر نہین
بندہ بناکے اپنا نہین لیتے پھر خبر — فی الواقع ان بتونکو خدا کا بھی ڈر نہین
روکینگے غیر کیا مجھے محفل مین یار کی — ڈرنیکا بکریون سے کبھی شیر نر نہین
اللہ کے کرم کے سوا روز حشر مین — کام آئینگے وہان کبھی مادر پدر نہین
ہم عاشق اوسکے ہوگئے اب دیکھیے ہو کیا — مثل اوسکے کوئی عاشقون سے بیخبر نہین
تدبیرین لاکھ کیجیے آگے نصیب کے — آتا ہی کام کوئی بھی علم و ہنر نہین
کتنے ہوئے ہین مثل سکندر کے حکمران — ہین شاہ وہ بھی لیک شہ بحر و بر نہین
چھوڑونگا کب رقیب کو قبضے مین لاکے مین — جبتک کہ منہ سے بولیگا وہ الحذر نہین
تہمت ولد کی ہی عبث اوس لم یلد کے ساتھ — جس ذات لاشریک کے دختر پسر نہین
دل اپنا اوس صنم سے ہتو ہم لگائینگے — جسکے مکان مین غیر کا ہوتا گذر نہین
حیرت مین آکے مانی نے روکی قلم کی باگ — دیکھا جب اوسنے تیرا نشان کمر نہین
فضل خدا سے مومن کامل کیواسطے — طیار باغ خلد ہی نار سقر نہین
کسواسطے مکان بناتے ہو غافلو — دنیا سے کیا تمھین کبھی ہوگا سفر نہین

دنیا ہی قید خانہ مسلمان کے لیے
ای فضل یان کسیکو الم سے مفر نہین

جاتا عبث ہی ای دل آشفتہ سر کہان
کمبخت اونکے کوچے مین تیرا گذر کہان

رات آگئی جہان وہین اپنا مقام ہی
پوچھو نہ ہمسے کرتے ہو شب کو بسر کہان

تصویر کسطرح سے کھچے سارے جسم کی
دکھلائی دیتی ہی تری ای بت کمر کہان

اب کسطرح سے اوڑکے یہ جائیگی باغ مین
صیاد تونے رکھے ہین بلبل کے پر کہان

کہتا ہی یار سینۂ عاشق کو دیکھکر
شمشیر ناز کی ہی بتا وہ سپر کہان

اون گیسوؤن کے عشق مین گھر سے نکالکر
لیجائیگا مجھے مرا سودای سر کہان

فرقت مین جسکی چاک ہی دل صورت کتان
بتلاؤ دوستو ہی وہ رشک قمر کہان

ای فضل ہم سے حال وطن کا نہ پوچھیے
ہم خان ومان خراب ہین بتلائین گھر کہان

جہانتک دیکھتے ہین ہم وہ زخمی دل نکلتے ہین
جنازے جنکے کوچے سے ترے قاتل نکلتے ہین

نکلتے ہین تری محفل سے جو لوگ ای صنم باہر
وہ تیری پر اثر تقریر کے قائل نکلتے ہین

فلک کو توڑ اپنا جب کہ تیر آہ جاتا ہی
تماشا دیکھنے کو عرش کے حامل نکلتے ہین

اثر کر جاتا ہی اونکے لبون پر حسن کا جادو
بتون کے سامنے سے جب کبھی کامل نکلتے ہین

کسیکی آتش ہجران سے جلتا ہی مرا سینہ
شرارے جب تو اپنی آہ کے شامل نکلتے ہین

ہوا کرتا ہی دھوکا نجد مین مجنونکو لیلی کا
اودھر سے جب کبھی ساربان محمل نکلتے ہین

اوٹھا دیتے ہین ہمکو فضل جب وہ اپنی محفل سے
وہین رہتا ہی یہ دل اور ہم بیدل نکلتے ہین

تجکو پکارتا پھرا قاتل کہان کہان
یہ ڈھونڈھتا ہوا دل بسمل کہان کہان

فرقت مین ایک لحظہ نہین دلکو چین ہی
بتلاؤن کیا کہ پھرتا ہون بیدل کہان کہان

ای ہمدمو تلاش مین اب اوسکی دیکھنا
کرتا ہوا مین جاتا ہون منزل کہان کہان

اوس بیوفا کے عشق مین گھر سے نکال کر
تجکو پھرائیگا تو اب ای دل کہان کہان

دل لیکے تیر اب وہ نجانے کہان گیا
پھر ڈھونڈھنے تو جائیگا بیدل کہان کہان

صیاد کے خیال سے گلشن کو چھوڑ کر
پھرتے ہین مارے مارے عنادل کہان کہان

اب آستان یار پہ ای فضل جم کے بیٹھ
پھرتا ہی دربدر تو ای غافل کہان کہان

جسدن سے میرے پاس مرا گلبدن نہین　　اوسدن سے ایک لحظہ بھی آرام تن نہین
جب تو ہی بزم مین نہین تو لطف پھر کہان　　گل کے بغیر ہمکو خوش آتا چمن نہین
مشک ختن مین بو دل آویز یہ کہان　　کچھ زلف یار نافۂ مشک ختن نہین
کسطرح سے بھلا مین ترا نام پاک لون　　ایسی زبان نہین ہی اور ایسا دہن نہین
دنیا کو چھوڑ حق سے جنھون نے لگائی لو　　مرنے کے بعد پھر اونھین رنج و محن نہین
کیا سرخ رنگ ہین ترے ای شوخ لعل لب　　ہمسنگ انکے سرخی مین لعل یمن نہین

پر پیچ جیسی کاکل خمدار یار ہی
ای فضل ایسی شاخ غزال ختن نہین

کھلے بالون کبھی ای یار ہرگز جا نہ گلشن مین　　رخ اپنا گل کو دکھلا کر ذرا شرما نہ گلشن مین
جو یاد آئین گلونکو دیکھ کر وہ عارض گلگون　　اوٹھا دے پھر تو ایک آفت دل دیوانہ گلشن مین
یہ بلبل فصل گل مین اسقدر جو شور کرتی ہی　　خزان سے کہتی ہی شاید خدارا آ نہ گلشن مین
بس ہر دن مرا تابوت کوے یار مین ہو دفن　　خدا کیواسطے رکھنا مرا لاشا نہ گلشن مین
تمہارے حسن کی زینت حسینو عاشقون سے ہی　　نہون بلبل تو پھر کیا ہی بجز ویرانہ گلشن مین

نہین ہی خال نیچے زلف کی رخسار جانانکی
بچھایا دام ہین صیاد نے دانہ گلشن مین

چمن مین باغبان کس مست کی آج آمد آمد ہی
جو چلتی ہی صبا بہ طرح یون مستانہ گلشن مین

ہوا ہو جائے خجلت سے چمن مین رنگ گل بلبل
جو ہو جلوہ فگن وہ عارض جانانہ گلشن مین

گذر ای شمع رو تیرا اگر ہو جانب گلشن
گلونکو چھوڑ کر بلبل بنے پروانہ گلشن مین

یہی ہین عیش کے دن آخر فصل بہاران ہی
پیے چلے ساقی کوئی دن تو ترا پیمانہ گلشن مین

الٰہی ای فصل اپنی بھولجائے عشقبازی سب
جو تیرے عشق کا بلبل سنے افسانہ گلشن مین

بتون کا کلمہ پڑھتے ہین بتونکو یاد کرتے ہین
خدا کے گھر کو اب ہم کفر سے آباد کرتے ہین

اسیر دام گیسوی صنم روز ازل سے ہون
گرفتار سلاسل کیون مجھے حداد کرتے ہین

خدا حافظ ہی تیری جان کا ای بلبل نالان
گرفتاری کا تیری شور صیاد کرتے ہین

نہ کر مشق ستم مجھ ناتوان کے لوحہ دل پر
جو اچھے لوگ ہین وہ بھی نہین بیداد کرتے ہین

کنارہ ہمسے اور غیرون سے ملنا کیا یہ کچھ کم ہی
ستم پھر کس لیے صاحب نئے ایجاد کرتے ہین

فریب حسن صورت سے سب اس عالم مین غفلت کے
خدا کو بھولے بیٹھے ہین بتون کو یاد کرتے ہین

فقط تو ہی نہین فضل اے کچھ الفت مین روتا ہی
زمانے مین بہت اس عشق کی فریاد کرتے ہین

مثل معشوقان دیگر وہ مرا دلبر نہین — حسن کامل سے اوسے کچھ حاجت زیور نہین
دیکھا دندان کو ترے جسنے تو اوسنے یہ کہا — ایسا تو دیکھا جہان مین ابتلک گوہر نہین
واجب التعظیم ہی زردار اور ہر دل عزیز — ہی ذلیل و خوار سب مین پاس جسکے زر نہین
دل ہی ایک اے دلبرو کسکو دون اوسمین جگہ — خانۂ دلدار ہی یہ غیر کا تو گھر نہین
دیکھ کہتا ہون ستمگر اس پہ مت ٹھوکر لگا — شیشۂ دل نازک از بس ہی کوئی پتھر نہین
جوہر علم و ہنر سے آدمی کی قدر ہی — جانور ہی وہ جسے کچھ علم کا جوہر نہین
وحشت انگیز اس دل مضطر مین جو تاثیر ہی — ہی اثر اوسکی نظر کا جادو اور منتر نہین
ہوتا ہی اے فضل بہتر وہ خدا کے سامنے — جو کہ سمجھے آپکو مجھسے کوئی بدتر نہین

ردیف واو

کوئی دن تو کام آجا او بت ناکام تو — ایک لحظہ دے دل بیمار کو آرام تو
مین نہ ہاتھون سے پیونگا غیر کے مینا مے — جب تلک دیگا نہ ساقی بھر کے مجکو جام تو

مرتے دم بیمار کو اپنے اب آ کر دیکھلے
ہی قضا سے موت اوسکی کیون ہو پھر بدنام تو

سنکے تیری فیض بخشی تشنہ لب آیا ہون یہان
ساقیا جلدی پلا جام مئی گلفام تو

عاشقون کے دل ستانے سے ستمگر باز آ
سب حسینان جہانمین کرلے بڑھکے نام تو

عید ہو تجکو مبارک آج گنج حسن سے
خادمون کو اپنے دے ای شاہ اب انعام تو

فضل اوس رب کی رضامندی اگر منظور ہی
لے پہن زنار کو اور ترک کر اسلام تو

دیکھلے بلبل جو تو اوسکے گل رخسار کو
چھوڑ دے واللہ اپنے اس گل و گلزار کو

چاند پر غالب کہین ہی روشنی روئے یار
واہ کیا بڑھکر ملا ہی نور حسن یار کو

یاد آجاتی ہی یار و چشم جانان جب کبھی
دیکھتے گلشن مین ہم ہین نرگس بیمار کو

عید جانباز و تمہاری آئی ہی ہشیار ہو
آج قاتل آتا ہی کھینچے ہوئے تلوار کو

بھول جائے وہ نکیلا بانکپن کا خم ہلال
دیکھلے جو اوس صنم کے ابروئے خمدار کو

سرخی عارض کو اوسکی گل سے دون کیونکر مثال
جبکہ اوسکے آگے کچھ رتبہ نہین گلنار کو

فضل بس فضل خدا سے خوف محشر کچھ نہین
پیشوا پکڑا ہی تو نے سید ابرار کو

جان جانان کہون یا خوبی خوبان تمکو
گل خندان کہون یا سرو خرامان تمکو

قمر یو دونون مبارک رہین دونون کے لیے
رخ جانان ہمین اور سرو گلستان تمکو

ہمنے وحشت مین کی ای خار مغیلان تقسیم
دست کو جیب و گریبان دیا دامان تمکو

دھیان دلمین نہ کبھی زلف پریشان کا جمے
خود پریشان یہی کردیگی پریشان تمکو

ہمسے کہتا ہی جنون فصل بہار آنے دو
پھر تو ملجائیگی جاگیر بیابان تمکو

قمر یو سرو خرامان کی روش ہمکو ہی بس
ہو مبارک روش سرو گلستان تمکو

فضل گر دیکھوگے اوس چشم ستمگر کیطرف
تیر مارینگی وہین جنبش مژگان تمکو

ذرا بیمار کو اپنے تم ای جان دیکھتے جاؤ
نہین بچنے کا یہ کل تک اسی آن دیکھتے جاؤ

بہار آئی ہی گلشن مین گل و بلبل کا مجمع ہی
ادھر بھی گلبدن آکر گلستان دیکھتے جاؤ

جنون کا زور ہی اور بھی ہی جوش وحشت و دہشت
ادھر بھی آکے دیوانو بیابان دیکھتے جاؤ

نہین میری خطا اصلا بڑھا کر ہاتھونسے اپنے
تمہارے عشق نے پھاڑا گریبان دیکھتے جاؤ

ہٹا کر رخسے پردیکو لگا سب سے وہ یون کہنے
کھلا ہی آج یہ قرآن مسلمان دیکھتے جاؤ

کوئی اودن ہے کہو اپنی سیہ کاکل کے قیدی کا
تم آکر اسطرف حال پریشان دیکھتے جاؤ

تمہارے در کی کرتا ہی گدائی فضل مدت سے
کبھی تو اسطرف اہی شاہ خوبان دیکھتے جاؤ

فلک جسکا دربان وہ انسان تمھین ہو
ملک جسپہ قربان وہ جانان تمھین ہو
بہار گل حسن و خوبی ہی جسمین
تمھاری قسم وہ گلستان تمھین ہو
سرو کار جنت سے رکھتے نہین کچھ
ہمارے لیے حور و غلمان تمھین ہو
ترقی پہ ہر دم ہی جسکی تجلی
دو عالم مین وہ ماہ تابان تمھین ہو

میان جہان فضل نے سب کو دیکھا
رسولون مین ختم رسولان تمھین ہو

شانہ ناز سے جب اوسنے سنوارے گیسو
حلقہ گردن جان ہو گئے سارے گیسو
پوچھا عشاق نے کیسے ہین تمھارے گیسو
لگا کہنے ہین سیہ مار ہمارے گیسو
چشم بد دور ذرا دیکھو تو ماشاء اللہ
چاند سے مکھڑے پہ کیا خوب ہین پیارے گیسو
صبر کر صبر کر اہی دل نکر اتنی فریاد
کب وہ سنتے ہین ترے ہی آہ کے مارے گیسو

آہ مین کس سے کہون یہ دل نادان اپنا
پھنسگیا دام مین آ کے جو سنوارے گیسو

سچ مین کہتا ہون ڈلاتجسے یہ کالی ہی بلا
زہر مین کالون سے اوسکے نہین ہارے گیسو

رخ روشن پہ ترے دام بلا پھیلا کر
طائر دلکو یہ کرتے ہین اشارے گیسو

مچھلیان پھنسنے لگین دام بلا مین آکر
دھوئے تمنے جو یہ دریا کے کنارے گیسو

نور سے بنگئے سب کاہکشان کے مانند
جب جبین پہ چنے افشان کے ستارے گیسو

اے صنم کرکے نہان تیرے رخ روشن کو
کرنے دیتے نہین غیرونکو نظارے گیسو

ہمسے وہ فضل بہت بلکی لیا کرتے تھے
شانے نے یار کے سیدھے کیے بارے گیسو

بھولتے ہی نہین تیرے مجھے دلبر گیسو
خواب مین بھی نظر آتے ہین برابر گیسو

عشق گیسو کی وہ تاثیر ہی کیا تمسے کہون
دلپہ لہراتے ہین سوتے مین بھی اکثر گیسو

خوبی حسن کی اقلیم پہ قبضہ کرکے
وقت کے اپنے ہین دیکھو تو سکندر گیسو

لاکھ پڑھتا ہون افسون ولیکن پھر بھی
بھولتے دلسے مرے کب ہین وہ دم بھر گیسو

تیرے اے یار سوا اورون کے ہر گز اب تک
ہمنے تو سونگھے نہین ایسے معنبر گیسو

جسکی تعریف مین ہی سورۂ واللیل اُتری — اُسکے مصداق تو ہین تیرے پیمبر گیسو
اُنکے کاٹے کا نہین پاس کسیکے منتر — مارِ پُر زہر سیہ سے بھی ہین بڑھکر گیسو

عطر اے فضل کب آتا ہی بھلا اونکو پسند
جنکے ہین مشک سے بھی بڑھکے معطر گیسو

دل بتون سے یہان لگائے جو — اپنا پتھر کا دل بنائے جو
وہی الفت مین تیری دم مارے — ہجر کی بجلی اوٹھائے جو
نامہ لله مرا وہ لیجائے — بزم جانا نہین جانے پائے جو
درِ مقصود کو وہی پائے — غم کے دریا مین غوطہ کھائے جو
وہی پیتا ہی آب خنجر کو — کوے قاتل مین سر جھکائے جو
دل لگانا نہ اوس ستمگر سے — اپنے عشاق کو رولائے جو
تجھے لازم ہی اوسکی دلجوئی — تیری محفل مین ہار آئے جو
دل کو دیکر وہ بیدل آئے گھر — محفل دوستان مین جائے جو
فضل الفت اوسکی بہتر ہی — اپنے عاشق پہ ترس کھائے جو

یاد کیا آئے صنم گیسو تمھارے رات کو
سانپ لہرانے لگے پہلو ہمارے رات کو

داغ دل ہین سینۂ سوزان مین میرے اسقدر
آسمان پر بھی نہ ہونگے اتنے تارے رات کو

ہم غریبونکو جو ہو جائے اجازت آپکی
سو رہین ہم بھی چھپر کھٹ کے کنارے رات کو

تیری ہی جانب ہے میلانِ دل ای ماہرو
چاند نے گرچہ کیے ہمسے اشارے رات کو

دن کو پورا کرتے ہین پی پی کے ہم خون جگر
کاٹتے ہین ہجر مین گن گن ستارے رات کو

چھا گئی کالی گھٹا اور اوسمین بجلی کی تڑپ
آئینہ لے اوسنے جب کاکل سنوارے رات کو

سارا عالم جاگ اٹھا اور نہ آئی نیند فضل
تو نے نعرے درد کے پیہم جو مارے رات کو

جام مے پینا ابھی فصل بدل جانے دو
آنے برسات دو گرمی کو نکل جانے دو

قتل اس حالت مستی مین صنم کب ہے روا
لڑکھڑاتے ہوے مستونکو سنبھل جانے دو

شمع رو ڈالو نہ ہرگز ابھی برقع منہ پر
مثل پروانہ مجھے آج تو جل جانے دو

ہوگا پھر باغ مین ہنگامہ ترے بلبلونکا
فصل گل آئے خزان غنچے ہاں ٹل جانے دو

کسلیے کہتا نہین فضل تو اوسے آتنا
بوسہ دینا ہو تو دو آج ہی کل جانے دو

شرف بخشا ہی کیسا دیکھنا اللہ نے انسان کو — بنائے خادم اوسکے آخرت مین حور و غلمان کو

عجب شوخی کی ہی سرخی ملی لبہا جانان کو — تصدق کرکے جن تی پھینک دین لعل بدخشان کو

لگا کر دیکھلے سینے پہ میرے تیر کو اپنے — نچھوڑیگا مرا دل پاکے قاتل تیرے پیکان کو

برائے سیر وہ گلرو مرا گلشن مین آئیگا — کہو گلچین سے کر آراستہ اپنے گلستان کو

نہ روکو یارو مجھ وحشت زدہ کو جائے دو اب تو — کرون آباد مین پھر بعد مجنون کے بیابان کو

کہے دیتا ہون ای دل صاف تجھسے کھولکر یہ بات — پریشان ہوگا گر دیکھیگا تو زلف پریشان کو

مبارکباد دو مجکو کہ ہی جوش جنون آیا — کرینگے فرش گل تلوے خار مغیلان کو

نہین چھلے حنائی انگلیون مین اوسکی سونیکے — لیا ہی حلقہ قبضہ مین زرنے شاخ مرجان کو

ترقی پر رہیگا فضل یون ہی حسن گر انکا — بھرینگے پھر تو دیوانون سے وہ ہر روز زندان کو

ردیف ہای ہوز

چشم فتان پر صنم کی ہین جو دو ابرو سیاہ — حسن کے گنجینے پہ بیٹھے ہین دو بچھو سیاہ

ساقیا ہی لطف میخوار کی کیفیت جبھی — یار ہو گلزار ہو اور ابر ہو ہر سو سیاہ

بال کاکل کے جو ہین اوس روی روشن پر پڑے — چاند پر کالی گھٹا ہی ہین نہین یہ مو سیاہ

کالے کپڑون کو پہنکر بعد مرنیکے مرے
میرے ماتم مین نہونا یار ہرگز تو سیاہ

حال جو لکھنے لگا اپنی سیہ بختی کا مین
مثلِ اشکِ کلک اپنے بھی ہوے آنسو سیاہ

قتل کر ڈالونگا بیشک دیکھلینا ای صنم
آئیگا گر سامنے میرے رقیبِ روسیاہ

دھیان اونکے گیسوؤنکا فضل تو دلمین نہ لا
ہین وہ کالے زہر والے ہین نہین گیسو سیاہ

ہم جو ان سے دیکھتے تھے بانکپن مین آینہ
دیکھین اب کیا اس بوڑھاپیکے زمن مین آینہ

آپ اپنی شکل پر وہ شمع رو عاشق ہوا
آیا اوسکے سامنے جب انجمن مین آینہ

ہر گھڑی اپنی ہی صورت دیکھنے کا شوق ہے
اسلیے رکھتا ہے وہ بت پیرہن مین آینہ

تا کسی گل کو نہ دیکھین مثل اپنے منہ کے وہ
اسلیے رکھتا ہے مالی ہر چمن مین آینہ

بیچ مین زلفون کے ہرگز چہرۂ انور نہین
رکھا ہے تاجر نے دکانِ ختن مین آینہ

آینے سے ہر گھڑی اوس آینہ رو کو تھا شوق
اسلیے اس فضل کے رکھنا کفن مین آینہ

شرابِ تند کا ساقی مجھے دے بھر کے پیمانہ
رہے باقی نہ جس سے ہوش کر دے ایسا مستانہ

تمھارا زہد و تقوا شیخ جی تمکو مبارک ہو
مبارک ہمکو ہو رندی کہ یہ محفل ہی رندانہ

نکالا کسلیے منہ پردۂ فانوس سے تو نے
جھپٹ کر چوم لیگا منہ ترا ای شمع پروانہ

خدا کیواسطے ای موت فرصت کوئی دم کی دے
کہ تا میں دیکھلوں اکبار اور بھی روے جانانہ

یہاں اپنے دل صد چاک سے ہوتا ہی خوں جاری
وہاں گستاخیاں کرتا ہی جبکہ زلف میں شانہ

بہت ہشیار رہنا سامنے اوس شوخ کے جا کر
کہے دیتا ہوں تجھسے دل مزاج اوسکا ہی شاہانہ

قسم اللہ کی بیشک پرے یہ وہ باغ جنت میں
نہ دیکھے گا کبھی حوروں کو ہرگز تیرا دیوانہ

اجازت آپکی پائے تو خلوت میں چلا آئے
ہی بندہ آپکا محرم نہیں ہی کوئی بیگانہ

چھکا دے آج تو للہ شراب تند سے مجکو
نہو خالی کبھی ساقی ترا یہ مے سے میخانہ

بیاں نیرنگیوں کا اسکے سب کرنا نہیں ممکن
ہر اک جا عشق کا ہمنے سنا ہی تازہ افسانہ

کرو ذکر خدا اس زندگی میں بندگی کرلو
چھلک جائیگا ای فضل اب تمھارے سن کا پیمانہ

ردیف یای تحتانی

آنکھیں نہیں اوس ابروے خمدار کے نیچے
جانباز ہیں سر کو لیتے تلوار کے نیچے

عارض ہی تہ زلف کہ سورج ہی تہ ابر
یا من ہی درخشندہ سیہ مار کے نیچے

کیا ساق بلورین کو ہی خلخال سے زینت — کیا زیب ہی پازیب کو شلوار کے نیچے
کیا درج ہین سربستہ دو اوس سینے کے اوپر — کیا دُر ہین دو باہم کمر یار کے نیچے
سنبل کا تسلسل ہو کہ کاکل کا تجمل — ہین سب کے سب اوس طرۂ طرار کے نیچے

ہی جب تلک اس دم مین دم اپنی یہ دعا ہی
دم فضل کا نکلے قدم یار کے نیچے

شب کو بے برقع اگر وہ مہ رو ہووے — چاند بھی ماند ہوا ور شرم سے جگنو ہووے
کو بکو پھرتا رہونگا مجھے سودا ہوگا — دل نادان مرا گر والۂ گیسو ہووے
پاس سے جا کے ترے کیسلیے دیکھون گلشن — مجکو گلشن ہی وہی یار جہان تو ہووے
تری آنکھونکی غلامی کرے آ کر نرگس — صدقے بینی کے تری باغ مین شبو ہووے
ہوش اوڑین شیخ کے تسبیح و مصلی کیسا — سامنا تیرا ذرا بھی جو پریرو ہووے
یا بگل شرم سے ہو سرو سہی خم ہو کر — سامنے اوسکے اگر وہ قد دلجو ہووے

چشم دل کھول کے گر فضل تو دیکھے واللہ
جلوۂ یار ترے سامنے ہر سو ہووے

دیوانے آپ کے ہوے جانان نئے نئے
تعمیر اب کرائیے زندان نئے نئے

سینے مین دلمین پہلو مین ہر جا ہین داغ ہجر
پیدا کیے ہین ہمنے گلستان نئے نئے

ای دل بہار آتے ہی وحشت کریگی زور
پھر دیکھنے پڑین گے بیابان نئے نئے

زلفونکو رخ پہ وہ بت کافر جو کھولدے
پھنس جائین پھر بلا مین مسلمان نئے نئے

پلکون سے اور نگاہ سے ای دل ترے لیے
رکھتا ہی پاس اپنے وہ پیکان نئے نئے

وحشت جنون بتا تو ہی اس مفلسی مین مین
لاؤن کہان سے روز گریبان نئے نئے

دندان و لب دکھاکے یہ کہنے لگا وہ شوخ
ای فضل دیکھلے در و مرجان نئے نئے

مرے رازِ دل کا تو محرم تو ہی ہی
مری خلوت دلمین ہمدم تو ہی ہی

فرشتون نے جسکے کیا آگے سجدہ
قسم ہی خدا کی وہ آدم تو ہی ہی

سمجھتا نہین دوسرے کو مین ہرگز
زبان پر صنم میرے ہردم تو ہی ہی

نہین دوسرا کوئی حاجت روا ہی
مرے واسطے اسم اعظم تو ہی ہی

تجھی سے ہی گردن جھکی سرکشونکی
شجاعت کے میدان کا رستم تو ہی ہی

نبی اور بھی سب خدا کے ہین پیارے
مگر ان سبھون مین معظم تو ہی ہی

کرے فضل کس سے سوا تیرے فریاد
مددگار اوسکا تو ہر دم تو ہی ہی

چلتی نہین تدبیر دلِ زار کے آگے
سر کاٹ کے اب رکھدونگا مین یار کے آگے

کہتے ہین جسے چودھوین کا چاند جہان مین
کیا ہستی ہی اوسکی رخ دلدار کے آگے

کافی ہی ہمین بس ترے ابرو کا اشارہ
ہم سر کو جھکا دیتے ہین تلوار کے آگے

یاد آتی ہین جب ہمکو تری نرگسی آنکھین
رو دیتے ہین ہم نرگس بیمار کے آگے

ای وارث ثواب کرتا ہون مین تمکو وصیت
لاشے کو مرے رکھنا درِ یار کے آگے

دروازہ معشوق پہ عاشق کی بنے قبر
بلبل کا ہو مدفن درِ گلزار کے آگے

لہرانہ دلا زلفِ مسلسل کی لٹون پر
جانا نہین جائز ہی سیہ مار کے آگے

یا رب ہی دعا میری ترے فضل و کرم سے
جانا نہ پڑے فضل کو کفار کے آگے

قتل عاشق کے لیے خنجر مژگان ہی یہی
زخم جس تیر کا کاری ہی وہ پیکان ہی یہی

گرچہ وہ چشم تصور مین بھی آسکتا نہین
جان کے گھر مین جو رہتا ہی وہ جانان ہی یہی

اُسکے ہتھیار ہین پاس ابرو و مژگان و نظر
یہی خنجر ہی یہی تیغ ہی پیکان ہی یہی

سینے پر داغ نہین ہین یہ مرے ای لوگو
سیر وہ کرتا ہی جسکی وہ گلستان ہی یہی

عاشقو سر بکف آؤ کہ وہ ہی تیغ بکف
عشق کی معرکہ آرائی کا میدان ہی یہی

تپ فرقت کا بجز وصل نہین کوئی علاج
صبر کر صبر دلا ہجر کا درمان ہی یہی

مثل منصور کے سر دینے کو طیار ہو نہین
دار منظور رہی یان گر ترا فرمان ہی یہی

کوے جانان تک اگر فضل ہوا تیرا گذر
پھر تو رہنے کے لیے روضۂ رضوان ہی یہی

نہین جسکا ہمسر یہ انسان وہی ہی
دل اور جان کا جان جانان وہی ہی

ہی سینے پہ جسکے ترا داغ ہجران
حقیقت مین تیرا گلستان وہی ہی

ضیا جسکی پھیلی ہی سارے جہان مین
دو عالم کا بس ماہ تابان وہی ہی

جہان مین ہی جسکی ضیافت کا چرچا
مرے خانۂ دل مین مہمان وہی ہی

جو نکلا ہی خط صفحۂ رو پر اوسکے
نہین سبزہ خط بلکہ قرآن وہی ہی

تو رکھ فضل اپنا وسیلہ اوسی سے
ترا دین و دنیا مین ایمان وہی ہی

گر الگ مجھسے مراد وستو جانان ہوجاے … خانۂ زیست مجھے خانۂ زندان ہوجاے
گلبدن گل تری فرقت مین اگر مین کھاؤن … دل پر داغ مرا پھر تو گلستان ہوجاے
کوئی پھنس جائے اگر دام مین گیسو کے ترے … قید ظلمات مین وہ کیسا پریشان ہوجاے
وہ پری ہاتھ لگادے جو جنازے کو مرے … پھر تو تابوت مرا تخت سلیمان ہوجاے
لیچلے تو جو جنون مجکو بیابان کی طرف … پایمال اپنا تو پھر خار مغیلان ہوجاے
یاد مین تیرے لب لعل کی گر روؤن … سرخ آنسو سے مرا سرخ یہ دامان ہوجاے

اوسکی آنکھونکو اگر فضل ذرا تو دیکھے
تیر ابس دشمن جان خنجر مژگان ہوجاے

دل پڑ گیا ہی ابرو خمدار کے پیچھے … شاید کہ یہ جان جائیگی تلوار کے پیچھے
اب کر نہ کبھی خنجر مژگان کا تصور … پڑتا ہی کہین کوئی دلا خار کے پیچھے
گھر بار زر و عزت و جان و دل و ایمان … سب کچھ گیا اپنا اوسی دلدار کے پیچھے

ہوش و خرد و دولت و آب و خورش و خواب
یہ عشق پڑا ہی انھین دو چار کے پیچھے

ملتا نہین مدت سے نہ کچھ جس کا پتا ہی
پھرتا ہو نہین آہی فضل اوسی یار کے پیچھے

چل اب گلشن مین بلبل سوچتی کیا اپنے من مین ہی
بہار آئی جما جلسہ گلونکا ہر چمن مین ہی

اندھیرا رہتا ہی آنکھون کے آگے اپنی بے تیرے
شمع کی روشنی ہوتی اگرچہ انجمن مین ہی

ترا عارض جھلکتا ہی صنم زلفونکی شکنون سے
و یا لایا کوئی آئینے کو ملک ختن مین ہی

کرے کیا ہمسری مرجان بھلا اوسکی حقیقت کیا
تمھارے لب کی سی سرخی کہان لعل یمن مین ہی

سبب گلشن مین آنیکا بتاؤن باغبان تجھسے
پسینے کی سی اوسکے خوشبو آتی یاسمن مین ہی

نپایا شہد مین ایسا مزا ہمنے کبھی ہرگز
جو شیرین ذائقہ پایا صنم تیرے دہن مین ہی

ہوئی مدت کہ اوس گل سے لپٹ کر سوتے تھے فضل
اوسکی بھینی بھینی خوشبو ابتک اپنے تن مین ہی

اب تجھسے ملاپ اوسکو جو منظور نہین ہی
جانے دے دلا تو بھی وہ کچھ حور نہین ہی

موسی ہو تو اس حسن مجازی پہ ہو غش
یہ نور تو نور شجر طور نہین ہی

آسان نہین ہی کھانا غم ہجر و غم فرقت — کڑوا ہی یہ شیرینی انگور نہین ہی
دیکھا تھا جوانی مین جو اوس چہرے پہ جوبن — پیری مین جو پھر دیکھا تو وہ نور نہین ہی
جو شی ہی مشابک اثرِ تیر نظر سے — وہ دل ہی مرا خانۂ زنبور نہین ہی
جو شہرہ مرا عشق کی ہی کوہکنی مین — اسطرح تو فرہاد بھی مشہور نہین ہی

جسکی ہی تجھے جستجو اس دار جہان مین
فضل کے نزدیک ہی کچھ وہ دور نہین ہی

گر کبھی کبک دری چہرۂ جانان دیکھے — ہی یقین پھر نہ کبھی وہ مہ تابان دیکھے
قیس وحشی نے تو اک نجد کا بن ہی دیکھا — ہمنے وحشت مین یہان کتنے بیابان دیکھے
جبکہ سنتے ہین چمن مین گل و بلبل ہی نہین — باغبان پھر کوئی کیا جاکے گلستان دیکھے
ہمنے دیکھے ہین تری آنکھون کے عاشق وحشی — اور زلفون کے گرفتار پریشان دیکھے
تیرے در کا جو گدا ہو وہ نہ بدلے اوس سے — گرچہ خود آنکھون سے وہ تخت سلیمان دیکھے
تو تو وہ بت ہی کہ کافر کے سوا بھی واللہ — گر پڑے سجدے مین گر تجکو مسلمان دیکھے
کام یکسان نظر کرتا ہی اوسکا جیسا — فضل استاد کے اپنے نہین یکسان دیکھے

کوچۂ عشق مین آکر ہوے حیران کتنے
قمری و بلبل و پروانہ و انسان کتنے

عقدہ ابتک نہ کھلا زلف پریشان اسکا
فکر مین تیری ہوے آکے پریشان کتنے

پیچ کاکل نہ کھلا تیرا کسی سے ابتک
کھولتے کھولتے حیران ہوے انسان کتنے

گل نہ دیکھا رخ گلگون کے برابر تیرے
ہمنے دنیا مین تو دیکھے ہین گلستان کتنے

سیر ہونیکا نہین زخم جگر کا ہرگز
خالی ہو جائینگے قاتل کے نمکدان کتنے

سیر بازار کو بے پردہ اگر تو نکلا
ہونگے بازار مین پھر چاک گریبان کتنے

فضل پایا نہ سخن تیرا سا ہمنے ابتک
گرچہ دیکھے ہین انھین آنکھون سے دیوان کتنے

کیسا رہتا ہی یہ دل خرم تمھارے سامنے
گر اجازت ہو رہون ہر دم تمھارے سامنے

اپنی محفل سے نکالو مت خدا کیواسطے
دست بستہ آئے ہین اب ہم تمھارے سامنے

آپکے آگے نہین ممکن اٹھائے سر کوئی
رہتی ہی ہر اک کی گردن خم تمھارے سامنے

یہ نہین معلوم ہوتا ہی ہمین کیا ہی سبب
کچھ نہین آتا ہی دلمین غم تمھارے سامنے

شوق سے پردہ اوٹھا کر سیر گلشن کی کرو
آ نہین سکتا ہی نامحرم تمھارے سامنے

یون تو پیچھے آپکے روتے ہین ہم آٹھون پہر
پر نہین ہوتین یہ آنکھین نم تمہارے سامنے

فضل کیا جود و سخاوت مین ہی شہرت آپکی
کیا حقیقت رکھتا ہی حاتم تمہارے سامنے

شمع کیا آئے سر محفل تمہارے سامنے
کیا مقابل ہے مہ کامل تمہارے سامنے

جان پر بس کھیل کے اب ہی ارادہ یہ مرا
چیر کے پہلو کو رکھدون دل تمہارے سامنے

آخری دیدار کے خاطر بصد شوق دلی
آتا ہی مقتل سے یہ بسمل تمہارے سامنے

دلکو جسکے لے لیا تمنے دکھا کر اک جھلک
آیا وہ فریاد کو بیدل تمہارے سامنے

آب خنجر کے جو پیاسے ہین تو کہدے او فضل
آتا ہی اک دم مین وہ قاتل تمہارے سامنے

شراب بقا تو پلا دے مجھے
مین مرتا ہون ساقی جلا دے مجھے

مین روتا ہون کب سے ترے ہجر مین
گلے آج مل کے ہنسا دے مجھے

تو اب قتل کر کے صنم تیغ سے
شہیدون مین اپنے ملا دے مجھے

خدارا یہ پردہ اوٹھا کے صنم
تو اپنا تماشا دکھا دے مجھے

مین مرہون منت ہون اوسکا فضل
مُنہ تند سے جو جھکائے مجھے

کُشتۂ ناز کو ٹھوکر سے جلاتے جاتے
آج بس آپ مسیحائی دکھاتے جاتے

ہجر مین آپکے مدت سے جو روتے ہین صنم
مسکرا کر کبھی آپ انکو ہنساتے جاتے

اوٹھ کھڑے ہوتے شہید آپکے زندہ ہوکر
قُم باذنی سے جو لب آپ ہلاتے جاتے

ہوتی صحت دل بیمار کو فوراً حاصل
شربت وصل جو آپ اُسکو پلاتے جاتے

کسطرح جوش مین دیوانے پریرو تیرے
سوے صحرا مین بڑا شور مچاتے جاتے

گر نہ تم پوچھتے ہمکو تو ہم اپنے سر پر
فرقتِ غم مین کہین خاک اوڑاتے جاتے

اوسکے در تک جو گذر فضل ہمارا ہوتا
دربدر کاہیکو پھر ٹھوکرین کھاتے جاتے

تربت پہ میری یار تو آنا کبھی کبھی
اعجازِ عیسوی کو دکھانا کبھی کبھی

اپنے شہیدِ ناز کے مدفن پہ ای صنم
لازم ہی تجکو پھول چڑھانا کبھی کبھی

اب دیکھتا ہون زلفونکا بل کچھہ نکل گیا
شاید وہ سیدھا کرتا ہی شانا کبھی کبھی

تیرے وصل میں مری چلتی نہیں ہے کچھ
کرتا ہوں اوس سے گرچہ بہانا کبھی کبھی

کہتا ہے دل یہ تجھسے مرا وہ کمان یار
مجکو کیا کرے آکے نشانا کبھی کبھی

نفرت ہے گرچہ فضل رقیبوں کے ملنے سے
اونکی طرف بھی ہوتا ہے جانا کبھی کبھی

چھٹتے پیے ہیں ہاتھ سے ساغر جو یار کے
آنکھوں میں اب تلک ہیں وہ ڈورے خمار کے

تھمتے نہیں ہیں اشک مری چشم زار کے
دریا رواں ہے ہجر میں اوس یار غار کے

مرنیکے بعد ظلم نے اونکے کمی نہ کی
تختے اوکھاڑ ڈالے ہیں میرے مزار کے

نیرنگی زمانہ سے ہے ان بتونکا ظلم
کیا رنگ ہیں اس ابلق لیل و نہار کے

گل گل یہ نغمہ سنج تھی بلبل بہار میں
دیکھا خزاں میں آج تو ہیں جھنڈ خار کے

خوشبوے یاسمن سے معطر ہوا دماغ
مضموں جو میں لکھنے لگا اونکے ہار کے

سینے پہ بحر نور کے ہیں دو حباب نور
یا نخل قد میں ہیں لگے دو پھل انار کے

چھٹکا کے رخ پہ زلفونکو اوس شوخ نے کہا
نافے حلب میں لائے ہیں ہم یہ تتار کے

بیرنگ اب تو فضل گناہوں سے باز آ
آئی خزاں ہے جاتے رہے دن بہار کے

جو رہ وتا ایسا دل بیقرار راہ مین ہی
وہ کیون ہو چپ کہ اوسے انتظار راہ مین ہی

ذرا تو فاتحہ پڑھنا ٹھہرکے اے قاتل
ترے شہیدِ ادا کا مزار راہ مین ہی

سنا ہی تیرے شہیدون کے خون سے قاتل آج
عجب طرح کی دو طرفہ بہار راہ مین ہی

لیے ہین طائرِ دل بیٹھے ہر جگہ عاشق
ترے تو تیر کا قاتل شکار راہ مین ہی

تو کیا چلا ہی کہ منزل کو بھی نہ پہونچیگا
اجل کا لینے کو بیٹھا سوار راہ مین ہی

اوڑا نا دیکھ نہ للہ صبا کہین اوسکو
پڑا ہوا مرا مشتِ غبار راہ مین ہی

نہ رک تو فضل چلا جا نجف کو بے کھٹکے
تری مدد کو شہِ ذوالفقار راہ مین ہی

تجکو اللہ نے بنایا سب سے بہتر آدمی
کام اب ایسا نکر جس سے ہو ابتر آدمی

کیا عجب شیرین ثمر ہو شاخِ نخلِ تلخ سے
گر کرے تلخی پر اوسکی صبر دم بھر آدمی

گر قناعت ہو تو گھر بیٹھے ملے سب کچھ اوسے
لیکن اپنی حرص سے پھرتا ہی گھر گھر آدمی

واہ کیا طاقت مین ہی خدا نے اوسکو دی
آسمان کی بھی خبر لاتا ہی بے پر آدمی

لال ہو غصے سے اپنے زور پر کمزور سے
کیا چٹکتا ہی زبان سے مثل اخگر آدمی

ملیش آتا ہی وہی جو کچھ کہ پیشانی مین ہی
گو لگا یا کرتا ہی دن رات چکر آدمی

سخت صیدے مومن ہوا ہی فضل کیسا سنگدل
اسلیے کہتے ہین اوسکو ہی یہ پتھر آدمی

انتظارِ وصل مین جسوقت ہم مرجائینگے
نعش پر اوسدم ہماری آپ شاید آئینگے

تیری فرقت مین بجاے آب و دانہ ای صنم
ہم پئینگے خون دل لختِ جگر ہم کھائینگے

ای صنم جس شب نہوگا تو ہمارے پہلو مین
کس طرح ہم اس دلِ ناشاد کو سمجھائینگے

ہمکو تو آنے نہ دیگا اپنی محفل مین اگر
ذکر تیرا کرکے دلکو رات دن بہلائینگے

یاد رکھنا ای صنم آئیگی جب لینے اجل
روح تیرے پاس ہی جائیگی اور ہم جائینگے

آتشِ ہجران تیری جان و دل دونون مرے
جامۂ تن مین سلگ کر ای صنم جلجائینگے

شرم رکھنا فضل کی یارب ترے دربار مین
دست و پا جسدن مرے ہر ہر گنہ بتلائینگے

سچ ہی معشوقونکو یار و کتنا ہی زر دیجیے
یہ نہین ہوتے ہین اپنے انکو گر سر دیجیے

نکلے اسد لکی خوشی اور تمکو حاصل ہو ثواب
ایک بوسہ گر ہمین للہ دلبر دیجیے

خشک سالی مین ہاقین عاشقون سے کہتے ہین
ہمکو اپنا آب اشک دیدۂ تر دیجیے

جان مین دیدون تمھین اس شرط پر بندہ نواز
آپ اپنے دلمین گر میرے لیے گھر دیجیے

دل یہ کہتا ہی مسیں مون اگر ای دوستو
اونکے دندان پر تصدق کرکے گوہر دیجیے

فصد کھلواونگا مین اپنی رگ جانکی صنم
گر ہمین مژگانکا اپنی تیز نشتر دیجیے

ذبح کرنے مین ترے شاید اونھین تکلیف ہو
فضل کہہ تو آپ اون سے مجکو خنجر دیجیے

مار سیہ ہی زلف گرہ گیر یار کی
ابرو نہین ہی بلکہ ہی شمشیر یار کی

سب بھول جائے قمری و طوطی کا چہچہہ
وہ میٹھی میٹھی جسنے تقریر یار کی

چاہا تھا دلکے صفحے پہ کھچوا کے مین رکھون
پر مانی سے نہ کھچ سکی تصویر یار کی

حاجت نہین ہی طوق کی وحشت مین مجکو اب
اولجھی گلے مین میرے ہی زنجیر یار کی

مین کیا ہون بلکہ ہوش فلاطون کے جائین اڑ
ہوتی ہی ایسی سامنے تاثیر یار کی

پل مین خذف کو لولوء لالا وہ کردکھائے
دم مین بنائے مس کو زر اکسیر یار کی

شاید مری طرف سے کسی نے کہا ہی کچھ
آتی نہین ہی فضل جو تحریر یار کی

ہجر کا دلمین مرے یار و کھٹکتا خار ہی — جان اس صدمے کے مارے تن سے اب بیزار ہی

ماہ کامل کب مقابل ہو سکے اوس مہر کے — مہر بھی اوس ماہرو کا غاشیہ بردار ہی

کوچ کر جاتا وہ کب کا اب تلک سوے عدم — پر تری خاطر وہ تیر اڑک گیا بیمار ہی

یاد آجاتی ہی تیری جب کبھی اے صنم — چلتی گردن پر مری اوسوقت اک تلوار ہی

دیکھیے اسلام رہتا ہی ہمارا یا نہین — دل پھنسا اوس بت سے ہی جو صاحب زنار ہی

اسلیے رکھتے ہین ہم بھی وہین جانیکی ہوس — باغ جنت وہ نہین ہی کوچۂ دلدار ہی

چاہا مین نے فضل اوسکی زلف مین شانہ کرون — بولا وہ قاتل نہ چھیڑ اسکو یہ سوتا مار ہی

ترے رہنے کو بلبل یہ گل و گلزار بہتر ہی — مرے تلوونکو سے یار کا بس خار بہتر ہی

گلے شکوے سب اوسکے ظلم کے آیندہ کر لینا — نہین اب وصل کی شب مین دلا تکرار بہتر ہی

قدم کوچے مین رکھکر عشق کے ثابت ہوا ہمکو — عذاب ہجر جانان سے عذاب نار بہتر ہی

ترے در پر پڑے ہین جو ترے دیدار کے طالب — چھپانا منہ کا اون سے بھلا کب یار بہتر ہی

اگر اس جان دینے مین وصال یار ممکن ہو — تو اس جینے سے ای منصور بیشک دار بہتر ہی

دلا مائل نہو اوسکی سیہ زلفوں کی لہروں پر
سنا ہی زہر سے اسکے تو زہر مار بہتر ہی

مریض عشق ہون باطن مین گو ظاہر مین ہون اچھا
ہماری تندرستی سے کہین بیمار بہتر ہی

نہ دینا ہو اگر بوسہ تو صاحب صاف کہدیجے
تمھارے روز کے اقرار سے انکار بہتر ہی

لگا ہی دل ترا ای فضل جس طفل برہمن سے
تری تسبیح سے اوسکا کہین زنار بہتر ہی

کام اُس جا پر کیا یارب نہ کچھ تدبیر نے
لے لیا دل مفت میرا اوس بت بے پیر نے

جانتے ہم کچھ نہ تھے ہوتی ہی کیا زلف صنم
کس بلا مین جا کے اوجھایا ہمین تقدیر نے

مار ڈالے تیغ ابرو نے تری کتنے جوان
قید کتنون کو کیا ہی زلف کی زنجیر نے

جوہر اپنے حسن کا دکھلا کے ہر سو خلق مین
گھر کے گھر ویران کیے قاتل تری شمشیر نے

وہ صنم کچھ ذکر کرتا ہی ہمارا آجکل
کچھ اثر شاید کیا ہی آہ کی تاثیر نے

تو تو پوشیدہ وہان ہی کتنے اہل عقل سے
کتنے دیوانے بنائے یان تری تصویر نے

سر اوکا تا تری شمشیر ابرو نے صنم
دل مرا چھیدا تری نوک مژہ کے تیر نے

گرچہ سب کرتے ہین کوشش اپنے اکام مین
پر نہین تقدیر کو روکا کسی تدبیر نے

ہین نہ پہنستا فضل اوسکے دام مین کیا کرون
دلکو مائل کرلیا اوس بت کی خوش تقریر نے

رخسے وہ ماہ اپنے اولٹ کر نقاب دے
کیونکر نہ آکے نذر اوسے آفتاب دے

گرمی نے می کی کردیا بیہوش ساقیا
بدلے شراب کے ہمین تو اب گلاب دے

حاجت نہین گزک کی ہمین کچھ بھی ساقیا
اور ونکو دے کباب ہمین بھر شراب دے

احوال بیقراری کا جب دوستو کہون
فرصت تو کوئی دم دل خانہ خراب دے

اوسدن ضرور کیجیے امداد یا نبی
جسدن کہیگا مجسے مرا رب حساب دے

گل وے نہ لوٹی شاخ مگر زلف یار کی
لوٹے جہان کہین تو بنے گل آفتاب دے

کہنا نہ منہ سے کچھ تو ابھی یار بیوفا
پہلے سوال سنکے مرا پھر جواب دے

مشکلکشا سے فضل کہونگا مین حشر مین
کوثر کا جام بھر کے مجھے بوتراب دے

دلکا ابتو سامنا ہی اوس بت بے پیر سے
دیکھیے کیا ہوتا ہی وسکی فرشتہ کے تیر سے

صرفی اور نحوی تو کیا کرسکتے ہین تجسے کلام
منطقی بھی ہار جائینگے تری تقریر سے

گرمی نے دعوی ... اوسکی ... کل آفتاب ... مین

یار سے ملنے کی ای دل اسقدر جلدی نکر ‏ کام اچھا ہی وہی ہوتا ہی جو تاخیر سے
آپکے آنے کی ہمکو کچھ صنم پروا نہین ‏ دلکو بہلاتے ہین ہم آپکی تصویر سے
تیرے گیسو کا صنم جسدن سے ہی سودا ہوا ‏ سلسلہ اوسدن سے اپنا ہوگیا زنجیر سے
کیمیا لیکر مُہوّس تیری اب مین کیا کرون ‏ اوسکے در کی خاک ہمکو کم نہین اکسیر سے
جب کسیکی ابرُؤونکا ہمکو آجاتا ہی دھیان ‏ عید کے مانند پھر ملتے ہین ہم شمشیر سے
ہجر کے صدمے کا ہمکو کچھ نہین تمسے گلا ‏ ہی گلا جو کچھ کہ ہمکو ای صنم تقدیر سے
کیا خطا مجسے ہوئی اسکا سبب کھلتا نہین ‏ روٹھنا ثابت ہی اونکا دوستو تحریر سے
دیکھ سمجھاتا ہون تجکو اس بلا سے باز آ ‏ چھوٹنا مشکل ہی ای دل زلف کی زنجیر سے

جو خطا ہو فضل کی للہ صاحب بخشدو
کیون خفا ہوتے ہو ناحق عاشق دلگیر سے

اگر تابوت پر میرے وہ عیسیٰ دم صنم آئے ‏ اوسی دم اس تن بیجان مین مشک پھر دم آئے
کہون نہین حال کیا تمسے جو غم ہی ہجر جانانکا ‏ نہ دیکھا کوئی غم ایسا بہت سے ہمپہ غم آئے
دل بیمار کی صحت کے خاطر تیرے کوچے مین ‏ سمجھکر ای صنم دار الشفا یان ابتو ہم آئے

اونھین بھی تھی محبت ہمسے مرنے پر کھلا ہمکو
جنازے پر ہمارے جب تو وہ باچشم نم آئے

ہزارون قتل ہون عشاق اوس قاتل کے ہاتھون سے
نہین ممکن کہ اوسکے خنجر ابرو مین خم آئے

مسلمان ہو گئے سب سوے کعبہ اے صنم لیکن
سمجھکر ہم ترے دروازے کو بیت الحرم آئے

ازلسے فضل دنیا کیطرف آیا ہی جب انسان
برابر درد و غم دونون یہ ساتھ اوسکے بہم آئے

نہان جو آگ دل مین عشق کی ہی گر بھڑک نکلے
یقین ہی پھر تو عکس اوس یار کا ہر سو چمک نکلے

تمھارے عشق کی آتش جو اِس سینے مین جلتی ہی
جلائے سارے عالم کو اگر اسکی لپک نکلے

ذرا سن لے تو او تقدیر میری تجھسے کہتا ہون
کبھی تو خار ہجر یار کی دل سے کھٹک نکلے

کہون کیا طالع شوریدہ کی مین کیفیت تم سے
جما سبزہ نہ پھر وان پر جہان آنسو ٹپک نکلے

پسند آتا نہین مضمون سادہ نکتہ چینون کو
مزا دیتا ہی وہ مضمون کہ جسمین کچھ نمک نکلے

تمہارے غم سے دل پہلو مین پھوڑا ایسا تپکتا ہی
کرون اب کون سی تدبیر جو اوسکی تپک نکلے

خس و خاشاکِ غیر اللہ جلا وے فضل اک دم مین
اگر دل مین حقیقی عشق کا شعلہ بھڑک نکلے

زیست دنیا کی خواب کی سی ہی
بلکہ دنیا حباب کی سی ہی

رنج ہجران نہین ہی دنیا مین
اک نشانی عذاب کی سی ہی

کیا لکھون اور وصف اوس گل کا
ساری رنگت گلاب کی سی ہی

آتش غم سے دل جلا شاید
بو تو اسکی کباب کی سی ہی

بہکی بہکی ہی چال یار کی آج
کیفیت سب شراب کی سی ہی

میرے رونے کو دیکھ کہتے ہین سب
یہ تو بارش سحاب کی سی ہی

فضل کچھ مجھسے بولتے نہین آپ
یہ نشانی عتاب کی سی ہی

دلِ وحشی کو اُنس ہی بن سے
اسکو مطلب نہین ہی گلشن سے

بعد مرنیکے بھی صنم میری
خاک لپٹے گی تیرے دامن سے

کہین جھگڑا یہ آئے دن کا مٹے
سر کو کر ڈے جدا تو گردن سے

دوست ہو کر تو دل دُکھاتا ہی
شکوہ پھر کیا رہا ہی دشمن سے

شمع وہم سے منہ چھپاتے ہو کیون
روشنی کب چھپیگی چلمن سے

یاد اوس شعلہ رو کی آتی ہی جب
شعلے اوٹھتے ہین پھر تو اس تن سے

وہی غفلت ہی اب بھی پیری مین
فضل بدلا نہ تو لڑکپن سے

نہ کیونکر ہو نگاہ ناز سے دل اور جگر ٹکڑے
ہوا معجز نما انگلی سے تیری جب قمر ٹکڑے

ابھی تو کیا بہار آئے دو پھر زورِ جنون دیکھو
اوڑا دے جیب اور دامن کے اور بھی بیشتر ٹکڑے

کہین جاتی ہی دیوانون سے وحشت سچ مین کہتا ہون
اگر اونکا کرو تم دوستو پتھر سے سر ٹکڑے

غضب ہی دل ہمارا اوس پری پیکر پہ مائل ہی
کیے ہین جسکی تیغ ناز نے لاکھون بشر ٹکڑے

پنہاؤن ہتکڑی وحشت جنون کو موسمِ گل مین
کریگا یہ نہ ایکی بار دامن کے اگر ٹکڑے

کیا ہی پارہ پارہ تونی اوس نیہ کے دل میرا
کتان کو جسطرح کرتی ہی تنویر قمر ٹکڑے

گل رخسار عکس افگن ہین اون لفظون فضل ایسے
شفق کے ابر مین جسطرح ہون شام و سحر ٹکڑے

دلمین جب حب بتان پہر آدھی رہگئی
عاشقونمین میری پہر توقیر آدھی رہگئی

جب نہ دیکھی کھینچنے مین ای صنم تیری کمر
رک گیا مانی وہین تصویر آدھی رہگئی

جب کیا ہی سخت جانون کے گلے پر تونے وار
ٹوٹ کر قاتل وہین شمشیر آدھی رہگئی

تھی خوشی اکسیر سے بڑھکر ترے اوس وصل کی
ہجر یاد آیا تو وہ اکسیر آدھی رہگئی

لکھتا تھا مین اوس صنم کے خط کا بیٹھا کل جواب
جلدی کی قاصد نے بس تحریر آدھی رہگئی

کچھ گھسی گلیون سے اور صحرانوردی سے بھی کچھ
ابتو گھس گھس کر جنون زنجیر آدھی رہگئی

فضل کے دل سے نہین جاتی ہی جو ابتک کھٹک
آہ مین کیا گانسی تیری ای تیر آدھی رہگئی

جو دلکی کھلے آنکھ تو ہر سو نظر آئے
اوٹھ جائے اگر پردہ تو پھر وہ نظر آئے

جس روز سے وہ آنکھونکا تارا ہوا رخصت
اوس دن سے نہ تھمتے ہوئے آنسو نظر آئے

دریا مین جو سایہ پڑا زلفون کا تمھاری
لہراتے ہوے سانپ تہ جو نظر آئے

سب دیکھتے کثرت مین ہین وحدت کا تری نور
دیکھین نہ کسیکو جو صنم تو نظر آئے

اوس مہ نے جو افشان چنے بالو نمین تو گویا
اوڑتے شب تاریک مین جگنو نظر آئے

ہو جائے فنا ذکر مین یا ہو کے اگر فضل
پھر چار و طرف نور رخ ہو نظر آئے

ان آنکھون نے دیکھے جوان کیسے کیسے
ہوئے اس جہان سے روان کیسے کیسے

لڑکپن سے ابتک ان آنکھون کے آگے
ہوئے انقلاب جہان کیسے کیسے

نہین اوس ستمگر کے مژگان و ابرو
ہین دشمن مرے بیگمان کیسے کیسے

ہین عاشق کے لب خشک تر چشم تن زرد
یہ سب عشق کے ہین نشان کیسے کیسے

گل و ماہ و آئینہ و شمع و خورشید
ہین چہرے پر اوسکے گمان کیسے کیسے

شہیدان شمشیر ناز و ادا کو
ملین گے ارم مین مکان کیسے کیسے

ہے افسوس افسوس فضل اس جہان سے
گئے خاک مین گلرخان کیسے کیسے

بات بلبل نکرے باغ مین اوس گلرو سے
رہنا ہشیار گھڑی جا کے کہو شبو سے

گر رہین ہجر مین اونکے یونہین روتی آنکھین
کتنے دریا مین بہاوینگا انہین آنسو سے

زلف مشکین ہی کھلی آج صبا کس گلکی
سارا باغ دل و جان تازہ ہی جسکی بو سے

چشم مسکینونکی جدائی مین تری کیا کرین ہم
جا کے بہلائینگے صحرا مین دل آہو سے

کیا چلے جاتے ہین دیوانے یہ زندانمین ترے
کانمین آتی ہی بیڑی کی صدا ہرسو سے

آنکھ سے تیری نہ جب آنکھ ملائیگا نرگس
سرو پہر کیسے مقابل ہو قد دلجو سے

ذکر کرتے ہین بتونکا تو بتون کے بندے
کام رکھ فضل تو بس کلمۂ یا من ہو سے

کسی معشوق نے جب سے ہمین صورت دکھائی ہی
جبھی سے یار و ہمسے چھٹگئی ساری خدائی ہی

ہمین جسکی محبت سے تو ناصح منع کرتا ہی
اوسیکے ہو رہینگے اب یہی دلمین سمائی ہی

وہین بس مرمٹینگے ناصحا کیونکر اسے چھوڑین
گلی جب خانۂ دلدار کی مشکل سے پائی ہی

نگہ کرتے نہین ہرگز وہ تاج و تخت شاہی پر
ملی کوچے کی تیرے ای صنم جنکو گدائی ہی

سمایا سر مین ہی جسکے تمھارے عشق کا سودا
طبیبون سے بھلا اوسکی کہان ہوتی دوائی ہی

نہین بجھنے کی بلکہ اور بھی بھڑ کیگی اے ساقی	یہ آتش عشق کی سینے مین جو تونے لگائی ہے

تو سن اے افضل جس سائین گئے دیوانے ہین سب ہمنے
اوسکے در پہ جوگی بن گئے اب دھونی رمائی ہے

جو مانگا بوسہ تو ایسے وہ ہمسے گلبدن بگڑے	بوقت قتل جیسے مجرمون سے تیغ زن بگڑے
ہمارا کچھ نہ بگڑیگا رقیبون کے بگڑنے سے	اگرچہ عشق مین خسرو سے جلکر کوہکن بگڑے
قسم اللہ کی زاہد مین تجھسے راست کہتا ہون	قیامت ہے ابھی برپا جو چشم پرفتن بگڑے
دعا کرتی ہے بلبل سرنگون گلچین کے کھٹکے سے	الٰہی موسم گل مین نہ یہ لطف چمن بگڑے
جماؤ شوق سے تم لعل لب پہ مسی نیلم کی	بلا سے آپکی گر شرم سے لعل یمن بگڑے
خفا ہو کر اگر وہ شمع محفل سے اوٹھ جائے	یہ ہو اندھیر پھر تو سارا حسن انجمن بگڑے
زبان دو لکو یارب لطف جس گلرو سے حاصل ہے	نہ اوس گلرو کا روز حشر تک سیب ذقن بگڑے
تری جادو بھری آنکھون کا جلوہ دیکھکر انسان	ہوئے سودائی شہر دین بیابانمین ہرن بگڑے
لب رنگین پہ مسی کا لگانا چھوڑ دو صاحب	وہ زینت کیا ہے جس سے خوبی حسن دہن بگڑے
صبا خوشبوے زلف یار گر اے افضل لیجائے	تو پھر دنیا مین قدر و قیمت مشک ختن بگڑے

آہ کے شعلے جب اپنی آسمان پر جائینگے
ہی یقین صدمے سے سارے ٹوٹ اختر جائینگے

دم عدم کی راہ لیگا تن کو تنہا چھوڑکر
جبکہ پہلو سے مرے گھر آپ اٹھکر جائینگے

روح کو گردش رہیگی گرچہ مین مرجاؤنگا
تیرے کوچے سے صنم ہم ہرگز نہ چلکر جائینگے

کوہ کو بھی پھونک دینگے ایکدم مین مثل کاہ
گر چٹک کر آہ کے اپنے یہ اخگر جائینگے

ہجر کے جو سخت دن آئے ہین ہمپر آجکل
ای فلک بتلا یہ کب چھاتی سے پتھر جائینگے

قبر مین بھی پھر تسکین دل پر اضطراب
ساتھ اپنے یار کی تصویر لیکر جائینگے

نفس انسان زندہ جاوید ہوجائیگا فضل
خواہش و حرص و ہوا سب کے سب مر جائینگے

کوچہ محبوب مین کچھ بھی جگہ ہم پائینگے
پھر نجائینگے وہان سے بس وہین مرجائینگے

پھر تمھارے ہجر کے داغ اے صنم مثل خزان
گلشن دلکو مرے برباد کرنے آئینگے

ہائے جس شب کو نہوگا بر مین وہ گل پیرہن
کسطرح ہم اس دل ناشاد کو بہلائینگے

ایک دن ہم جان دینگے تمھارے ہجر مین
آپ اپنے وصل سے یون ہین اگر ترسائینگے

جان دیکر سب رقیبون مین تو وقت امتحان
کس مزے سے تیغ قاتل ہم ترا پھل کھائینگے

پھر اوسی دم ٹوٹکر قالب میں دم آجائیگا
نعش پر اک دم مری گر وہ مسیحا آئینگے

حسن کی انکے پرستش گر رہی چندے یونہین
کچھ دنونمین فضل پھر یہ بت خدا ہوجائینگے

مجبریکو تیرے صرف نہ پریونکا سر جھکے
گر تو نقاب اولٹے تو شمس اور قمر جھکے

جھک تو بھی اسطرح جو خدا دے تجھے عروج
جسطرح بر کے بار سے شاخ شجر جھکے

احمد احد سے حشر مین بخشائینگے ہمین
بار گنہ سے آئینگے جب ہم کمر جھکے

جھکتا یہ سر نہین ہی کسیکے بھی سامنے
ہان رو میل یار جدھر ہو ادھر جھکے

پردیکھین تیرے جلوہ کسی نازنین کا تھا
سجدیکو تیرے جب تو ملک اور بشر جھکے

درگاہِ فقر فخر و تفاخر کی ہی جگہ
یہ در وہ ہی کہ جسپہ ہر اک شہ کا سر جھکے

اے فضل سربلندی علامت ہی جہل کی
ہی شانِ علم سے سر اہل ہنر جھکے

ترے واسطے نشتر ادی دل یہی ہی
نہین ہی مژہ تیر قاتل یہی ہی

لگا ہاتھ پھر دوسرا زخم دل پر
مری آرزو ابتو قاتل یہی ہی

مرا دل چورا کر لگا سب سے کہنے
گیا دل ہی جسکا وہ بیدل یہی ہی

مرے زخم دل پر لگا اب تو مرہم
تری تیغ الفت کا بسمل یہی ہی

خودی سے نکلنا رہ بیخودی مین
سنو اوسکے ملنے کی منزل یہی ہی

تو آ میرے دلمین سن ای رشک لیلا
ترے بیٹھ رہنے کا محمل یہی ہی

رخ یار کو گر تو ای فضل دیکھے
تو بیشک کہے ماہ کامل یہی ہی

کرو نہین پاس اوسکے کونسی تدبیر سونیکی
نہین رکھتا ہی خواہش وہ بت بے پیر سونیکی

نہین قشقہ جبین پر صندلی طفل برہمن کی
کھنچی لوح کلام اللہ پہ ہی تحریر سونیکی

جسے خواہش ہو دنیا کی وہ لے خاک در جانان
نہین ہی خاک وہ واللہ ہی اکسیر سونیکی

نہین دیکھی ہی ہمنے ایسی جلیبی سہتین تیرے
ہی کھلتی نقرہ سینے پہ وہ زنجیر سونیکی

رہا ارمان باقی کوئی دن بھی ساتھ اوس گلکے
نہ دی اکدم اجازت تو نے ای تقدیر سونیکی

لپٹ جاتا ہون اب بھی خود بخود پہلو کے تکیے سے
نہین جاتی ہی اونکو ساتھ لے تاثیر سونیکی

طلائی زیور اوس بت کو پنہا کر سے پلنگ فضل
بنائین گے خدا چاہیگا اک تصویر سونیکی

ہمارا جس صنم کے دیکھنے کو دم نکلتا ہی
وہ ہی پردہ نشین در پردہ دیسے باہر کم نکلتا ہی

یہ کسکے غم مین اے دل شبکو آنکھین اپنا روتی ہین
جو بستر صبح کو ہر روز اپنا نم نکلتا ہی

پھنسا ہی اوسکے بالون مین دل اب دیکھیے کیا ہو
نہین شانے سے جسکے گیسوؤنکا خم نکلتا ہی

کرون کیا وصف اوس غنچہ دہن کے لعل لب کا مین
تبسم مین عجب تجلی کا سا عالم نکلتا ہی

نہ کھاؤ اسکو تم ہرگز صنم جھوٹی ہو یا سچی
کہ بد فالی ضرر کی ہی قسم مین سم نکلتا ہی

گلا ہرگز نہ دم مین آنہ دم دے اوس ستمگر پر
جو ہر دم تیغ ابرو کو لیے برہم نکلتا ہی

کہون کیا تجھسے یا رب اوس پری رو کی جدائی کا
نہین سینے سے میرے آہ ہرگز غم نکلتا ہی

ستایا ہی تجھے اے فضل تلا کس ستمگر نے
جو نعرہ آہ کا دل سے ترے ہر دم نکلتا ہی

نشان پیری کے ڈھانکنے کو خضاب ہم لیکے کیا کرین گے
یہ ایسا دھوکے کا جھوٹا رنگ شباب ہم لیکے کیا کرین گے

جو دور محفل یہان تک آیا تو بڑھکے ساقی سے یہ کہین گے
پلا دے ہمکو تو جام الفت شراب ہم لیکے کیا کرین گے

نہ دیکھ پائینگے تمکو جبدن تو پھوڑ ڈالینگے دیکھ لینا
تمھین بتاؤ کہ پھر یہ آنکھین جناب ہم لیکے کیا کرینگے

زکوۃ مال جمال مین ہی سوال بوسے کے زرکا مجسے
اگر نہ دو دو تو اک ہی دیدو جواب ہم لیکے کیا کرینگے

نہ ساقی و مُل نہ باغ و بلبل نہ سرو سنبل نہ غنچہ و گل
فلک یہ تیرا بغیر باران سحاب ہم لیکے کیا کرینگے

تپ جدائی سے تیری ساقی دل و جگر تو جلا ہوا ہی
وصال کی اب شراب دیدے کباب ہم لیکے کیا کرینگے

دعا ہی یارب تو نامہ فضل و مغفرت اپنا فضل کو دے
بروز محشر عمل کی اپنے کتاب ہم لیکے کیا کرینگے

تمنا تیرے ملنے کی لحد مین یار باقی ہی
پس مردن ہمین دلدار یہ آزار باقی ہی

خوشی کے پھول سب مرجھا گئے تیری جدائی سے
مگر ہان داغ غم کا دلمین اک گلزار باقی ہی

لگے تیر نگہ سینے مین خنجر دلمین مژگان کے
گلے کو یار ابرو کی فقط تلوار باقی ہی

گئی فصل بہار آئی خزان گلشن مین دنیا کے ۔ گل اور غنچے کی جا پر ہر طرف بس خار باقی ہی

مچلتے ہو عبث غیرون کے آگے تم ادھر آؤ ۔ تمھارے ناز اوٹھانے کو دل بیمار باقی ہی

تمھارے عشق مین دیر و کنین جا بت کے کیا ہمنے ۔ پہننے کو گلے مین ای بتو زنار باقی ہی

لگانا دل کا بہتر ہی اوسی سے چھوڑ کر سب کو
ہمیشہ سے برابر فضل جو دلدار باقی ہی

تیرا جب دم خیال آتا ہی ۔ دین و دنیا کا غم بھلاتا ہی

اوسکو کھٹکا کہان ہی محشر کا ۔ سرِ تسلیم جو جھکاتا ہی

دل تڑپتا ہی جان جاتی ہی ۔ جب وہ پہلو سے اوٹھکے جاتا ہی

چاہتا ہی جسے دکھا کے جھلک ۔ اپنا دیوانہ وہ بناتا ہی

وہی پاتا ہی شاہد وحدت ۔ اپنی ہستی کو جو مٹاتا ہی

دل کی آنکھون سے ڈھونڈھتا جو ہی ۔ وہی ای یار تجھکو پاتا ہی

بھول جاتا ہی فضل وہ سب کو
اوس صنم سے جو دل لگاتا ہی

دلمین جگہ ہمارے اوسی بیوفا کی ہے
جسکی نہ حد شکایتِ جور و جفا کی ہے

چھوٹون مین اوسکے دام سے کسطرح صبا
دلمین گرہ لگی ہوئی زلفِ دوتا کی ہے

کس کس کا آج دیکھیے ہوتا ہے سر جدا
بازارِ قتل گرم حکومت قضا کی ہے

ہو کیون نہ آہِ سرد سے عاشق کا رنگ زرد
تاثیر ایسی ہی اسی آب ہوا کی ہے

اوس سیمتن کے ساتھ جو سونا ہوا نصیب
کسکو بتایئے ہوس اب کیمیا کی ہے

فریاد کس سے کیجیے قاتل کے ہاتھ مین
خود ہی ہمارے خون سے سرخی حنا کی ہے

آراستہ مکانکو جو کرتا ہے فضل تو
آمد یہ آج کیا ترے اوس مہ لقا کی ہے

ہمکو ہی کب خوف اونکے ابروِ خمدار سے
جان فدا عاشق بھی ڈرتے ہین کہین تلوار سے

بلبلون سے کہدو زورون پہ جنون ہے آجکل
موسم گل کی خبر آنے لگی گلزار سے

مر گئے ہین فوراً ان کالون کے ڈستے ہی دلا
زہر معشوقونکی کاکل کا ہے بڑھکر مار سے

دیکھ کہتا ہون نہ دل مژگان پہ تو مائل نہو
ورنہ گل کیطرح پائیگا تو ایذا خار سے

کیا کرون تعریف مین اوس گلبدن کی دوستو
کم نہین سرخی گلِ رخسار کی گلنار سے

جب تشبیہ آنکھونکا اوس بت کی آتا ہی خیال
دلکو بہلاتے ہین جاکر نرگس بیمار سے

فصل ہٹنے کا نہین اوس تنکو بے بندہ کیے
سلسلہ اوسکا ملا ہی حیدر کرار سے

مارا ہی تونے جنکو وہ بسمل ہین ڈھونڈھتے
پھرتے ہین رات دن تجھے قاتل ہین ڈھونڈھتے

دل جنکا تیرے ساتھ چلا آیا ہی صنم
کوچے مین تیرے آکے وہی دل ہین ڈھونڈھتے

مجمع گلونکا کل جو ہوا تھا بہار مین
بلبل چمن مین اب وہی محفل ہین ڈھونڈھتے

آفت یہ ہی خزانسے بھی بڈھکر بہار مین
صیاد پھر چمن مین عنادل ہین ڈھونڈھتے

ای رشک لیلی آگیا تو سیر کرکے اب
مجنون ترے وہان ترا محمل ہین ڈھونڈھتے

فصل بہار آئی ہی شاید بہت قریب
گردن تو طوق پاؤن سلاسل ہین ڈھونڈھتے

جو ہی بعید اوسکے ہین سب طالب وصال
جو ہی قریب اوسے نہین واصل ہین ڈھونڈھتے

مجذوب مست ہین می جذب الست سے
سالک جو ہین وہ عشق کی منزل ہین ڈھونڈھتے

تصویر یار آئینہ دلمین ہی جڑی
کامل ہین اوسکو دیکھتے جاہل ہین ڈھونڈھتے

دل ڈھونڈھتے ہین فضل جو بیدل ہین اسطرح
جسطرح ڈوبتے ہوئے ساحل ہین ڈھونڈھتے

ترے مقتل سے وہ قاتل نہین جانیوالے
پھل تری تیغ کا جو دلسے ہین کھانیوالے

تیری فرقت مین ہین رو رو کے یہ چلاتا ہون
آ مرے پاس مرے دل کے دکھانیوالے

خود بخود وصل مین مجھسے وہ صنم روٹھ گیا
ہاے اب لاؤن کہان سے مین منانیوالے

کچھ فقیرونکو بھی دیدار کی ملجائے زکوۃ
ہم بھی کچھ حسن کے صدقے سے ہین پانیوالے

دیکھ مت اور طرف جلد ادھر آ قاتل
ناز شمشیر ترا ہم ہین اوٹھانیوالے

جانیوالون سے عدم کے تو یہ کہدو اے فضل
آج جاتے ہو تم اور کل ہین ہم آنیوالے

دل نہین اولجھا مرا بالون کے تارونہین ہے
ایک مین وہ ہون کہ باایسد سیکڑون بارونہین ہے

اہل زہد خشک سے کیا پوچھتے ہو حال دل
پاکی تر دامنی ان وزون میخوارونہین ہے

ہو نہین سکتا خلا مین حسن یوسف برملا
جو گھرونکین ہے نہین وہ حسن بازارونہین ہے

کیسا اگلے دوستونمین تھا خلوص دوستی
اس زمانے مین اخلاص دلی یارونہین ہے

مرد وہ عورت سے کم ہے مردمی جسمین نہو
بلکہ وہ نامرد ہے جو مردم آزارونہین ہے

کیا کرون اب سیر اوٹھکر باغبان گر ہے ہوا
گرچہ مین اچھا ہون میرا دل تو بیمارونہین ہے

بخشیدے یارب تو اپنے فضل سے اس فضل کو
نفس کے شر سے شمار اوسکا گنہگارون مین ہی

یون رخ روشن ہی زلف یار کے سایے تلے
جسطرح مین ہو درخشان مار کے سایے تلے

اوس شمیلی آنکھ کی فرقت مین گر مر جاؤنگا مین
دفن کرنا نرگس بیمار کے سایے تلے

عشق مین کیا پوچھتے ہو ہوتی ہی کیسی گذر
عاشقونکا ہی گذارا دار کے سایے تلے

نیچے مژگان کے نہین ای جان تیری یہ چشم مست
آہوے چین ہی لب سوفار کے سایے تلے

عارض گلگون کے نیچے یہ سیہ تل ہی نہین
ہی چھپا حبشی بچہ گلنار کے سایے تلے

تیری ابرو کے اشارے سے ثابت ہوتا ہی قاتل مجھے
جان جائیگی مری تلوار کے سایے تلے

آفتاب حشر کی گرمی مین روح فضل کو
پائینگے سرو قد دلدار کے سایے تلے

ای پری گھر اترا کچھ کم نہین ہی حور سے
جو کوئی دیکھے وہ عشق کا کرے ارشاد سے

گر چمن مین تجکو خواہش میکشی کی ہو صنم
ساغر لالہ مین ٹپکیگی شراب انگور سے

رنگ پان اوس نازنین کے ہی گلے سے یون عیان
جیسے ظاہر سرخی مئے شیشۂ بلور سے

شاہد وحدت ان آنکھوں سے نظر آتا ہی کب
لن ترانی کی صدا آتی ہی کوہ طور سے

اوس کمان ابرو کی مژگان سے ہوے چھلنی ہین دل
کم نہین سینہ ہمارا خانہ زنبور سے

ہی بقا اوسکو کہ جسکا اول و آخر نہین
سب فنا ہو جائینگے ارض و سما تک صور سے

اسقدر گل کھائے ہین اوس گلبدن کے ہجر مین
آتی ہی خوشبو ہمارے زخم کے ناسور سے

بعد مر جانیکے بھی ہوگا مجھے خوشبو سے شوق
تر کرو میرے کفن کو عطر اور کافور سے

سیر گلشن کو گیا جو گل مرا وہ گلبدن
آنکھ نرگس نے چرائی دیدۂ مخمور سے

ہو گیا جیسے فلک پر فضل مہر از بس خجل
اوس پری کی خوبی و حسن رخ پر نور سے

ملے جو وصل صنم ایک دار کے بدلے
چڑھون مین دوڑتا پھر تو ہزار کے بدلے

مقابلہ نہین کر سکتے جنکا تیر و سنان
ہین چبھتی دلمین وہی پلکین خار کے بدلے

عجب تھے طالع برگشتہ دیکھو بلبل کے
دکھایا کنج قفس لا بہار کے بدلے

جواب جلد سے لانا ہی پاس سے اوسکے
چلا جا تو ہی کبوتر سوار کے بدلے

تمھاری یاد جب آتی ہی باغ مین جاکر
گلاب دیکھتے ہین ہم عذار کے بدلے

نظر کسیکی نہ لگجائے چاند سے منہ پر	پہنیں گلے میں تو تعویذ ہار کے بدلے

جو ایسے عاشق صادق ہیں فضل جنت میں
کبھی حور کو دیکھیں گے یار کے بدلے

جو نہیں ہی ستم اور جور بس اللہ ہی اللہ ہی	دلا کر لے تو اپنی غور بس اللہ ہی اللہ ہی
ادھر کلکتے سے تا لکھنؤ کیا کیا حسین دیکھے	ادھر دہلی سے تا لاہور بس اللہ ہی اللہ ہی
نہیں ہی اعتبار اس عمر کا پچتائیگا پیچھے	سنبھالے خوب سا فی الفور بس اللہ ہی اللہ ہی
جو دیکھو چشم عرفان اس آئے گل میں ڈالکے کیا ہی	ہر باغ نور جہان کا نور بس اللہ ہی اللہ ہی
خلاصہ کلمۂ توحید کے معنون کا بس یہ ہی	ہوا اوسکے نہیں ہی اور بس اللہ ہی اللہ ہی
نہو یارب کبھی الحور بعد الکور کا مصداق	ہی خوب الکور بعد الحور بس اللہ ہی اللہ ہی
بہار آئی تو کیا آئی خزاں ہی کوک کے کویل	یہ دوون آم کا ہی بور بس اللہ ہی اللہ ہی
ہزاروں ہیں مشابہ صورت و سیرت میں جو آتا	کہ دیکھو شیر اور سنّور بس اللہ ہی اللہ ہی
ابھی کرنا ہو جو کچھ فضل تمکو وہ یہان کر لو	نہیں ملنیکا پھر یہ دور بس اللہ ہی اللہ ہی
مطابق اسم فضل اللہ کے فضل اللہ مسمی ہو	یہ ہی آخر دعا کا طور بس اللہ ہی اللہ ہی

قطعۂ تاریخ تصنیفِ دیوانِ بلاغت عنوان نتیجۂ فکرِ علّامۂ زمان
مولانا حافظ مولوی ابو الخیر محمد جان صاحب عین شعرِ الانس و الجان

بارک اللہ فضل کا دیوان کامل ہو گیا | در حقیقت جس سے ظاہر سر بسر اعجاز ہی

ہین تو یہ ناخواندہ اُمّی لیک فکرِ شعر مین | طبعِ موزون کا کچھ انکے ورہی انداز ہی

گرچہ ظاہر مین گل و بلبل ہی لیکن اصل مین | شعر جو لکھا وہ گویا معرفت کا راز ہی

رفعتِ مضمون سے ظاہر ہی بلندی فکر کی | مرکزِ اعلیٰ پر انکے ذہن کا شہباز ہی

مژدہ باد اے طالبانِ حسنِ محبوبِ ازل | دیکھلو آکر اگر چشمِ حقیقت باز ہی

کیا فروغِ شاہدِ معنی ہی پیدا لفظ مین | لفظ پر معنی کو اور معنی پر اسکو ناز ہی

سادگی برجستگی روشن بیانی - واہ واہ | لفظ مین بھی کچھ نہ اشکال اور نہ کچھ الغاز ہی

حسنِ مضمون حسنِ بندش کی کرون تعریف کیا | صفحہ صفحہ اسکا گویا شاہدِ طنّاز ہی

آتش و ناسخ ہوے طبع آزما جس طرح مین | آج انکے شعر سے اوسکا دو چند اعزاز ہی

الغرض اسکی ثنا جو کیجیے سب ہی روا | جتنے دیوان ہین اون سب مین یہ ممتاز ہی

مصرعِ تاریخ حسبِ حال یون موزون ہوا | کیون نہ کہیے فضل کا دیوان اک اعجاز ہی

۱۳۱۱ ھ

تواریخ ثلاثہ از بندۂ آسی نابلد جادۂ سخن شناسی
محمد عبد العلی مدراسی تجاوز عن جرائمہ رب الاناسی

تاریخ اول تصنیف دیوان

سحر کیا ہی فضل کا دیوان ہی ۔ شعر کیا ہی شاعرون کی جان ہی
حُسن کیا ہی یار کی اِک آن ہی ۔ عشق کیا ہی دل کا اِک میلان ہی
پس اسی تعریفِ حُسن و عشق سے ۔ عاشق و معشوق کی پہچان ہی
جسمین ہوان سب لوازم کا بیان ۔ وہ بیان اِس فضل کا دیوان ہی
ولولے ہین عشق کے ہر شعر مین ۔ بس یہی حُسنِ غزل کی شان ہی
ہو نہ جس شاعر مین یہ جانِ سخن ۔ اوسکو بیشک جان لو بیجان ہی
پر ہی فضل اللہ اسمین زندہ دل ۔ شاعری کے ملک کا سُلطان ہی
ہی وہ شاعر اور نہین اتنا شعور ۔ کس طرح اس شعر کی میزان ہی
قافیہ کیا بحر کیا تقطیع کیا ۔ بالکل ان باتون سے وہ انجان ہی
واقعی یہ حال سچ کہتا ہون مین ۔ شاہدِ عادل مرا ایمان ہی
لیکن اسکا دل ہی زندہ عشق سے ۔ ایسے دلبر جان بھی قربان ہی
طبعِ موزون خود ہی خلّاقِ سخن ۔ یہ بھی ایک اللہ کا احسان ہی
ولولہ ہی ذوق ہی اور شوق ہی ۔ جوش ہی مستی ہی اور وجدان ہی
ایسی بےعلمی ہو اور یہ شاعری ۔ یہ نشانِ خانِ والاشان ہی

جسکا ہو یہ حال اوسکا قال بھی — مثل قول عارفان عرفان ہی
شعر گوئی سخت مشکل ہی مگر — گر ہو فضل اللہ تو آسان ہی
کیا یہ آسی سحر کی تاریخ ہی — سحر ہی یا فضل کا دیوان ہی

تاریخ ثانی طبع دیوان

ہی حمد خدا تاج عنوان فضل — ہی نعت نبی دین و ایمان فضل
ہی پُر نعمت فضل سے خوان فضل — فصاحت بلاغت ہی مہمان فضل
چھپا کیا ہی خوب اب یہ دیوان فضل — یہی تھی مراد دل و جان فضل
جو سچ پوچھو اس طبع مطبوع سے — ہوا سب یہ ہی فضل و احسان فضل
ہی اس فضل کا شکر ہم پر ضرور — او راون پر بھی ہی جو ہین اقران فضل
اصح المطابع مین صحت کے ساتھ — چھپا اور ہوا حاصل ارمان فضل
جو سنتے تھے مصداق فضل آلہ — وہ یہ فضل ہین صدر دیوان فضل
ملک خو خضر رو نکو گفتگو — ہین چھوٹے بڑے سب ثناخوان فضل
ہین شاعر و لیکن نہ لکھے پڑھے — عیان اس کرامت سے ہی شان فضل
جسے اس کرامت مین شک ہو ذرا — یہی گوی و چوگان و میدان فضل
جو اس فن کے گوہر کا ہو جوہری — وہ خود دیکھلے جوہر کان فضل
وہ جسطرح تصدیق چاہے کرے — کہ ہین راست گو سب گواہان فضل
نہین شعر گوئی کے اسباب مین — بجز فضل حق کچھ بھی سامان فضل
اوجالا ہی دیکھو اندھیرا نہین — کہ روشن ہی شمع شبستان فضل

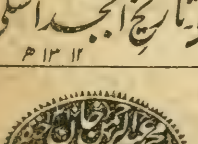
زبانی غزل سنلو اور پوچھلو — بتا دین گے سب مستفیضانِ فضل
ہر اِن پڑھ کو گو شاعری ہی محال — مگر ہی یہان تحتِ امکانِ فضل
اگرچہ یہ ناخوانده اُمّی رہے — مگر اَوْر ہین فاضل اخوانِ فضل
جو اَوْرون کو مشکل ہی آورد سے — وہ آمد سے ہی سہل و آسانِ فضل
ہین بوڑھے مگر دل جوان کیون نہو — کہ ہی فضلِ یزدان نگہبانِ فضل
کہان ہین وہ جانبازون کے قدردان — کدھر ہین وہ جوہر شناسانِ فضل
شجاعت کے جوہر کو دیکھین ذرا — دمِ برّشِ سیفِ بُرّانِ فضل
وہ جرأت کہ ہمت ہی دل سے فدا — وہ ہمت کہ جرأت ہی قربانِ فضل
ہی دلمین وہی عشق کا تازه جوش — جوانی ہی پیری مین شایانِ فضل
ہر اک دلمین ذوقِ ملاحت کی جا — ہر اک جا پہ شورِ نمکدانِ فضل
ٹپکتا ہی ہر حرف سے ذوق وشوق — ہی دیوانِ حافظ یہ دیوانِ فضل
مضامینِ حُسن و مفاہیمِ عشق — ہین گویا کہ دست و گریبانِ فضل
سخن کے گلون پر ہی جوشِ بہار — ہی پھولا پھلا کیا گلستانِ فضل
ہر اک شعر ہی موتیون کی لڑی — ہی کیا خامۂ گوہر افشانِ فضل
وہ سلکِ گہر ہین مسلسل سُطور — کہ جن سے ہی پر جیب و دامانِ فضل
مہِ شعر کیونکر نہو اَوج پر — ترقی پہ ہی مہرِ تابانِ فضل
غرض صاف و خوشخط بتصحیح تام — یہ دیوان چھپا حسبِ فرمانِ فضل
لکھو آسی تاریخ بھی صاف صاف — ہوا سحر کا ہی یہ دیوانِ فضل

تاریخِ ثالثِ طبعِ دیوان

چھپا یہ دیوانِ سحر مضمون کہ اسکا ہر شعر ہی پُر افسون
مُقابل اس سحرِ شاعری کے نہین ہی کچھ سحرِ سامری بھی
نبات ہر بات فضل کی ہی زبان شیرینی سے بھری ہی
نشانِ فضلِ خدا یہی ہی کہ جس سے اُسنے یہ بات پائی
خطِ اسکا کیونکر نہو دل آرا کہ منشی واجد علی نے لکھا
ہی خوشنویسو نمین فرد و یکتا ہی خطّہٴ خط کی اوسکو شاہی
بیاضِ بیضا ضیا مین اِسکے سوادِ روشن کی سطرِ خوشخط
کہ سنگِ ابیض مین سنگِ اسود کی ہڑی الماس سے جڑاوی
خیال آیا کہ سال اسکا نہو زُبُر سے نہ بیّنہ سے
نہ عیسوی سال ہو نہ سمّت حسابِ ابجد سے سن ہو ہجری
بصرفِ نحو اسمین تین ترکیبین تین تاریخون سے ہون ظاہر
پھر اسمین تجنیس تام بھی ہو بعکس تا یہ ترکیب لفظ و معنی
پس ایک مصرع مین تینون تاریخین آئین فو المعینین آسی
اِسی کی تاریخ۔ اسی کی تاریخ۔ سے ہی۔ تاریخِ ابجد اسکی
۱۲ ۱۳ ھ ۱۲ ۱۳ ھ ۱۲ ۱۳ ھ

وجہ مہر و دستخط بر خاتمہ

واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب مطبع صبح الطابع محمود نگر لکھنؤ مین چھپی ہی مہر و دستخط مالک نام مطبع کے خاتمے پر ثبت کیے گئے فقط



ان دونون تاریخون مین صنعت تجنیس تام ہی کہ متحد اللفظ و مختلف المعنی ہین اور اول سے معنی عدد مقصود اور دوسرے سے مبتدا ہی اور تیسرے الفاظ مادہ تاریخ ہی اور فعل ناقص ہی کا متعلق اور اسمین جو ضمیر مستتر ہی مبتدا کی طرف پھرتی ہی اور اسکا اور تاریخ ابجد اسکی خبر اور مبتدا اور متعلق سے ملکر جملہ اسمیہ ہی بھی ممکن ہی کہ اس حساب سے ۹۰ نہین کیا بلکہ نو تاریخین نکلتی ہین ۱۲

اعلان

واضح ہو کہ یہ دیوانِ فضل
تعقید اور قافیے کی لفظی اصلاح کے بعد
وہ بھی بعض بعض جگہ کہ مضمون وہی رہا اور مطلب مین
کسی طرح کا تغیر نہ آیا اس مطبع مین بحفظ حق کاپی رائٹ نہایت
صحیح اور خوشخط چھپا جن صاحبونکو خواہش ہو بھیجکر بمقام
خالصپور پرگنہ ملیح آباد ضلع لکھنؤ مصنف صاحب سے
منگوالین یا راقم سے طلب کرلین۔

محمد عبد العلی مہتمم مطبع اصح المطابع
واقع محمود نگر
لکھنؤ